رویتِ ہلال

مسئلہ اور حل

تصنیف و تالیف

خالد اعجاز مفتی

دارالکتاب

نام کتاب: رویتِ ہلال مسئلہ اور حل
تصنیف و تالیف: خالد اعجاز مفتی
ناشر: دارالکتاب، 6-A یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار، لاہور 042-37241268
www.dar-ul-kitab.com
email:contact@dar-ul-kitab.com
طابع: حاجی حنیف اینڈ سنز، لاہور
اشاعت: ۳۰ مئی ۲۰۱۹ء
قیمت: /-

باہتمام:
حافظ محمد ندیم
0300-8099774
0321-4650131

ترتیب

حرفِ چند

نحمده تبارك وتعالىٰ ونصلى عَلى ونسلم علىٰ رسوله الكريم وعلىٰ آله واصحابه اجمعين

اسلامی عبادات کے لیے اوقات اور ایام کے تعین میں سورج اور چاند دونوں کی گردش کا اعتبار کیا گیا ہے مگر اس فرق کے ساتھ کہ اوقات کا تعین سورج کی گردش کے حوالہ سے ہوتا ہے اور ایام کا تعین چاند کی گردش کے حساب سے کیا جاتا ہے مثلاً روزے کے دن کا تعین قمری ماہ کے طور پر رویت ہلال کے ذریعہ ہوتا ہے مگر روزے کے روزمرّہ دورانیہ کا تعین سورج کی گردش کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح حج کے ایام کا تعین چاند کی گردش کے حساب سے ہوتا ہے مگر حج کے افعال وارکان مثلاً عرفات، مزدلفہ اور منٰی کے وقوف اور اوقات کا تعین سورج کی گردش کے مطابق ہوتا ہے۔

ایام کے تعین کو چاند کی گردش کے ساتھ مخصوص کرنے کی حکمتوں میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس طرح مثلاً رمضان مختلف موسموں میں آتا رہتا ہے اور اگر ایک مسلمان پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوکر پچاس سال کی عمر تک پہنچتا ہے تو اسے اتنے عرصہ میں سال کے ہر موسم کے روزے مل جاتے ہیں اور اسی طرح حج میں بھی یہی صورتحال ہوتی ہے کہ ایام حج بھی سال کے مختلف موسموں میں گردش کرتے رہتے ہیں۔

چاند کے ماہ میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اس لیے جناب نبی اکرم ﷺ نے اُمت کو حکم دیا ہے کہ ”چاند دیکھ کر رمضان کا آغاز کرو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔“

اُمتِ مسلم چودہ سو برس سے جناب نبی اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی پر عمل کرتی آ رہی ہے اور رمضان اور عیدین کے نظام کو درست رکھنے کے لیے چاند دیکھنے کا اہتمام ضروری سمجھا جاتا ہے البتہ رویتِ ہلال کے بعض پہلوؤں اور تفصیلات پر فقہائے کرام میں ہر دَور میں اختلافِ رائے رہا ہے جو ایک طبعی اور فطری امر ہے مگر دنیا پر ذرائع ابلاغ کی حکمرانی کے اس دور میں رویتِ ہلال کے فقہی اور فنی پہلوؤں پر علماء کرام کے اختلافات بہت زیادہ اُجاگر ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔

متعدد اصحابِ دانش نے اس سلسلہ میں اختلافات کو کم کرنے اور زیادہ سے زیادہ اتفاق کا ماحول پیدا کرنے کے لیے دادِ تحقیق دی ہے اور علمی مباحثہ کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے جو خوش آئند ہے۔

محترم خالد اعجاز مفتی صاحب کی یہ تحقیق کاوش بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے اور انہوں نے اس مسئلہ کے حل کے لیے خاصی عرق ریزی اور محنت سے کام لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرمائیں اور اُمت کے لیے نافع بنائیں۔

آمین یارب العالمین!

ابو عمار زاہد الراشدی

نقشِ ثانی

کتاب ہٰذا تقریباً تیرہ برس قبل 2006ء میں پہلی بار شائع ہوئی تھی۔ اس میں شامل مواد کے حوالے سے متعدد مضامین اخبارات و جرائد میں شائع ہوتے رہے اور ٹیلی ویژن پر متعدد پروگرام بھی ہوئے۔ کتاب اشاعت کے تین برس بعد ہی ختم ہوگئی تھی اور پبلشر حافظ ندیم صاحب نے بارہا کہا کہ نیا ایڈیشن شائع کرنا ہے لیکن ہر بار میں اُنہیں یہی کہتا کہ اِس میں کچھ اضافہ مقصود ہے اور آئندہ برس مکمل کردوں گا لیکن ملازمت / روزگار کی مصروفیات نے اُلجھائے رکھا۔

چند روز پیشتر جب رویتِ ہلال کے حوالے سے پانچ سالہ کیلنڈر تیار کرنے کے معاملہ پر وفاقی وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی نے ایک پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی تو علماء کرام اور احباب نے زور دیا کہ مزید دیر اب مناسب نہیں لہٰذا نیا ایڈیشن فوراً مارکیٹ میں آنا چاہیے کیونکہ وفاقی وزیر صاحب 2019ء میں پانچ سالہ کیلنڈر تیار کرنے کی بات کر رہے ہیں جبکہ اس کتاب میں تو تیرہ برس قبل 16 سالہ کیلنڈر شائع کردیے گئے تھے۔

کتاب کا نیا ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔ 2006ء تا 2018ء کے کیلنڈروں کی اب ضرورت نہیں رہی لہٰذا وہ صفحات حذف کردیے گئے ہیں اور اب اس کتاب میں 2019ء سے 2030ء تک کے تمام قمری مہینوں کی رویتِ ہلال کے حوالے سے پیشین گوئیاں آپ کو مل جائیں گی۔ اگر چہ یہ پیشین گوئیاں پشاور اور کراچی کے لیے ہیں کیونکہ یہ دونوں شہر دو انتہاؤں پر واقع ہیں تاہم میں پاکستان کے تمام اضلاع کی رویتِ ہلال کے حوالے سے فلکیاتی معلومات اکثر اوقات وزارتِ مذہبی امور اور مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کو پیشگی فراہم کردیا کرتا ہوں۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین جنابِ مفتی منیب الرحمٰن صاحب کے رویتِ ہلال سے متعلق دو تین شائع شدہ کالم بھی اشاعتِ ثانی میں شامل کیے جا رہے ہیں۔

آخر میں ایک امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا ضروری سمجھتا ہوں کہ عشروں پر محیط پیشگی کیلنڈر تیار کر لیے جائیں یا پیشین گوئیاں شائع کر دی جائیں، قمری ماہ کا آغاز ہلال کی رویتِ ننگی آنکھ سے کیے بغیر اس لیے ممکن نہیں کہ احادیثِ مبارکہ نے ہمیں اس امر کا پابند کر رکھا ہے۔ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ جوں جوں سائنس ترقی کر رہی ہے توں توں مذہب اسلام کی حقانیت ثابت ہو رہی ہے۔ پانچ مئی 2019ء کو پاکستان کے کسی بھی حصے میں ہلال ٹیلی سکوپ سے بھی دکھائی دینے کا سائنسی طور پر قطعی کوئی امکان نہیں تھا۔ مسجد قاسم علی خاں، پشاور میں 22 افراد نے مبینہ طور پر جس ہلال کی ننگی آنکھ سے رویت کی شہادت دی تھی، وہ ہلال محکمہ موسمیات کے پاکستان بھر میں قائم فلکیاتی مراکز پر ٹیلی سکوپ سے بھی کیوں دکھائی نہیں دیا تھا۔ اسی طرح اگر سائنس یہ آگاہ کرے کہ فلاں تاریخ کو رویتِ ہلال یقینی ہے لیکن اُس روز پاکستان بھر میں گھرے بادل چھا جائیں تو کیا پھر حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان پر عمل نہیں کیا جائے گا کہ اگر تم پر بادل آجائیں تو 30 دن مکمل کرو۔ یہ دونوں امر تو دو انتہاؤں کا تذکرہ ہے لیکن جس ماہ سائنس یہ کہے کہ فلاں تاریخ کو رویت ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی، اُس ماہ کے آغاز کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اسلام نے قمری ماہ کے آغاز کے لیے واشنگٹن، ماسکو، پیرس، لندن، ٹوکیو، بیجنگ، اوٹاوہ، برلن، روم، میکسیکو، سٹاک ہوم، بنکاک، قاہرہ، جکارتہ، تہران، انقرہ، ریاض اور اسلام آباد یا کراچی جیسے ترقی یافتہ شہروں کے لیے بھی وہی معیار مقرر کیا ہے جو پاکستان کے شمالی علاقوں، قبائلی علاقوں اور جنوبی افریقہ کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے ہے کہ ننگی آنکھ سے ہلال کی رویت کی جائے۔ سائنس ہمیں درست نتائج حاصل کرنے میں بہت مدد فراہم کرتی ہے تاہم احکامِ شریعت قیامت تک کے لیے ہیں اور اِن احکام سے روگردانی ممکن نہیں۔

2 جون 2019ء بمطابق
27 رمضان المبارک 1440ھ

خالد اعجاز مفتی
الحقائق۔ 6 / 17 آصف بلاک،
علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
Email: khalidmufti@hotmail.com

عرضِ احوال

یہ گیارہ جنوری 1967ء کی شام اور بدھ کا روز ہے۔

29 ویں روزے کے افطار کا وقت قریب ہوا چاہتا ہے۔ بچے، بوڑھے اور جوان اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے آسمان پر نظریں گاڑے ہوئے ہیں۔ مسجدوں کے لاؤڈ سپیکروں سے افطاری کر لینے کی ہدایت ہوئی تو جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں مالٹے تھام رکھے تھے، چھیلنے شروع کر دیئے۔ کچھ نے کھجوریں منہ میں ڈال لی ہیں مگر سب کی نظریں آسمان پر ہلالِ شوال کی متلاشی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ چھتوں سے اُتر رہے ہیں اور وہاں موجود افراد کو بتا رہے ہیں کہ چاند نظر نہیں آیا۔ میں تیسری جماعت کا طالبعلم ہوں۔ آج سکول سے واپسی پر دُعا مانگتا آ رہا تھا کہ شام کو چاند نظر آ جائے اور کل عید منائی جائے۔ گھر پہنچنے تک میں یہ حساب لگا چکا تھا کہ اگر کل عید ہوگئی تو ایک روپیہ عیدی کے علاوہ ایک آنہ فی روزہ کے حساب سے ایک روپیہ تیرہ آنے روزے رکھنے کے ملیں گے۔ مجھے یہ اُمید بھی تھی کہ مکمل روزے رکھنے پر والد صاحب تین آنوں کے اضافہ سے مجھے تین روپے ہی دے دیں گے۔

نمازِ مغرب کے بعد ایک بار پھر دیگر افراد کے ہمراہ مسجد کی چھت پر کھڑا ہلالِ شوال کی تلاش میں ہوں لیکن چاند کسی کو بھی دکھائی نہیں دے رہا۔ اندھیرا پھیلتا جا رہا ہے اور مسجد کی چھت سے دیکھ رہا ہوں کہ نیچے گلی میں کچھ لوگ ہاتھوں میں پھولوں کے ہار پکڑے گھروں کو واپس جا رہے ہیں۔ یہ ہار وہ اعتکاف پر بیٹھے اپنے عزیزوں کو پہنانے کے لیے لائے تھے۔

اب رات کے آٹھ بجے ہیں۔ گھنٹہ بھر قبل جب میں والد صاحب کے ساتھ نماز عشا

اور تراویح کی ادائیگی کے لیے مسجد آ رہا تھا تو دِل بُجھا بُجھا سا تھا لیکن ابھی ایک غیر متوقع خبر سُن کر دل بے قابو سا ہونے لگا ہے۔ وہ یوں کہ ابھی تقریباً آدھی تراویح ادا ہوئی تھیں کہ سلیم عرف چھیما بھائی جان کی بلند و بالا آواز مسجد میں گونجی اور نمازیوں کو خبر دی گئی کہ ریڈیو پر پونے آٹھ بجے کی خبروں میں چاند دکھائی دینے کا اعلان کر دیا گیا ہے اور عید کل جمعرات کو ہو گی۔ میں نے والد صاحب کو بتائے بغیر ہی گھر کی جانب دوڑ لگا دی ہے۔ محلے بھر کے صرف ایک گھر میں ٹیلی ویژن جبکہ ہمارے گھر میں محلے کا واحد ٹرانزسٹر ریڈیو ہے۔ میں نے یہ سوچ کر گھر کا رُخ کیا ہے کہ شاید والدہ صاحبہ نے خبریں سُنی ہوں لیکن وہ بھی نماز تراویح کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ واپس مسجد آیا ہوں تو وہاں نمازِ تراویح کی ادائیگی میں تعطل آ چکا ہے۔ دو گروہوں میں بٹے نمازیوں میں سے ایک گروہ صبح عید منانے کے حق میں ہے تو دوسرا نماز تراویح کی مکمل ادائیگی پر بضد ہے۔ پلڑا دوسرے گروہ کا بھاری ہونے پر اب بقیہ تراویح بھی ادا کی جا چکی ہیں۔

اس وقت رات کے دس بجے ہیں۔ گزشتہ روز تک نمازِ تراویح کی ادائیگی کے فوراً بعد لوگ سونے کی فکر کرتے تھے لیکن آج عجیب سی کیفیت ہے۔ گلیوں کی نکڑوں پر اور بعض معروف دُکانوں کے آگے لوگ ٹولیوں کی شکل میں کھڑے ہیں، لوگوں کے اصرار پر والد صاحب بھی گھر سے ٹرانزسٹر ریڈیو مسجد کے عقب میں چھیما بھائی کی دُکان پر لے آئے ہیں اور کافی لوگ ریڈیو کے گرد جمع ہیں۔ کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ریڈیو پر چاند دکھائی دینے کا اعلان رویتِ ہلال کی تصدیق کے بعد ہی کیا گیا ہوگا جبکہ دوسروں کا مؤقف ہے کہ خبروں میں یہ نہیں بتایا گیا کہ چاند کہاں کہاں دیکھا گیا ہے۔ اگلے روز جمعرات کو روزہ رکھنے کے حامی لوگوں کا مؤقف ہے کہ جمعۃ المبارک کی عید چونکہ حکمرانوں پر بھاری تصور ہوتی ہے اس لیے انہوں نے جمعرات کو عید منانے کا اعلان کروایا ہے جبکہ حقیقت میں چاند کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔

پونے گیارہ بجے ایک شخص ہمارے رہائشی علاقہ اچھرہ ہی میں مقیم مولانا محمد عمر اچھروی صاحب کی قیام گاہ کی جانب گیا ہے۔ دوسرے کو سائیکل دے کر مسلم ٹاؤن میں جامعہ اشرفیہ بھیجا گیا ہے کہ وہ وہاں سے خبر لائے۔ دونوں کی واپسی کا انتظار ہے کہ اسی دوران ریڈیو پر رات گیارہ بجے کی خبروں میں بتایا گیا کہ چاند مالاکنڈ، پشاور، کوہاٹ اور

مردان میں دیکھا گیا ہے۔ خبریں ختم ہونے کے دس منٹ بعد مولانا محمد عمر اچھروی کے ہاں جانے والے شخص نے آکر بتایا کہ انہوں نے کل روزہ رکھنے کے لیے کہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد سائیکل سوار شخص نے واپس آکر اطلاع دی کہ جامعہ اشرفیہ کے علما نے کل روزہ رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ لوگ اب بھی گلیوں اور بازاروں میں کھڑے ہیں۔ سڑک کے اُس پار مولانا مودودی کی رہائش گاہ ہے جہاں جمع ہونے والے اشخاص کو انہوں نے ہدایت کی ہے کہ کل روزہ رکھا جائے۔ تھوڑی دیر بعد اندرون شہر سے آنے والے ایک شخص نے بتایا کہ وہاں بھی علماء کرام نے کل جمعرات کو روزہ رکھنے کی تاکید کی ہے۔ ایک خبر یہ بھی آئی کہ جامعہ نعیمیہ کے مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے عید پرسوں منانے کا فتویٰ دیا ہے۔

آج جمعرات 12 جنوری ہے۔ کچھ لوگ عید منا رہے ہیں جبکہ کچھ روزے سے ہیں جن میں میرا گھرانہ بھی شامل ہے۔ گیارہ بجے کے قریب والد صاحب نزدیک ہی مقیم اپنی بڑی بہن کے ہاں جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے گئے ہیں لیکن یہاں اہلِ خانہ فروٹ چاٹ کھانے اور بوتلیں پینے میں مشغول ہیں۔ ہمیں خوردونوش میں شریک ہونے کی دعوت دینے پر انہیں جب یہ علم ہوا کہ ہم روزہ سے ہیں تو انہوں نے کھانے پینے سے ہاتھ کھینچ لیا لیکن والد صاحب کے اس اصرار پر کہ ہمارا روزہ اتنا کچا نہیں کہ آپ کو کھاتے پیتے دیکھ کر ٹوٹ جائے، اکل وشرب کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو چکا ہے۔

ہمارے علاقہ کے جو لوگ کھلے میدان میں نمازِ عید ادا کرنے کے عادی تھے، وہ حسبِ معمول قریبی شریف پارک میں گئے مگر وہاں کوئی امام میسر نہ تھا۔ وہ جس عالمِ دین کے گھر بھی امامت کی درخواست لے کر گئے، وہ روزہ سے تھے۔ آخر چند لوگ ایک امام صاحب کو ڈرا دھمکا کر نمازِ عید کی امامت کے لیے زبردستی لے آئے۔ امام صاحب نے پہلی رکعت کے رکوع میں معمول سے زیادہ قیام کیا۔ اس کے بعد پہلے سجدے میں بھی یہی کیفیت دہرائی۔ دوسرا سجدہ جب غیر معمولی طویل ہو گیا تو ایک بے چین نمازی نے ذرا سا سر اُٹھا کر امام صاحب کے مصلے کی جانب دیکھا۔ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے گویا ہوا کہ نمازیو! اُٹھو، تمہاری نماز ختم ہو گئی۔ نمازی اُس کی آواز پر اُٹھے تو دیکھا کہ مولانا مصلے پر موجود نہیں مگر پہلو میں اُن کے جوتوں کا جوڑا پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی

تو مولانا ننگے پاؤں دُور بھاگے جا رہے تھے۔

☆☆☆

جمعرات 12 جنوری کی سرکاری عید یا 30 واں روزہ گزرے آج 17 واں روز ہے۔ اس دوران جب کبھی میرے دادا، تایا، یا کوئی چچا ہمارے گھر آئے تو جمعرات اور جمعہ کی عیدوں کا تذکرہ ضرور ہوا۔ وہ کچھ ایسی بحث بھی کرتے جو میری سمجھ سے بالا ہوتی۔ اتوار کی ہفتہ وار تعطیل کے باعث والد صاحب آج گھر پر ہیں اور مجھے انتظار ہے کہ وہ کب مجھے ساتھ لے کر گڑھی شاہو جائیں تاکہ میں اپنے ہم عمر کزنوں سے مِل سکوں۔ جب جانے کے لیے باہر نکلے تو دکاندار چھیما بھائی نے بڑے پُر تجسس انداز میں بُلایا اور یہ خبر سُنائی کہ مولانا مودودی صاحب کو آج صبح گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گڑھی شاہو پہنچ کر دوسری خبر ملی کہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کو بھی تقریباً اُسی وقت گرفتار کیا گیا ہے۔

آج پیر 30 جنوری ہے۔ والد صاحب ہمیشہ ناشتے کے دوران اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن آج وہ نمازِ فجر کے بعد مجھے یہ ہدایت کر چکے ہیں کہ اخبار والے کے آتے ہی اخبار ان تک پہنچا دیا جائے۔ اخبار ملنے پر وہ صفحہ اول کی سُرخیوں پر نظر دوڑاتے ہوئے آخری صفحہ پر آتے ہیں تو ان کی متلاشی نگاہیں رُک جاتی ہیں۔

''لاہور، 29 جنوری۔ حکومتِ پاکستان کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے:

اتوار کی صبح کو حسبِ ذیل افراد سے ڈیفینس آف پاکستان رُولز کے رول 32 کے تحت نظر بندی کے حکم کی تعمیل کرائی گئی۔

1- مسٹر احتشام الحق تھانوی 2- مسٹر ابوالاعلیٰ مودودی

3- مفتی محمد حسین نعیمی 4- مسٹر اظہر حسین زیدی اور

5- مسٹر غلام غوث ہزاروی

''انہیں الگ الگ بنگلوں میں لے جایا گیا ہے جو مغربی پاکستان کے مختلف مقامات پر خاص طور پر اُن کے لیے کرایہ پر حاصل کئے گئے ہیں۔ نظر بندی کے احکام دو ماہ کے لیے ہیں۔''

''جس موٹر کار میں مسٹر اظہر حسین زیدی کو ایک پولیس افسر کی معیت

میں لے جایا جا رہا تھا اُسے لاہور سے تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر حادثہ پیش آ گیا جس میں پولیس افسر شدید طور پر زخمی ہو گیا اور اُسے ساہیوال کے ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ مسٹر زیدی کے چوٹ نہیں آئی لیکن ان کا بھی ساہیوال کے ہسپتال میں پوری طرح معائنہ کیا گیا اور خاص احتیاط کے طور پر انہیں مزید دیکھ بھال کے لیے ہسپتال میں ٹھہرا لیا گیا ہے۔''

☆☆☆

آج نومبر 2005ء کی تین تاریخ ہے۔ آج بھی 29 واں روزہ گزر چکا ہے لیکن آج بدھ نہیں بلکہ جمعرات ہے اور کل جمعۃ المبارک کو عید الفطر منائے جانے کا اعلان کیا جا چکا ہے مگر آج 38 برس قبل والی صورت حال نہیں۔ آج کسی نے صدائے احتجاج بلند نہیں کی۔

راقم الحروف نے جب ہوش سنبھالا تو جنوری 1967ء کے واقعات ذہن میں نقش ہو چکے تھے۔ جب کبھی بھی رمضان، شوال اور ذوالحجہ کے لیے رویت ہلال کا موقع آتا، انتشار کی کیفیت بے چین کر دیتی۔ والد بزرگوار محترم ضیاء الدین لاہوری صاحب 1970ء میں بسلسلہ روزگار برطانیہ تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے حصولِ رزقِ حلال کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر تحقیق کا سلسلہ شروع کیا تو مجھے بھی اپنی کوششوں اور ان کے نتائج سے آگاہ کرتے رہے۔ اُن کے زیرِ تحقیق موضوعات میں سے ایک ''رویت ہلال'' بھی تھا۔ اس موضوع پر انہوں نے اپنی تحقیق کو ''رویتِ ہلال موجودہ دور میں'' نامی کتابچہ میں جمع کر دیا ہے۔ گرین وِچ آبزرویٹری اور یونیورسٹی آف لندن آبزرویٹری کے متعلقین سے خط و کتابت اور بالمشافہ ملاقاتوں سے حاصل ہونے والی معلومات ایک طالب علم کی حیثیت سے حاصل کرنے کے بعد وہ ایک اُستاد کی حیثیت سے مجھ طالبعلم کو منتقل کرتے رہے۔ جب اُن کا زیادہ وقت تحریک پاکستان، سرسید احمد خاں اور تقویم ایسے موضوعات پر تحقیق و تالیف میں گزرنے لگا تو رویت ہلال کا موضوع میرے سپرد کرتے ہوئے تحقیق و تالیف اور مراسلت کے فرائض انہوں نے مجھے سونپ دیئے لیکن اُستاد کی حیثیت سے ان کی راہنمائی مجھے تا حال میسّر اور مشعلِ راہ ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معلومات میں اضافہ ہوتا گیا اور یہ تلخ حقیقت سامنے

آئی کہ رویتِ ہلال پر اختلاف کا آغاز سعودی عرب سے ہونے کے باعث اس معاملہ پر اُمت مسلمہ میں انتشار کی تمام تر ذمہ داری سعودی حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔ یہ محض الزام نہیں، حقیقت ہے اور آئندہ صفحات آپ پر بھی یہ حقیقت آشکارا کر دیں گے۔ غیر مسلم ماہرین کی بات پر اعتبار نہ بھی کریں تو دنیا بھر کے تمام مسلمان ماہرینِ فلکیات، ریاضی دان اور سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ سعودی عرب میں رویتِ ہلال نہیں ہوتی، اعلانِ رویتِ ہلال ہوتا ہے۔ وہاں کبھی کبھار نہیں، ہمیشہ اسلامی مہینوں کا آغاز غلط تاریخوں سے کر کے عبادات کو اصل ایام سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ رمضان کے روزوں کا ایک روز پہلے آغاز کر کے وہاں مسلمانوں پر لیلۃ القدر میں نازل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی برکتوں سے یوں محروم کر دیا جاتا ہے کہ اس مبارک شب کو طاق راتوں میں تلاش کرنے والے اُسے نہیں پا سکتے کیونکہ وہ اصل میں جفت راتیں ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو آخری روزہ کی برکتوں سے محروم کرتے ہوئے عید منانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اصل عید کے روز (جو اُن کے ہاں زبردستی دوشوال کی تاریخ قرار پاتی ہے) اُنہیں نفلی روزہ رکھوانے کا جواز فراہم کر دیا جاتا ہے۔ شبِ معراج، شبِ برات، رمضان المبارک لیلۃ القدر اور عید الفطر کے معاملات کو اگر الگ کر دیا جائے کہ صرف سعودی عرب میں مقیم ملکی اور غیر ملکی افراد ہی حکمرانوں کے غلط اعلانات کا براہِ راست نشانہ بنتے ہیں تو بھی حج کے معاملہ پر خاموشی اختیار نہیں کی جا سکتی کہ حج تو 9 ذوالحجہ کو وقوفِ عرفات ہی سے ہوگا، سات یا آٹھ ذوالحجہ کو 9 قرار دینے سے حج کا فرض ادا نہیں ہو سکتا۔

فرض کیجئے آپ کسی روز نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد ڈیڑھ بجے سو جاتے ہیں۔ آپ کا کوئی عزیز آپ کو نیند سے جگا کر کہے کہ نمازِ مغرب قضا ہو رہی ہے، ادا کر لیجئے! آپ کی کلائی پر بندھی گھڑی اڑھائی بجے کا وقت بتا رہی ہے۔ کمرے میں لگا کلاک بھی اڑھائی بجا رہا ہے۔ آپ کو اُس شخص پر بھی اعتماد ہے جو آپ کو نیند سے بیدار کر کے گیا ہے۔ آپ کسی اور گھڑی سے تصدیق کرتے ہیں، وہاں بھی یہی وقت ہوا ہے۔ اس یقین کے بعد کہ تمام گھڑیاں درست کام کر رہی ہیں کیا آپ نمازِ مغرب ادا کر لیں گے؟ یقیناً نہیں! آپ جان جائیں گے کہ اندھیرا چھا جانے کی اصل وجہ کالی گھٹا کا سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچنے سے

روکنا ہے وگرنہ ابھی تو عصر کا وقت بھی نہیں ہوا۔ اس یقین کی بنیادی وجہ برس ہا برس کے مشاہدات ہیں کہ پاکستان میں غروبِ آفتاب کسی بھی موسم میں تقریباً پانچ بجے سے قبل نہیں ہوتا، نمازِ فجر سوا تین بجے صبح سے قبل اور نمازِ ظہر دوپہر تقریباً بارہ بجے سے قبل ادا نہیں ہوتی۔

سحر وافطار اور نمازوں کی ادائیگی کے لیے شرعی طور پر طلوعِ آفتاب وغروبِ آفتاب اور سائے واندھیرے اُجالے کی مختلف کیفیات کے تحت دن اور رات کے خاص پہر اور لمحات مقرر ہیں۔ غور فرمائیے کہ ان کیفیات کے مشاہدہ کی خاطر آجکل کوئی عام مسلمان، مؤذن، امام یا خطیب چھت پر کھڑے ہو کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں نہ زمین میں چھڑی گاڑ کر اس کے سائے کی نسبت کا اندازہ کرتے ہیں بلکہ گھڑی کی ایجاد پر اندھا اعتماد کیا جاتا ہے۔ جب نمازوں کی ادائیگی اور ماہِ رمضان میں سحر وافطار کی خاطر مختلف شہروں کے لیے ہم اُن مختلف اوقات پر بھروسہ کرتے ہیں جو ماہرینِ فلکیات نے بتائے ہیں تو پھر رویتِ ہلال کے معاملہ پر اُن کی رائے کو اہمیت کیوں نہیں دی جا سکتی خصوصاً اُس صورت میں کہ جب وہ رویتِ ہلال کے امکان کی یقینی نفی کریں۔

راقم الحروف اس رائے سے متفق ہے کہ مسئلہ رویتِ ہلال کے حل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ علمائے دین کا فلکیاتی علوم سے نابلد ہونا ہے، قطع نظر اس امر کے کہ وہ علما سعودی عرب کے ہیں یا پاکستان کے۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں دینی مدارس کے درسِ نظامی کے نصاب میں اس موضوع پر مطالعہ کی گنجائش موجود ہے مگر سوچنے کا مقام ہے کہ جب ان میں سے کسی کے پاس کوئی مستند استاد ہی موجود نہ ہو تو نتائج کیا ہوں گے؟ موضوع پر مکمل عبور حاصل کئے بغیر پرانی کتابوں سے مواد لے کر اردو میں کوئی کتاب ترتیب دے دینا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ حقیقت میں صرف وہی لوگ اعلانِ رویت ہلال پر فتویٰ دینے کے مجاز ہیں جو فلکیاتی علوم سے آگاہی رکھتے ہوں، ان کے علاوہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی فیصلے کے غلط یا درست ہونے پر بحث کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے علمائے کرام کو ہدایت دی اور اُنہیں فلکیاتی علوم سے آگاہی ہوگئی تو انہیں اپنی سابقہ غلطیوں کا خود ہی احساس ہو جائے گا۔ یقین جانئے کہ رویت ہلال کوئی ایسا شدید پیچیدہ مسئلہ نہیں کہ اس کی فلکیاتی توضیحات عام تعلیم یافتہ افراد کی سمجھ میں نہ آئیں۔

رویتِ ہلال پر اختلاف و انتشار کا اصل سبب بننے والے ملک سعودی عرب میں رویت ہلال کا نظام درست کروانے کے لیے جہاں مختلف فلکیاتی اور سائنسی اداروں نے اپنی سی کوششیں کیں، وہیں چند مختلف شخصیات نے انفرادی طور پر بھی اپنی زندگیاں وقف کر دیں لیکن سعودی حکمرانوں کو مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے سے ابھی تک نہیں روک سکے۔ ان شخصیات میں ملائیشا کے ڈاکٹر محمد الیاس، امریکا کے ڈاکٹر عمر افضل، برطانیہ کے مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی، پاکستان کے پروفیسر محمد حمزہ نعیم اور بزرگوار ضیاء الدین لاہوری خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ انٹرنیٹ کے موجودہ دور میں اس مقصد کے لیے اُردن کی اسٹرانومیکل سوسائٹی JAS، فلکیاتی اور خلائی سائنس کی عرب یونین AUASS اور شمالی امریکہ کی اسلامک سوسائٹی ISNA کے علاوہ انفرادی طور پر مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے حافظ محمد اقبال رنگونی، ڈاکٹر خالد شوکت، ڈاکٹر محمد شوکت اودے، ڈاکٹر محمد اے آول، محمد ارشد بیگ، سلمان ظفر شیخ، محبّ درانی، ڈاکٹر کمال ابدالی اور ڈاکٹر مظہر محمود قریشی کی کوششیں بھی یقیناً قابلِ ستائش ہیں۔ ویب سائٹس www.ummah.net/ildl/mooncalc.html www.ummah.net/moonsighting، www.hilal-sighting.com www.starlight.demon.co.uk/ildl/zone3، www.moonsighting.com کا اس ضمن میں کردار فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

دو تین مرتبہ یوں بھی ہوا کہ سعودی عرب میں نئے قمری ماہ کا آغاز فلکیاتی اور بصری اعتبار سے درست ہوا۔ مسلمان ماہرینِ فلکیات و رویتِ ہلال کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا کہ ان کی کوششیں بارآور ثابت ہوئی ہیں اور اب سعودی عرب کا نظامِ رویتِ ہلال بصری ہونے سے دنیا بھر میں اس معاملے پر انتشار کی کیفیت ختم ہو جائے گی لیکن یہ خیال خام ثابت ہوا جب دورانِ ماہ ہی سابقہ اعلانات سے رجوع کرتے ہوئے ایک یوم قبل سے قمری ماہ کے آغاز کا اعلان کر دیا گیا۔ دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

پاکستان اور سعودی عرب میں جمعۃ المبارک یکم جون 1984ء سے بیک وقت رمضان المبارک کی ابتدا ہوئی۔ سعودی عرب کی ہر معاملے میں اندھی تقلید کرنے والے لاہور ہی کے ایک عالمِ دین علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اُسی روز ایبٹ روڈ گراؤنڈ میں نماز

جمعہ کے اجتماع سے خطاب میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ پاکستان اور سعودی عرب میں ایک ہی روز قمری مہینے کا آغاز نہیں ہو سکتا۔ چونکہ آج سعودی عرب میں پہلا روزہ ہے لہٰذا پاکستان میں رمضان المبارک کا آغاز غلط ہوا ہے چنانچہ آج روزہ نہیں۔ انہوں نے منبر پر بیٹھ کر بوتل پی کر روزہ توڑا اور اپنی جیب سے بوتلیں خرید کر اپنے معتقدین اور سامعین کو پیش کر کے حکم دیا کہ روزہ توڑ دیں۔ دوسری جانب 28 رمضان المبارک کی شام سعودی عرب سے اچانک اعلان کیا گیا کہ شوال کا چاند ہو گیا ہے اور اگلے روز یعنی حساباً 29 رمضان المبارک کو عید ہو گی۔ وہاں کی وزارتِ عدل نے اعلان کیا کہ رمضان المبارک کے آغاز سے متعلق کوئی غلطی ہو گئی تھی لہٰذا عوام ایک روزہ قضا کر لیں۔ پاکستان میں اس کا اثر یہ پڑا کہ 29 جون بمطابق 29 رمضان المبارک رویتِ ہلال شوال کا اعلان کر دیا گیا حالانکہ اس شام پاکستان کے کسی بھی حصے میں رویتِ ہلال ناممکن تھی۔ ماہرین حیران تھے کہ کیا پاکستان میں بھی سعودی عرب کے نظامِ رویت ہلال پر عمل کی ابتدا ہونے والی ہے۔

2005ء میں سعودی حکومت نے ذوالحجہ کا آغاز 12 جنوری سے کرتے ہوئے یومِ حج یعنی وقوفِ عرفات 20 جنوری اور عید الاضحیٰ 21 جنوری کو منانے کا اعلان کیا لیکن 14 جنوری کو سابقہ اعلان میں تبدیلی کرتے ہوئے یوم حج 19 جنوری کو قرار دیتے ہوئے 20 جنوری کو عید الاضحیٰ ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ فلکیاتی اعداد و شمار کے مطابق مکہ میں 10 جنوری کو غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر صرف تین گھنٹے تھی اور وہ آفتاب سے صرف تین منٹ بعد ہی غروب ہوا لہٰذا رویتِ ہلال ناممکن تھی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز سٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے وفد نے جب اُن دو افراد کا انٹرویو کیا جن کی شہادت کے باعث نیا اعلان کیا گیا تھا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ دونوں 80 برس سے زیادہ عمر کے ہیں۔

مذہب کے معاملہ میں حقائق چھپانے کو میں کذب بیانی قرار دیتا ہوں۔ میرے پیشِ نظر یہ بات بھی ہے کہ حکمِ حاکم شریعت کے مطابق ہو تو واجب التسلیم ہے اور جب شریعت کے خلاف ہو تو واجب التسلیم نہیں نیز یہ کہ ایسے حاکم کو اُس کی اصلاح کی طرف متوجہ کرنا مذہبی فریضہ ہے۔ جس طرح پانچویں جماعت کا ایک طالب علم 2+2=5 کو غلط

بتاتے ہوئے 2+2=4 پر اصرار کرے گا، اسی طرح رویتِ ہلال کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میری یہ قطعی رائے ہے کہ غلط رویت ہلال پر مبنی سعودی اعلانات کے باعث حج ساقط ہو چکا ہے۔ جس طرح جمعہ کی نماز بدھ یا جمعرات کو ادا نہیں کی جاسکتی اسی طرح سات یا آٹھ ذوالحجہ کو (یعنی 9 ذوالحجہ سے پہلے) حج کے ارکان ادا کرنا بے فائدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمان میدانِ عرفات میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دُعا کر رہے ہوتے ہیں مگر اُن کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور وہ ساری دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ میری یہ بھی حتمی رائے ہے کہ رویتِ ہلال کے غلط سعودی اعلانات کسی ''یہودی سازش'' کا شاخسانہ ہیں جس کے تحت اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ دنوں سے انحراف کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی جا رہی ہے۔

15 شعبان المعظم 1427ھ
بمطابق 09 ستمبر 2006ء

خالد اعجاز مُفتی
الحقائق ۔ 17/6 ۔ آصف بلاک،
علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
Email: khalidmufti@hotmail.com

جاپان میں مقیم پاکستانی صوفی شاہ حسین صاحب، جامعۃ الرشید کراچی کے مولانا محمد سلطان عالم صاحب اور ادارہ علمِ توقیت کے سربراہ مولانا محمد عرفان رضوی صاحب کی نظام رویتِ ہلال میں اختلافات ختم کرنے کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ (خالد اعجاز مفتی، 02 جون 2019ء)

رویتِ ہلال کی اہمیت

سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج مسٹر جسٹس پیر کرم شاہ الازہری بحیثیت چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان اپنی تصنیف ''رویت ہلال اور اس کا شرعی ثبوت'' میں لکھتے ہیں:

''شریعت اسلامیہ کے متعدد احکام کی بجا آوری کا تعلق سال کے خاص مہینوں یا ان مہینوں کی خاص تاریخوں سے ہے، احکام شرعیہ کی ادائیگی کو شمسی مہینوں کے بجائے قمری مہینوں اور ان کی مخصوص تاریخوں سے متعلق کیا گیا ہے۔ اس کی متعدد حکمتیں ہیں جو اہل علم و نظر پر مخفی نہیں۔ یہاں ان حکمتوں کے اعادہ کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔

فرضی روزہ کے لیے قمری سال کے بارہ مہینوں میں سے ماہ رمضان کو مخصوص کیا گیا ہے۔ عید الفطر کے لیے شوال کی پہلی تاریخ متعین ہے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے ماہ ذی الحجہ کی نو تاریخ کو میدان عرفات میں حاضری ضروری ہے۔ عید الاضحیٰ دس تا بارہ ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان سب احکام کا تعلق رویت ہلال سے ہے اس لیے فقہاء کرام نے رویت ہلال کے ثبوت کے لیے جملہ احکام بڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اگر بنظر غائر ان کا مطالعہ کیا جائے تو کسی قسم کی غلط فہمی کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ تذبذب اور تشویش کے جملہ امکانات یکسر معدوم ہو جاتے ہیں۔ ہر مسلمان اطمینانِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو مقرر کردہ تاریخوں میں انجام دے سکتا ہے۔

ان تمام مسائل میں رمضان المبارک کے چاند اور عید الفطر کے چاند کی رویت کا مسئلہ بڑی

بتاتے ہوئے 2+2=4 پر اصرار کرے گا، اسی طرح رویتِ ہلال کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میری یہ قطعی رائے ہے کہ غلط رویت ہلال پر مبنی سعودی اعلانات کے باعث حج ساقط ہو چکا ہے۔ جس طرح جمعہ کی نماز بدھ یا جمعرات کو ادا نہیں کی جا سکتی اسی طرح سات یا آٹھ ذوالحجہ کو (یعنی 9 ذوالحجہ سے پہلے) حج کے ارکان ادا کرنا بے فائدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمان میدانِ عرفات میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دُعا کر رہے ہوتے ہیں مگر ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور وہ ساری دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ میری یہ بھی حتمی رائے ہے کہ رویتِ ہلال کے غلط سعودی اعلانات کسی ''یہودی سازش'' کا شاخسانہ ہیں جس کے تحت اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ دنوں سے انحراف کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی جا رہی ہے۔

خالد اعجاز مُفتی
الحقائق ۔ 17/6 آصف بلاک،
علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
Email: khalidmufti@hotmail.com

15 شعبان المعظم 1427ھ
بمطابق 09 ستمبر 2006ء

جاپان میں مقیم پاکستانی صوفی شاہ حسین صاحب، جامعۃ الرشید کراچی کے مولانا محمد سلطان عالم صاحب اور ادارہ علمِ توقیت کے سربراہ مولانا محمد عرفان رضوی صاحب کی نظام رویتِ ہلال میں اختلافات ختم کرنے کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ (خالد اعجاز مفتی، 02 جون 2019ء)

رویتِ ہلال کی اہمیت

سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج مسٹر جسٹس پیر کرم شاہ الازہری بحیثیت چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان اپنی تصنیف ''رویت ہلال اور اس کا شرعی ثبوت'' میں لکھتے ہیں:

''شریعت اسلامیہ کے متعدد احکام کی بجا آوری کا تعلق سال کے خاص مہینوں یا ان مہینوں کی خاص تاریخوں سے ہے، احکام شرعیہ کی ادائیگی کو شمسی مہینوں کے بجائے قمری مہینوں اور ان کی مخصوص تاریخوں سے متعلق کیا گیا ہے۔ اس کی متعدد حکمتیں ہیں جو اہل علم و نظر پر مخفی نہیں۔ یہاں ان حکمتوں کے اعادہ کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔

فرضی روزہ کے لیے قمری سال کے بارہ مہینوں میں سے ماہ رمضان کو مخصوص کیا گیا ہے۔ عید الفطر کے لیے شوال کی پہلی تاریخ متعین ہے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے ماہ ذی الحجہ کی نو تاریخ کو میدان عرفات میں حاضری ضروری ہے۔ عید الاضحیٰ دس تا بارہ ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان سب احکام کا تعلق رویت ہلال سے ہے اس لیے فقہاء کرام نے رویت ہلال کے ثبوت کے لیے جملہ احکام بڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اگر بنظر غائر ان کا مطالعہ کیا جائے تو کسی قسم کی غلط فہمی کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ تذبذب اور تشویش کے جملہ امکانات یکسر معدوم ہو جاتے ہیں۔ ہر مسلمان اطمینانِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو مقرر کردہ تاریخوں میں انجام دے سکتا ہے۔

ان تمام مسائل میں رمضان المبارک کے چاند اور عید الفطر کے چاند کی رویت کا مسئلہ بڑی

اہمیت کا حامل ہے۔ جب تک برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کی حکومت تھی اور مسلمان اس قابل نہ تھے کہ از خود کوئی ایسا نظام قائم کر سکتے جس سے ان احکام الٰہیہ کی بجا آواری میں اجتماعیت پیدا ہو سکے، اس وقت مسلمان عجیب افراتفری کا شکار تھے۔ بعض علاقوں میں رمضان کا روزہ ہوتا اور بعض دوسرے علاقوں میں لوگ مزے سے خورد و نوش میں منہمک ہوتے، کہیں عید کی خوشیاں منائی جارہی ہوتی تھیں اور کہیں روزہ کی پابندیاں جوں کی توں برقرار ہوتیں۔ بسا اوقات یہ صورت حال ایک ہی ضلع میں بلکہ ایک ہی شہر میں بھی رونما ہوتی۔ اس طرح غیر مسلموں کو مسلمانوں پر اور دین اسلام پر پھبتیاں کسنے کا موقع ملتا اور خود مسلمان بھی گونا گوں ذہنی پریشانیوں میں مبتلا رہتے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی سالہا سال تک صورت حال میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ حکومت کی طرف سے ان دینی تقریبات کے منانے کے لیے کوئی ایسا اطمینان بخش انتظام نہ کیا گیا جس پر امت مسلمہ کو اعتماد ہو، ریڈیو کے ذریعے رمضان المبارک کے چاند اور عید الفطر کے چاند کے دیکھنے کا اعلان بسا اوقات کیا جاتا لیکن بڑے غیر ذمہ دارانہ انداز سے۔ خبریں نشر کرنے والا جب پیاز، لہسن، دال اور گھی وغیرہ کے نرخ بتاتا اسی دوران یہ شوشہ بھی چھوڑ دیا جاتا کہ رمضان المبارک یا عید کا چاند نظر آ گیا ہے۔ چاند کہاں دیکھا گیا؟ کس نے دیکھا؟ کس نے شہادت دی؟ کس کے روبرو شہادت دی؟ اس کی شہادت کو مقبول قرار دیتے ہوئے رویت ہلال کا فیصلہ کس نے کیا؟ یہ سارے اہم امور پردہ اخفا میں رہتے۔ اس قسم کے اعلان سے مسلمانوں میں افراتفری کی ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی اور یہ بات ہفتوں لوگوں کی ذہنی پریشانی کا باعث بنی رہتی اور لوگ ایک دوسرے سے استفسار کرتے کہ ریڈیو کا یہ اعلان شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

آخر کار 1972ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی تشکیل کا اہتمام کیا جس میں ہر مکتبہ فکر کے جید علما کو بطور رکن شامل کیا اور ان کے ذمہ یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ شرعی قواعد کے مطابق ماہ رمضان، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے چاندوں کے بارے میں تحقیق کریں اور ان کے طلوع ہونے یا نہ ہونے کا باضابطہ اعلان مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا چیئرمین ٹیلی ویژن پر بھی کرے اور اس کا یہ اعلان اسی کی آواز میں ریڈیو پر بھی نشر کیا جائے۔

حکومت پاکستان کے حکم کے مطابق مرکزی رویت ہلال کمیٹی نے ہر صوبہ میں زونل رویت ہلال کمیٹیاں مقرر کیں نیز ہر ضلع میں ضلعی رویت ہلال کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے اجلاس میں اس کے علما ارکان کے علاوہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر خود یا اس کا نمائندہ شرکت کرتا ہے۔ اگر مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے اراکین خود چاند کو دیکھیں یا اُن کے سامنے شرعی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے تو کمیٹی رویت ہلال کا فیصلہ کرتی ہے اور اس کا اعلان چیئرمین رویت ہلال کمیٹی خود کرتا ہے اور اگر مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سامنے شرعی شہادت پیش نہ ہو بلکہ زونل کمیٹی یا ضلعی کمیٹی کے سامنے شرعی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے تو وہ کمیٹی رویت ہلال کے بارے میں فیصلہ صادر کرتی ہے اور وہ اپنے اس فیصلہ سے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کو مطلع کرتی ہے اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا چیئرمین مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق اعلان کرتا ہے۔ اس طریقہ کار سے ملک کی غالب اکثریت مطمئن ہو گئی اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے قیام کے وقت سے اسی طریقہ پر عمل ہو رہا ہے۔

لیکن بایں ہمہ بعض حضرات کی طرف سے بدستور رویت ہلال کمیٹی کے ان فیصلوں پر اعتراضات ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اور اعتراض کرنے والوں کی اکثریت بھی حسن نیت سے اعتراض کرتی ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً کئے جانے والے اعتراضات کا جائزہ لیا جائے اور شریعت اسلامیہ کے احکام کی روشنی میں کسی حتمی نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کی جائے تا کہ کسی کے دل میں اس اہم مسئلہ کے بارے میں کوئی خلجان باقی نہ رہے اور ہر مسلمان پورے یقین اور اطمینان کے ساتھ روزہ رکھ سکے اور عید منا سکے۔

کسی مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے جو چیز سب سے زیادہ حجاب بنتی ہے وہ غلط مبحث ہے۔ اس طرح وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور محنت بھی رائیگاں جاتی ہے۔ اس دوہرے زیاں سے بچنے کے لیے پہلے ہم اس مسئلہ کے تحقیق طلب پہلوؤں کا الگ الگ ذکر کرتے ہیں تا کہ ہر پہلو پر پوری بحث ہو جائے اور کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔

اس مسئلہ میں مندرجہ ذیل امور تحقیق طلب ہیں۔

1- ہلال رمضان کی رویت شرعاً کس طرح ثابت ہوتی ہے؟

2- ہلال عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی رویت شرعاً کس طرح ثابت ہوتی ہے؟

3- کیا ہر شہر، ہر قصبہ یا ہر قریہ میں رویت ہلال ضروری ہے یا ایک ملک میں ایک جگہ چاند کا دیکھا جانا ہی سب کے لیے کافی ہے؟

4- اگر ملک میں ایک جگہ ہی چاند دیکھا جانا کافی ہے تو وہ مقامات جہاں چاند نہیں دیکھا گیا وہاں رویت ہلال کا حکم شرعاً کیسے نافذ ہوگا؟

اب ہم ان امور کا علیحدہ علیحدہ بالتفصیل جائزہ لیتے ہیں۔

ہلال رمضان

جب شعبان کی 29 تاریخ ہو تو لوگ رمضان المبارک کا چاند دیکھیں۔ اگر چاند نظر آجائے تو دوسرے دن روزہ رکھیں، اگر نظر نہ آئے تو شعبان کے 30 دن پورے کریں اور اس کے بعد رمضان المبارک کا آغاز کریں اور روزہ رکھیں، حدیث پاک میں ہے۔

"............حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مہینہ 29 رات کا ہوتا ہے۔ پس روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو 30 دن پورے کرو۔"

رویت ہلال رمضان کی متعدد صورتیں ہیں۔

1- 29 شعبان کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر آنے کی کہیں سے کوئی اطلاع نہ ملے۔ اس صورت میں اگلے روز روزہ نہیں رکھا جائے گا اور شعبان کے تیس دن پورے کرنے کے بعد رمضان المبارک کا آغاز ہوگا۔

2- انتیس شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور کہیں سے کوئی اطلاع چاند دیکھنے کی نہ ملے تب بھی یہی حکم ہوگا۔

3- انتیس شعبان کو مطلع صاف ہو۔ عام لوگوں کو چاند نظر نہیں آیا اور بعض لوگوں نے

چاند دیکھنے کی شہادت دی تو ان کی شہادت اس وقت قابل قبول ہوگی جب کہ ایک جم غفیر چاند کو دیکھنے کی شہادت دے۔ اگر گنتی کے چند آدمی یہ شہادت دیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے اور ان کی تصدیق ملک کے طول وعرض سے کہیں سے بھی نہیں ہوئی تو قاضی ان کی شہادت کو مسترد کر دے گا کیونکہ یہ خیال کرنا ہمارے لیے آسان ہے کہ ان چند آدمیوں کو دھوکا ہوا ہے، بجائے اس کے کہ ہم تمام اُمت کو بے بصر اور نابینا تصور کرلیں، جم غفیر کے بارے میں علما کی متعدد آرا ہیں۔

بعض نے اس کے لیے تعداد متعین کی ہے۔ کسی نے پانچ سو، کسی نے ایک ہزار اور امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ پچاس کی تعداد جم غفیر ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس امر کا فیصلہ امام یا اس کے نائب کو تفویض کیا جائے گا۔ جس تعداد کو وہ جم غفیر قرار دے اس تعداد کی رویت سے ہلال کی رویت ثابت ہو جائے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اتنی تعداد کو جم غفیر کہا جائے گا جن کی شہادت سے علم شرعی ثابت ہوتا ہے اور علم شرعی سے مراد غلبہ ظن ہے۔ صاحب درمختار اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"..........اگر چاند دیکھنے سے بادل وغیرہ مانع نہ ہوں تو ایسی عظیم جماعت کا قول قبول کیا جائے گا جس سے علم شرعی حاصل ہو جائے اور اس علم شرعی سے مراد غلبہ ظن ہے اور یہ امر امام کے سپرد ہے، کسی عدد کے تعین کی ضرورت نہیں۔" (درمختار صفحہ ۱۰۰ ج ۲)

یعنی جس عدد سے امام کو چاند کے ہونے کا غلبہ ظن حاصل ہو جائے خواہ وہ تعداد کم ہو یا زیادہ۔

علامہ طحطاوی علم شرعی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"..........علم شرعی سے مراد وہ علم ہے جو علما اصول فقہ کی اصطلاح میں علم شرعی کہلاتا ہے جو استنباط احکام کے لیے کافی ہے اور یہ غلبہ ظن کو شامل ہے۔ رہا علم عقائد اس کو بھی علم شرعی کہا جاتا ہے لیکن وہاں اس سے مراد علم یقینی ہوا کرتا ہے کیونکہ عقائد کے ثبوت کے لیے دلیل قطعی درکار ہے۔ یہاں غلبہ ظن کا اعتبار نہیں۔" (طحطاوی ج ۱ صفحہ ۴۴۷)

4- اگر انتیس شعبان کو مطلع ابر آلود ہو تو ہلال رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال مسلمان بھی چاند دیکھنے کی خبر دے تو رویت ہلال ثابت ہو جائے گی اور ہلال رمضان کی رویت کی خبر دینے والے کے لیے دوسرے گواہوں کی طرح نہ لفظ ''اشہد'' کہنا ضروری ہے اور نہ مجلس قضا ضروری ہے اور نہ دعویٰ دائر کرنے کی ضرورت ہے۔

علامہ طحطاوی کہتے ہیں۔

''.........لفظ دعویٰ، لفظ اشہد، حکم اور مجلس قضا کے بغیر ایک آدمی کی خبر جو عادل ہو یا مستور الحال، صوم رمضان کے لیے قبول کی جائے گی کیونکہ یہ امر دینی ہے اور اس کی خبر روایت احادیث سے مشابہت رکھتی ہے۔ یہ اس وقت جب کہ مطلع ابر آلود ہو یا غبار آلود ہو۔'' (طحطاوی ج ۱، صفحہ ۴۴۶)

ہلال رمضان کی رویت کے بارے میں تفصیلاً بیان کرنے کے بعد اب ہم ہلال عید کے بارے میں.........حکم شرعی بیان کرتے ہیں۔

ہلال عید

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

1- اگر مطلع صاف ہو تو پھر رویت ہلال عید کے لیے جم غفیر کا دیکھنا ضروری ہے اور جم غفیر کی تشریح ابھی گزر چکی ہے۔

2- اگر مطلع صاف نہ ہو تو پھر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو مسلمان ہوں، عادل ہوں وہ قاضی کے روبرو شہادت دیں اور قاضی جرح و نقد کے بعد ان کی شہادت کو قبول کر لے تو ہلال عید کی رویت ثابت ہو جائے گی......... باقی دو صورتوں کا وہی حکم ہے جو ہلال رمضان کا ہے.........۔

رویتِ ہلال کی علاقائی وسعت

اور ''نیا چاند''

کیا رویتِ ہلال ہر شخص کے لیے ضروری ہے؟

کیا ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر فرد کے لیے رویت ہلال ضروری ہے یا کسی علاقہ یا ملک میں ایک جگہ دیکھا جانا اس علاقہ اور ملک کے تمام باشندوں کے لیے کافی ہے۔

اس سوال کے متعلق علماء احناف نے اپنے اسفار جلیلہ میں اختلاف مطالع کے عنوان کے ضمن میں سیر حاصل بحثیں کی ہیں جن کا خلاصہ پیر کرم شاہ الازہری نے درجِ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

''اگر چہ بعض ائمہ احناف سے یہ مروی ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، اگر مشرق میں چاند دیکھا جائے اور اہل مغرب کو شرعی طریقہ سے اس کی رویت کا علم ہو جائے تو وہ بھی روزہ رکھیں یا عید منائیں لیکن علما و محققین کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اگر دو علاقوں کے درمیان بُعد مسافت قلیل ہو تو اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر بُعد فاحش ہو یعنی بہت

زیادہ دوری ہو تو پھر اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا۔ یہاں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہر جگہ چاند کا دیکھا جانا ضروری ہے اور ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کی رویت کے لیے حجت نہیں اور اس کے لیے وہ اس ارشادِ نبویؐ سے استدلال کرتے ہیں۔

''..........چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند کو دیکھ کر روزہ افطار کرو۔''

اگر اس حدیث پاک کا یہی مفہوم ہے جو ان لوگوں نے سمجھا ہے کہ ہر شخص پر چاند دیکھنا ضروری ہے اور رمضان کا روزہ رکھنا اور عید الفطر منانا صرف رویت ہلال پر منحصر ہے تو پھر یہ حضرات ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم دیں گے جو ضعف بصر کی وجہ سے یا علالت و نقاہت کی وجہ سے یا جو عورتیں پردہ داری کی وجہ سے خود چاند دیکھنے سے قاصر ہیں۔ کیا وہ روزہ نہ رکھیں یا عید نہ کریں۔ نیز اگر چاند دیکھا نہیں ہے لیکن شہادۃ علی الشہادۃ یا خبر مستفیض سے رویت کا علم ہو تو پھر ان کا طرز عمل کیا ہوگا۔

یہ حضرات فقہا کی اس عبارت سے بھی استدلال کرتے ہیں "لاھل کل بلد روئیۃ" اور اس کا مفہوم یہ بتاتے ہیں کہ ہر اہل شہر کے لیے ان کی اپنی رویت حجت ہے۔ اس شہر کے علاوہ اگر کہیں چاند دیکھا جائے گا تو اس پر عمل کرنا ان شہر والوں کو ضروری نہ ہوگا۔ ان حضرات کو شاید لفظ ''بلد'' کی لغوی تحقیق کا موقع نہیں ملا ورنہ وہ اس غلطی میں مبتلا نہ ہوتے۔

صاحب تاج العروس لکھتے ہیں:

''البلدۃ سرزمین کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے۔ 'ھذہ بلدتنا' یعنی یہ ہماری سرزمین ہے اور بعض نے کہا کہ اگر البلد ہو یعنی اس کے ساتھ تا، تانیث نہ ہو تو اس سے مراد جنس مکان یعنی ملک ہوتا ہے جیسے عراق اور شام۔ اور اگر البلدۃ ہو تو اس کا اطلاق خاص شہر پر ہوتا ہے جس طرح بصرہ اور دمشق۔''

اسی طرح لغت کے امام علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں :۔

''............بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ البلد، جنس مکان کو کہتے ہیں جیسے عراق اور شام اور البلدۃ اس کی مخصوص جز کو جیسے بصرہ اور دمشق، پھر اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا کہ البلد کا لفظ مکہ مکرمہ کے لیے قرآن کریم میں مستعمل ہے حالانکہ وہ ملک نہیں بلکہ شہر ہے۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر چہ مکہ شہر ہے لیکن اس کی عظمت شان کی وجہ سے اسے بلد کہا گیا ہے گویا یہ ایک شہر نہیں بلکہ پوری اقلیم ہے، پورا ملک ہے۔''

عرب میں یہ استعمال عام ہے 'ثریا' جو متعدد ستاروں کے ایک مجموعہ کا نام ہے اس کو النجم کہتے ہیں جو واحد ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ستارے اگر چہ اور بھی ہیں لیکن النجم کہلانے کا مستحق ثریا ہے۔ اسی طرح لکڑیاں تو اور بھی ہیں لیکن جو خوبی اور خوشبو صندل کی لکڑی میں ہے وہ کسی اور لکڑی میں نہیں، کہتے ہیں ۔العود، الصندل، اس لغوی تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ فقہا کی اس عبارت میں ''لکل اهل بلد رویتهم'' میں البلد سے مراد پوری اقلیم اور سارا ملک ہے۔ ملک میں اگر کسی ایک جگہ شرعی طور پر رویت ثابت ہو گئی تو سارے ملک میں اس پر عمل کیا جائے گا۔ ہر شہر اور ہر قصبہ میں ہر شخص کا دیکھنا ضروری نہیں ہے............۔

ایک شہر کی رویت کا دوسرے شہر پر اطلاق

ملک کے ایک شہر میں تو چاند دیکھا گیا لیکن ملک کے دوسرے حصوں میں ہلال کی رویت متحقق نہ ہوئی۔ وہاں کے لوگوں پر کب لازم ہو گا کہ اس رویت کے مطابق روزہ رکھیں یا عیدیں منائیں۔

فقہاء کرام نے اس کا جواب دیا ہے کہ جہاں بھی "طرق موجبه للعم الشرعی" سے رویت کا ثبوت ہو جائے گا وہاں کے لوگوں پر لازم ہو گا کہ وہ اس رویت کے مطابق عمل

کریں ۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے ذرائع جن سے رویت ہلال کا علم شرعی حاصل ہو جاتا ہے ان میں سے اگر ایک ذریعہ سے بھی رویت ہلال ثابت ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کرنا لازمی ہو جائے گا، یادرہے کہ علم شرعی سے مراد یہاں علم یقینی نہیں بلکہ غلبہ ظن ہے۔علما نے بطور مثال نہ بطریق حصر، تین طرق موجبہ کا ذکر کیا ہے۔

1- گواہ اپنی شہادت پر دو آدمیوں کو گواہ بنائیں اور انہیں کہیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، تم ہماری رویت پر لوگوں کے سامنے شہادت دے سکتے ہو کہ فلاں فلاں آدمی نے چاند دیکھا ہے۔

2- قاضی کی قضا پر دو آدمیوں کا شہادت دینا کہ فلاں علاقہ کے قاضی نے رویت ہلال کے بارے میں ہمارے روبرو فیصلہ کیا ہے اور ہم اس کے فیصلہ پر شہادت دیتے ہیں۔

3- استفاضہ خبر، جس شہر میں چاند دیکھا گیا ہے وہاں سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد دوسرے شہر یا علاقہ میں آ کر بتائے کہ فلاں فلاں آدمی نے چاند دیکھا ہے......۔

فقہا نے جہاں یہ تین طرق موجبہ لکھے ہیں وہاں ''کاف تمثیلہ'' ذکر کیا ہے۔اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ طریقے بطور مثال ذکر کئے جارہے ہیں نہ بطور حصر۔

علامہ شامی ''بطریق موجب'' کی تشریح ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

''کان یتحمل اثنان الشھادۃ ....'' یہاں کاف تمثیلہ ہے،اسی طرح انہوں نے ان مثالوں کے بعد ایک چوتھے طریقہ کا بھی ذکر فرمایا ہے، لکھتے ہیں، اگر حاکم اسلام نے یہ طریقہ مقرر کر رکھا ہے کہ شعبان کی انتیس تاریخ کو اگر چاند نظر آجائے تو توپیں داغی جائیں یا بلند میناروں پر قندیلیں روشن کی جائیں تو جہاں تک ان توپوں کی آواز پہنچے گی، جہاں تک ان قندیلوں کی روشنی نظر آئے گی، وہاں تک لوگوں پر روزہ رکھنا فرض ہوگا۔اسی طرح عید الفطر کا حکم ہے۔

یہاں علامہ شامی خود لکھتے ہیں ''اگر چہ یہاں اس امر کا احتمال ہے کہ یہ توپیں ہلال

رمضان یا ہلال شوال کے لیے نہ داغی گئی ہوں بلکہ کسی اور مقصد کے لیے داغی گئی ہوں لیکن ہم اس احتمال کو مسترد کر دیں گے کیونکہ عام عادت یہ ہے کہ اس رات کو صرف ہلال رمضان کے لیے ہی توپیں داغی جاتی ہیں اور چراغاں کیا جاتا ہے..........۔''

(رد المختار صفحہ ۹۹، ج ۲)

فقہاء کرام نے جب توپ کی گونج دار آواز اور قندیلوں کی روشنی کو طرق موجبہ میں شمار کیا ہے جو رویت ہلال کے لیے محض علامت ہیں تو ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے اعلان کو طرق موجبہ میں شمار نہ کرنا بے انصافی کی انتہا ہے کہ رویت ہلال کمیٹی شرعی شہادت کے بعد رویت کا فیصلہ کرتی ہے اور اس کا چیئر مین صاف الفاظ میں اس کا اعلان کرتا ہے کہ ہم نے شرعی ثبوت کی بنا پر رویت ہلال کے مستحق ہونے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ کل رمضان ہوگا یا عید ہوگی۔ اس کے بیان سے جو علم شرعی یعنی غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے وہ اس علم شرعی سے بدرجہا اقویٰ اور ارفع ہے جو توپ کے داغے جانے سے حاصل ہوتا ہے۔

باقی رہا اعلانِ رویت، تو یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی تعمیل ہے جو اس حدیث مبارک میں مذکور ہے۔

''..........ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی خدا نہیں؟ اس نے جواب دیا ''جی ہاں'' پھر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ (روحی فداہ) اللہ کے رسول ہیں، اس نے جواب دیا ''جی ہاں'' حضورؐ نے فرمایا اے بلالؓ! لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔''

(اس حدیث کو پانچ اصحاب صحاح نے روایت کیا ہے، سوائے امام احمدؒ کے)

حضرت بلالؓ نے تعمیلِ ارشاد کرتے ہوئے ضرور اعلان کیا ہوگا اور اس اعلان کے مطابق تمام اہل مدینہ نے دوسرے دن روزہ رکھا ہوگا اور کسی ضعیف روایت میں بھی یہ مروی نہیں کہ کسی نے یہ کہہ کر حضرت بلالؓ کے اعلان کو نظر انداز کر دیا ہو کہ نہ ہم نے چاند خود دیکھا ہے اور نہ ہمارے سامنے دو گواہوں نے شہادت دی ہے اس لیے ہم اس اعلان پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں۔

سیدھی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ اعلان شرعاً معتبر نہ ہوتا تو ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلالؓ کو اعلان کرنے کا حکم ہی نہ دیتے۔ حاکم اسلام کے فیصلہ کا اعلان حضرت بلالؓ کی سنت ہے اور اس پر عمل کرنا جملہ صحابہ کرام کی سنت۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ گواہ کا گواہی دیتے وقت قاضی کی عدالت میں موجود ہونا ضروری ہے تاکہ قاضی اس پر جرح کر کے اس کے عادل یا فاسق، صادق یا کاذب ہونے کا فیصلہ کر سکے۔ تار، ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اگر کوئی شخص شہادت دے گا تو وہ شرعاً معتبر نہیں ہوگی لیکن اگر گواہ قاضی کی عدالت میں پیش ہو کر گواہی دیتا ہے اور قاضی اس پر جرح قدح کر کے اس کی گواہی کو قبول کرتا ہے اور اس کے مطابق شرعی فیصلہ صادر کرتا ہے تو اس کے بعد قاضی یا قاضی کے نائب کا ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعہ یہ اعلان کرنا کہ شرعی شہادت کے مطابق چاند کی رویت ثابت ہوگئی ہے اور میں اعلان کرتا ہوں کہ ماہِ رمضان یا ماہِ شوال کا آغاز ہوگیا ہے تو ایسے اعلان کے حجت موجبہ للعلم الشرعی ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں۔"

ہر عہد اور ہر علاقہ کے لیے قابل عمل معیار

معروف ادیب، محقق اور دانشور بزرگوار ضیاء الدین لاہوری متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے اپنی دو تصانیف "رویت ہلال موجودہ دور میں" اور "جوہرِ تقویم"

میں رویت ہلال اور قمری کیلنڈر کے نظام پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ وہ اول الذکر تصنیف میں لکھتے ہیں ۔

''اسلامی عبادات کے فرائض و واجبات کی ادائیگی کے لیے شرعی طور پر طلوع و غروب آفتاب اور سائے واندھیرے اُجالے کی مختلف کیفیات کے تحت دن اور رات کے خاص اوقات مقرر ہیں ۔ ہفتہ وار اجتماعی عبادت کے لئے جمعہ کا روز مخصوص ہے اور خصوصی عبادات کے لیے قمری مہینوں اور ان کی خاص تاریخوں کو بنیاد بنایا گیا ہے ۔ آغاز قمری ماہ کے تعین کا بہترین، سادہ، آسان، عام فہم اور فطری و قدرتی معیار ہلال یا نیا چاند ہے ۔ اسلام دین فطرت ہے ۔ جدید علوم اور سائنسی ایجادات سے بہرہ ور اقوام ہوں یا جاہل اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے لوگ، سب کے لیے اسلامی عبادات کی بجا آوری فطرت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق یکساں ایام اور یکساں اوقات میں ممکن ہے ۔ اسلام نے یورپ و امریکہ کے شہروں میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ افراد کے لیے، جو علم ہیئت و فلکیات سے مکمل آگہی رکھتے ہیں اور ایشیا و افریقہ کے دور افتادہ دیہات اور صحراؤں میں بسنے والے ان پڑھ لوگوں کے لیے، جن کے پاس نہ تو وقت دیکھنے کو گھڑیاں موجود ہیں اور نہ ایام کے تعین کے لیے فلکیاتی معلومات کے ذرائع، فرائض مذہبی بجالانے کے الگ الگ پیمانے مقرر نہیں کیئے ۔ غیر آباد اور سائنسی ایجادات سے محروم علاقوں میں آلہ ساعت سے ناواقف مسلمان بھی انہی اوقات میں نمازیں ادا کرتے ہین جن کے لیے ہم گھڑی کی سوئیاں اور اوقات نماز کی جدولیں دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں ۔ وہ لوگ سورج اور ستاروں کی کیفیات سے نمازوں اور سحر و افطار کے اوقات معلوم کر لیتے ہیں ۔ آغاز رمضان اور عیدین کے تعین کے لیے انہیں کسی رصدگاہ سے پیش گوئی حاصل کرنے یا اس کی تصدیق کروانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ آسمان پر ہر ماہ نمودار ہونے والا نیا چاند بیرونی دنیا سے انقطاع کی صورت میں بھی ان کے لیے درست ایام کی نشان دہی کر دیتا ہے ۔

یوں مہذب اور غیر تہذیب یافتہ دونوں علاقوں میں اسلامی عبادات اور تقریبات کے دنوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور یہ سلسلہ چودہ سو سالوں سے اسی طرح چلتا آ رہا ہے۔ اس کے برعکس دوسرے مذاہب کے دینی ایام، جو موسموں کے لحاظ سے ترتیب پانے والے شمسی کیلنڈر کے حساب سے منعقد کئے جاتے ہیں، مختلف ادوار میں ہونے والی علم ہیئت کے نظریات میں تبدیلیوں یا درستگیوں کے باعث انسانی فیصلوں کے تابع ہو چکے ہیں اور یہ ان کے پیشواؤں پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ نئی تحقیقات کے مطابق ان تبدیلیوں پر کب عمل پیرا ہوتے ہیں۔ عیسوی تقویم میں کئی بار متعدد اقسام کا ردوبدل کیا گیا جس سے ان کے مذہبی تہوار اپنے اصل ایام سے ہٹ گئے۔ ممکن ہے کہ مزید تحقیق کے بعد اس تقویم میں مزید ترامیم ہوں یا بالکل نئے انداز کا کوئی نیا عالمی عیسوی کیلنڈر، جس کا گذشتہ ربع صدی تک بڑا چرچا رہا ہے، معرض وجود میں آ جائے اور ان کے تہوار ایک مرتبہ پھر نئے فیصلوں کے تابع ہو جائیں۔ اسلام کے دینی ایام کی بنیاد قمری تقویم ہے۔ قمری مہینے نئے چاند سے شروع ہوتے ہیں اور چاند کے ظہور میں علم ہیئت کے نظریات میں ہونے والی تبدیلیوں کا کوئی دخل نہیں۔

عالمی طور یکسانیت قائم رکھنے کی حکمت الٰہی

عبادات کے لیے قمری مہینوں کو بنیاد بنا کر اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے لیے یکسانیت کا ایک معیار مقرر کیا ہے۔ ماہ رمضان کے روزوں کی مثال لیجئے۔ برکت والے اس مہینے کے مختلف موسموں میں گردش کرتے رہنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ روزہ داروں کو بھوک اور پیاس کے احساس اور دوسرے موانعات سے متاثر کرنے کا جو تربیتی مقصد ہے وہ کُل عالم کے مسلمانوں کو یکساں طور پر حاصل ہو، یہ نہیں کہ کرہ ارض کے ایک حصہ کے لوگ تو روزہ رکھنے میں ہمیشہ ایک خاص موسم کے مخصوص اثرات کا سامنا کرتے رہیں اور

دوسرے حصہ کے لوگ اس احساس سے محروم رہیں۔ اسی طرح تہواروں کے مختلف موسموں میں آنے سے ان کی کیفیتیں جدا جدا محسوس ہوتی ہیں۔ دیگر خصوصی عبادات کی ادائیگی میں بھی دنوں کا پھر پھر کر آنا سب کے لیے یکسانیت کا باعث ہوتا ہے۔

''نیا چاند'' کی فلکیاتی اصطلاح

اگر ہم چاند کے بڑھنے گھٹنے کے عمل پر غور کریں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ قمری ماہ کے پہلے دو ہفتے یہ ہمیں روز بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے، یہاں تک کہ ایک موقع پر یہ دائرے کی صورت میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلے دو ہفتے اس کی جسامت ہر روز کم ہوتی نظر آتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا وجود بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی چاند بڑھنے کا عمل نئے سرے سے شروع ہوتا ہے۔ عین اس وقت کو قِران شمس وقمر، اتصال شمس وقمر یا اماوس کہتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب سورج اور چاند ایک سیدھ میں صفر درجہ پر ہوتے ہیں۔ علوم فلکیات میں یہی وقت ''نیا چاند'' کہلاتا ہے اور رصد گاہی کتب میں نئے چاند کے اوقات اسی کیفیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اسے نئے چاند کی پیدائش بھی کہتے ہیں اور چاند کی طبعی عمر اسی وقت سے شمار کی جاتی ہے۔

''نیا چاند'' کی دینی اصطلاح یا رویتِ ہلال

فلکیاتی اصطلاح کا نیا چاند اپنے ابتدائی دور میں بال سے زیادہ باریک، سورج سے بہت قریب اور اس کی طاقت ور شعاعوں کی براہ راست زد میں ہوتا ہے لہٰذا انسانی آنکھیں یا غیر معمولی قوت کی دُوربینیں بھی اسے دیکھنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ جوں جوں چاند کی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اس کی جسامت بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ سورج سے دور ہٹتے ہوئے اس کی شعاعوں کی طاقت سے بھی ایک حد تک محفوظ ہوتا جاتا ہے۔ بالآخر ایک

وقت اس کا وجود اس قدر ہو جاتا ہے کہ سورج سے ایک خاص فاصلے پر غروب آفتاب کے بعد انسانی آنکھوں کو پہلی بار نظر آنے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ بصری نیا چاند ہے جو دوسرے الفاظ میں رویت ہلال کے معروف نام سے موسوم ہے۔

دونوں اصطلاحوں میں بنیادی فرق

چاند کی پیدائش کے وقت سے لے کر اس کی گولائی مکمل ہونے کے عرصہ کی اوسط مدت کم و بیش ساڑھے تین سو گھنٹے ہے۔ اس حساب سے چاند کا صرف ایک فیصد حصہ نظر آنے کے لیے تقریباً ساڑھے تین گھنٹے درکار ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس جسامت کے چاند کا دیکھا جانا محال ہے۔ حقیقی رویت کے لیے اس کا چند فی صد وجود ظاہر ہونا ضروری ہے اور اس کے لیے اس حساب سے مزید وقت چاہئے۔ ماہرین فلکیات کے مشاہدات کے مطابق نیا چاند بہت اچھی کیفیات میں بھی اس وقت تک دیکھے جانے کے قابل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی عمر موزوں ترین مقام پر غروب آفتاب کے بعد کم از کم بیس گھنٹے نہ ہو جائے۔ کیفیات اچھی نہ ہونے کی صورت میں یہ وقفہ بڑھ کر تیس گھنٹے تک بھی ہو سکتا ہے۔ اس حساب سے فلکیاتی نئے چاند اور رویت ہلال میں کم از کم ایک روز کا فرق ہونا لازمی ہے۔ چونکہ نیا چاند شام کے وقت ہی دکھائی دینا ممکن ہے اس لیے اس وقت تک چاند کی عمر کافی نہ ہونے کے باعث یہ فرق دو دن بھی ہو جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل سے اس کی بخوبی وضاحت ہوتی ہے:۔

مثال: ایک مقام پر غروب آفتاب کا وقت تقریباً چھ بجے شام ہے۔ مقامی وقت کے مطابق چاند کی پیدائش 11 بجے قبل از دوپہر ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اس شام اس کی عمر صرف 7 گھنٹے ہوگی اس لیے اس کا دکھائی دینا قطعاً ممکن نہیں۔ اگلی شام کو اس کی عمر مزید 24 گھنٹے بڑھ کر 31 گھنٹے ہو جائے گی اس لیے نظر آ جائے گا۔ اس طرح

فلکیاتی نئے چاند اور رویت ہلال میں ایک دن کا فرق پڑا۔

اگر چاند کی پیدائش کا وقت اس کے برعکس دن کی بجائے 11 بجے رات ہو تو یہ اگلی شام کو بھی نظر نہیں آئے گا کیونکہ اس وقت اس کی عمر صرف 19 گھنٹے ہوگی جو چاند دکھائی دینے کے لیے ناکافی ہے لہٰذا رویت ہلال اس سے بھی اگلی شام کو ہوگی اور مذکورہ فرق دو دن ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا مثال سے ایک اصولی بات یہ واضح ہوئی کہ نئے چاند کی متذکرہ دونوں اصطلاحوں میں بنیادی فرق ہے اور یہ ایک ہی روز واقع نہیں ہوتیں۔

آیاتِ قرآنی سے نئے چاند کا مطلب

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ یا اس کے اعتقادی مواد کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کُھل کر سامنے آتی ہے کہ آغاز قمری ماہ کے لیے ہمیشہ رویت ہلال کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ ''رویت'' کا لفظ دیکھنے کے معنوں میں آتا ہے اور ''ہلال'' پہلی رات کو نظر آنے والے باریک چاند کو کہتے ہیں، یعنی دونوں الفاظ کا تعلق دکھائی دینے سے ہے۔ رویت ہلال کا فیصلہ ہمیشہ سے عینی شہادتوں کی بنیاد پر کیا جاتا رہا ہے اور اس کے لیے شرعی طور پر ایک معیار مقرر رہا ہے۔ قرآن حکیم کی سورۃ یونس آیت 6 میں ارشاد ہوتا ہے۔

> ''وہی (خالق کائنات) ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو ایک نور اور مقرر کیں اس کے لیے منزلیں تاکہ تم جان سکو سالوں کی گنتی اور حساب۔''

اس آیت کریمہ سے ایک بات یہ واضح ہوتی ہے کہ یہ حساب چاند کی اس منزل سے شروع ہوتے ہیں جس میں نور ہے یعنی دکھائی دیتا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت 189 میں اس کی مزید توضیح موجود ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

''لوگ آپ سے ہلالوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ یہ (ہلال) مقررہ اوقات ہیں لوگوں کے (معاملات وعبادات) اور حج (کے تعین) کے لیے۔''

ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی ان ہلالوں کا ذکر ہے جو لوگوں کو نظر آتے تھے اور جن کے بارے میں انہوں نے حضورؐ سے دریافت کیا اور آپ کو وضاحت فرمانے کی ہدایت ملی۔ اس ارشاد ربانی میں ہلال اور حج یعنی عبادات کے واضح تعلق کا ذکر موجود ہے۔

احادیث نبویؐ سے رویتِ ہلال کی توضیح

حدیث کی کتابیں رویت ہلال کی تفصیلات سے بھری پڑی ہیں۔ ذیل میں صحیح مسلم سے صرف ایک روایت درج کی جاتی ہے۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اسے دیکھو تو افطار کرو، پھر اگر تم پر بادل ہو جائیں تو تیس روزے پورے کرو۔''

یعنی 29 تاریخ کی شام کو مطلع ابر آلود ہونے کے باعث چاند نظر نہ آئے تو مہینے کے تیس دنوں کی گنتی پوری کرو۔ حدیث کے الفاظ میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ روزے رکھنے والے خود اپنی آنکھوں سے ضروری طور پر چاند دیکھیں بلکہ اس کا مفہوم ہے کہ ''جب چاند دکھائی دے جائے''۔ ''بادل'' کا لفظ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اسلامی احکامات میں نئے چاند کا مطلب اس کا آنکھوں سے دکھائی دینا ہے کیونکہ بادل چاند دکھائی دینے کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔

نئے دور میں پرانے مذہبی احکامات کی حیثیت

سائنسی ترقی کے اس دور میں اس بات پر بحث کی جاتی ہے کہ فلکیاتی اعداد وشمار موجود ہوتے ہوئے اور فلکیاتی مشاہدات کی روشنی میں یہ جانتے ہوئے بھی کہ بادلوں کے پیچھے چاند موجود ہے یا نہیں، اس بات پر اصرار کرنا کہ چاند ضروری طور پر آنکھوں سے ہی دکھائی دے، ہٹ دھرمی ہے۔ اس کے لیے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ حدیث یا فقہ میں بیان کردہ احکام اس زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں جب علوم فلکیات نے اس قدر ترقی نہیں کی تھی اور نہ ہی موجودہ دور کی ایجادات کا کوئی تصور تھا۔ اس ضمن میں یہ مثال بھی پیش کی جاتی ہے کہ جب ہم طلوع وغروب آفتاب اور سائے واندھیرے اُجالے کی مختلف کیفیتوں کو عملی طور پر دیکھے بغیر گھڑیوں کی مدد سے نہایت یقین کے ساتھ اپنی نمازیں درست ادا کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو رویت ہلال کے معاملے میں ظاہری الفاظ پر اس قدر اصرار کیوں؟ ان اعتراضات کے متعلق کچھ کہنے سے قبل ہمیں یہ بات اصولاً تسلیم کرنا پڑے گی کہ اسلامی نقطہ نظر سے ''نیا چاند'' وہ ہوتا ہے جس کا کم ازکم اتنا وجود ہو کہ انسانی آنکھیں اسے دیکھ سکیں۔ چونکہ فلکیاتی نئے چاند اور رویت ہلال میں ایک روز کا کم ازکم فرق ہونا قدرت کے اصولوں میں سے ہے اس لئے اول الذکر کو، جب کہ چاند دکھائی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کسی صورت رویت ہلال کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ اگر آج ہم نے فلکیاتی نئے چاند کے اوقات جان لئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ بنیادی احکامات بدل گئے اور اب ہم اپنی سہولت کی خاطر نئے چاند کی پیدائش کو رویت ہلال سمجھ لیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زمانے میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اور شرعی احکامات میں اجتہاد کی گنجائش ہر دم موجود رہتی ہے مگر بنیادی تقاضے اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ اگر حقیقتاً شرعی اصولوں کے مطابق رویت ہلال کا کوئی حتمی معیار مقرر کیا جاسکتا ہے تو ٹھیک ہے مگر فلکیاتی نئے چاند کو رویت ہلال کا قائم مقام

ٹھہرا لینا گویا اس بات کا قائل ہونا ہے کہ چودہ سو سال تک جس قدر بھی آغاز رمضان ہوئے، عیدیں منائی گئیں یا حج ادا کئے گئے ان کا انعقاد غلط ہوا۔ یوں یہ نظریہ عہد نبویؐ کا بھی احاطہ کرلے گا جس کے متعلق خاص طور پر یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس دور میں عبادات کے دنوں کا غلط انتخاب کیا گیا ہو۔ اگر وہ لوگ راستی پر تھے تو پھر ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ فلکیاتی نئے چاند کو رویت ہلال قرار دینا غلط ہے۔ جیسے وقت سے پہلے ادا کی گئی نماز باطل ہے ویسے ہی اصل یوم سے قبل رمضان، عیدین اور حج کے سلسلے میں کی گئی عبادات کی کوئی حیثیت نہیں۔

رویتِ ہلال کا پیشگی تعین

فلکیاتی ماہرین کی آراء

موجودہ دور میں جب سائنس کی ترقی عروج پر ہے۔ طلوع وغروبِ آفتاب، طلوع و غروبِ قمر، سورج گرہن اور چاند گرہن کے برسوں بعد کے اوقات برسوں پہلے بتا دیئے جاتے ہیں، ایک عام ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا فطری امر ہے کہ کیا رویتِ ہلال کا پیشگی تعین نہیں کیا جاسکتا؟ بزرگوار ضیاء الدین لاہوری اس بارے میں فلکیاتی ماہرین کی رائے بیان کرتے ہیں۔

''ایک زمانہ تھا کہ لوگ سورج اور ستاروں کی کیفیات سے نمازوں اور سحر وافطار کے اوقات معلوم کرلیا کرتے تھے مگر چند صدیاں قبل سائنسی ایجاد گھڑی نے ہمارے لیے سہولتیں پیدا کر دیں اور آج ہم اس مقصد کے لیے آسمان کی جانب دیکھنے کی بجائے گھڑی کی سوئیوں پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے یقین کا یہ عالم ہے کہ ان اوقات سے متعلق فلکیاتی تحقیق کو منٹوں تک درست تسلیم کرتے ہیں اور وقت سے چند منٹ پہلے ادا کئے گئے فرائض و واجبات کو باطل تصور کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم نے اس معاملے میں ماہرین فلکیات اور سائنس دانوں کے بنائے ہوئے وقت بتانے کے آلے کو اپنا رہنما بنا لیا ہے۔ کیا رویت ہلال کے معاملے میں بھی ہم ماہرین فن پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟ آیئے ہم اس

بارے میں انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ راقم نے اس سلسلہ میں سب سے اول یونیورسٹی آف لندن آبزرویٹری اور رائل گرین وچ آبزرویٹری سے استفسار کیا اور ان سے وضاحت چاہی کہ اس ضمن میں چاند کی عمر، غروب آفتاب و غروب قمر میں فرق اور مقام مشاہدہ کی سطح سمندر سے بلندی کو کہاں تک دخل ہے۔ اس کے جواب میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر، یونیورسٹی آف لندن آبزرویٹری، شعبہ فزکس و علوم فلکیات کی ماہرانہ رائے کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

''آپ کے دوسرے استفسار کے متعلق کہ آیا رصد گاہی سائنس دان کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیش گوئی کی جا سکے، مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔ کچھ عرصہ قبل اس خاص مسئلہ پر قضاۃ سعودی عرب کے اراکین کے ساتھ میرے طویل مذاکرات ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی کوئی بھی تجویز یقینی طور پر قرآن مجید کی ضروری شرائط سے تقریباً متصادم ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ درحقیقت رویت ہلال کے متعلق کوئی بھی مفروضہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ ایک خاص زاویئے کا تعین کیا جا سکتا ہے مگر یہ بھی ہمیشہ محض ایک اتفاق کی بات ہوگی کہ خصوصی تیز بصارت کا حامل کوئی شخص خاص کر غیر متغیر اور صاف مطلع میں چاند کے اپنے ضابطگی Statutory مقام پر پہنچنے سے پیشتر ہی اسے دیکھنے کے قابل ہو سکے۔ یہ مسئلہ، ان نکات میں سے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، کسی سے بھی لازمی طور پر متعلق نہیں ہے بلکہ محض اس بات سے ہے کہ چاند سورج سے کس قدر فاصلے پر ہو جو جھٹ پٹے آسمان پر دکھائی دے سکے۔ جزوی طور پر اس کا انحصار چاند کی سورج سے دُوری اور دوسرے تغیر پذیر عناصر پر ہے، مثلاً فضا میں شفاف پن و مقابلتاً فرق CONTRAST اور مشاہدہ کرنے والے کی نظر کی تیزی۔ قرآن مجید کسی ایسے طریق کار کو جو چاند کے سورج سے ایک مخصوص فاصلے پر مبنی ہو، خصوصاً مزاحم دکھائی دیتا ہے۔ مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ میرے خیال میں کوئی ایسا سائنسی طریقہ نہیں ہے جس سے کہ اس موقع پر اسلام کی ضروری شرائط پوری کی جا سکیں۔''

اب رصد گاہ گرین وچ کی سائنس ریسرچ کونسل کے فلکیاتی معلوماتی قرطاس نمبر 6 کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

''ہر ماہ نئے چاند کی پہلی مرتبہ نظر آنے والی تاریخوں کے متعلق پیش گوئی کرنا ممکن نہیں کیونکہ ایسے کوئی قابل اعتماد اور مکمل طور پر مستند مشاہدات موجود نہیں ہوتے جنہیں ان شرائط کو متعین کرنے میں استعمال کیا جا سکے جو چاند کے اول بار نظر آ جانے کے لیے کافی ہوں۔ پیش گوئی کی سادہ ترین بنیاد یہ ہے کہ متعلقہ جگہ پر چاند غروب آفتاب کے وقت ایک خاص عمر سے (جو فلکیاتی نئے چاند کے وقت سے شمار کی جائے) زیادہ ہو۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ عمر کی بجائے اس وقت چاند کا سورج سے حقیقی زاویائی فاصلہ ELONGATION استعمال کیا جائے۔ نیا چاند اس وقت تک دکھائی دینے کے قابل نہیں ہوتا جب تک کہ سورج افق سے نیچے نہ ہو لہٰذا جھٹ پٹے کے دوران چاند کے ارتفاع کو حساب میں رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ نیا چاند نظر آنے کے اتفاقات کا قدرے انحصار چاند کے زمین سے فاصلے پر ہے۔ یہ اتفاقات اس وقت سب سے زیادہ ہوں گے جب چاند قریب ترین (یعنی PERIGER پر) ہوگا۔ مقامی کیفیات، خاص کر مشاہدہ کرنے والے کی سطح سمندر سے بلندی اور گردو پیش کے ماحول کی خصوصیت، اہمیت کی حامل ہیں اور جب آسمان ابر آلود نہ ہو تو بھی فضا کے شفاف پن میں ایک دن سے دوسرے دن قابل ذکر تغیرات ہو سکتے ہیں۔ مشاہدہ کرنے والے کی نظر کی تیزی بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ زمین پر طول بلد اور عرض بلد دونوں کے ساتھ فلکیاتی کیفیات میں قابل ذکر تغیرات ہوتے ہیں اور اگر موسمی کیفیات ہر جگہ اچھی ہوں تو بھی رویت ہلال کی تاریخیں جگہ بہ جگہ مختلف ہوں گی لہٰذا پیش گوئیاں صرف محدود علاقوں کے لیے کارآمد ہو سکتی ہیں۔''

''عام کیفیات کے تحت چاند پہلی مرتبہ اس وقت تک دکھائی نہیں دیتا جب تک کہ اس کی عمر تیس گھنٹوں سے زائد نہ ہو جائے لیکن چند ایسی معتبر مثالیں بھی موجود ہیں جن میں

چاند بہت اچھی کیفیات کے باعث اس وقت دیکھا گیا جب اس کی عمر صرف بیس گھنٹے تھی۔ تین درجے جھکاؤ کی صورت میں، جب تک کہ چاند کا ارتفاع پانچ درجے سے اور زاویائی فاصلہ دس درجے سے نہ بڑھ جائے، اس کا نظر آ جانا بعید از قیاس ہے۔''

''چونکہ یہ امر واضح ہے کہ رویت ہلال کے متعلق کوئی بھی پیش گوئی غیر یقینی ہوتی ہے، اس بات کا طے کرنا ضروری ہے کہ آیا قبل از وقت کسی ایسی پیش گوئی کو ترجیح دی جائے جس کے حق میں، اگرچہ کیفیات اچھی ثابت ہوں، ثبوت پیش نہ کئے جا سکیں یا بعد میں کوئی ایسی پیش گوئی کی جائے جو گزشتہ روز کے مشاہدے کو بے اثر بنا سکے۔ سادہ سا اصول جس کا یہ دفتر عموماً مشورہ دیتا ہے کہ متعلقہ جگہ پر غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر تقریباً تیس گھنٹے یا زائد ہونی چاہئے، مؤخر الذکر قسم ہے لیکن یہ اصول وسطی اور بالائی عرض البلاد میں بھروسہ کے قابل نہیں ہے۔''

دینی ماہرین کی آراء

مجلس تحقیقات شرعیہ برطانیہ کے مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی فاضل دیوبند اپنی تصنیف ''اسلامی ماہ اور رویت ہلال'' میں لکھتے ہیں۔

''.........مختلف اسلامی ممالک میں رویت ہلال اور توحید اعیاد واہلّہ کے موضوع پر مختلف اوقات میں علماء شرع، ماہرین علم ہیئت وفلک اور وزرائے اوقاف کے سیمینار منعقد ہوئے، اس میں سے دو سیمینار کی تجویز اس بارے میں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

1- مصر کی مجمع البحوث الاسلامیہ کے زیر اہتمام قاہرہ میں کانفرنس اواخر اکتوبر 1966ء میں رویت ہلال کے موضوع پر منعقد ہوئی جس میں اسلامی ممالک کے سو سے زیادہ علما نے شرکت کی۔ سیمینار میں شریک علما نے متفقہ طور پر اسلامی ماہ کے تعین کے بارے میں حسب ذیل تجویز پاس کی۔

اسلامی ماہ کے ثبوت میں اصل مدار چاند کی رویت پر ہے مگر رویت ہلال کے بارے میں کسی وجہ سے بھی شک وتہمت کا امکان ہو تو اس رویت پر اعتماد نہ کیا جائے گا اور شک وتہمت کے اسباب میں سے رویت ہلال کا فلکی حساب سے خلاف ہونا بھی ہے، جب کہ فلکی حساب کے ماہرین کی رائے رویت کے خلاف ہو۔

-2 کویت میں 3 محرم الحرم 1393ھ مطابق 26 فروری 1973ء وزراء اوقاف وشون اسلامیہ کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ انہوں نے اسلامی ماہ کے ثبوت کے لیے جو تجویز طے کی وہ درج ذیل ہے۔

''اسلامی ماہ کے ثبوت میں اصل مدار چاند کی رویت پر ہی ہے۔ بایں شرط کہ چاند کی رویت میں شک وتہمت کے قوی اسباب نہ پائے جاتے ہوں، رویت ہلال کی شہادت کا فلکی حساب کے خلاف ہونا شک وتہمت کے اسباب میں سے ہے۔''

-3 کویت وزارۃ الاوقاف کی طرف سے النادی العلمی کے زیر انتظام 21-22-23 رجب 1409ھ مطابق 27-28 فروری وکیم مارچ 1989ء کو رویت ہلال اور اوقات نماز کے بارے میں تین روزہ سیمینار منعقد ہوا جس میں کویت کے اعیان علم وفلک کے علاوہ عراق، شام، اردن، مصر، تیونس، الجزائر، مغرب (مراکش)، سوڈان، فلسطین، سعودی عرب، یمن، امارات، قطر، عمان وغیرہ عالم اسلام کے علماء شرع اور ماہرین فلک نے شرکت کی۔ تین دن کے طویل بحث ومباحثہ کے بعد رویت ہلال کے بارے میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل تجاویز پاس کیں۔

(ا) نفی کی صورت میں حساب فلکی کا اعتبار کیا جائے گا یعنی حساب فلکی کے اعتبار سے مسلم ماہرین فلکیات جس دن چاند کی رویت کو متعذر ومحال اور ناممکن بتائیں اور اس دن شاہدین چاند کی رویت کی شہادت دیں تو یہ شہادت خلاف واقعہ ہونے کی وجہ سے رد کر دی جائے کیونکہ قطعی حساب فلکی کے خلاف شہادت رویت مشکوک ومشتبہ ہے۔

(الف) اگر رویت ہلال کی شہادت حساب فلکی کے بتائے ہوئے وقت سے پہلے ہو یعنی بعد غروب آفتاب اُفق پر وجود ہلال تو ایسی شہادت رویت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ ایسے ہی وہ شہادت رویت بھی غیر معتبر ہے جو قِران شمس وقمر نیومون سے پہلے ہو یا قِران کے فوراً بعد ہو۔ حافظ ابن تیمیہ، قرانی ابن قیم اور علامہ ابن رشد کی یہی رائے ہے۔

(ب) صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے چاند جانب مشرق دیکھا گیا اور اسی دن شام کو چاند دیکھنے کی گواہی دی جائے تو یہ شہادت رویت بھی غیر معتبر اور ناقابل اعتبار ہے۔

(۲) اسلامی ماہ کے تعین کے بارے میں اصل بنیاد تو چاند کی بصری رویت ہی ہے البتہ چاند کی رویت کی تحقیق کے بارے میں حساب فلکی سے فائدہ اُٹھایا جائے کیونکہ حساب فلکی کے ذریعہ امکان رویت کا وقت، اُس کی سمت وغیرہ متعین ہونے پر رویت میں آسانی ہوتی ہے۔ مگر چاند کے ثبوت میں حساب فلکی پر کلی اعتماد نہ ہوگا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر حساب فلکی قطعی طور پر امکان رویت بتائے مگر موانع کی وجہ سے اس دن چاند کی رویت نہ ہو سکے تو مہینہ کے تیس دن مکمل کر کے دوسرا مہینہ شروع ہوگا۔ عدم رویت ہلال کی صورت میں حساب فلکی کے قطعی امکان رویت کی بنیاد پر دوسرا مہینہ شروع نہیں کریں گے۔''

اوقاتِ نماز کے برعکس رویتِ ہلال پر اتفاق نہ ہونے کا سبب

بزرگوار ضیاء الدین لاہوری اپنی تصنیف ''رویت ہلال موجودہ دور میں'' کے باب ''رویت ہلال کا پیشگی تعین''، میں درجہ بالا ذیلی عنوان کے تحت رقمطراز ہیں۔

''رصدگاہ گرین وچ کا قرطاس اس عمومی قیاس کی واضح الفاظ میں نفی کرتا ہے کہ

ماہرین فلکیات ہر ماہ نیا چاند دکھائی دینے والے ایام کی حتمی پیش گوئی کر سکتے ہیں ۔اس کی روشنی میں مندرجہ بالا مشاہدات کا تجزیہ کیا جائے تو بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ متعدد صورتوں میں چاند دکھائی دینے کی پیش گوئیوں پر مکمل بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔اب یہ سوال کہ رویت ہلال کے بارے میں غیر یقینی کا یہ عالم ہے تو اوقات نماز کے معاملے میں اس قدر پُر اعتمادی کیوں، اس کا سادہ اور آسان جواب یہ ہے کہ نمازوں کے اوقات کے لیے شرع میں جو شرائط ہیں، جدید علوم میں گھڑی کی ایجاد اس معیاد پر پورا اُترتی ہے۔ دراصل شمسی تقویم میں ایک سال کے بارہ مہینوں کے ایام کی شمسی ارضی کیفیات دیگر تمام سالوں کے بالترتیب ان مہینوں کی انہی تاریخوں کی مذکورہ کیفیات کے عین مطابق ہوتی ہیں یعنی زمین کا سورج سے فاصلہ و رُخ، زمین کی گردش کے راستے اور گردش کے باعث سورج کی محسوس کی جانے والی رفتار یکساں تاریخوں میں بالکل ایک جیسے ہوتے ہیں۔ موسمی کیفیات یا اور کوئی عوامل ان پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ماہرین فلکیات کے حساب کردہ اوقات پر اعتماد کرتے ہیں۔اس کے برعکس چاند کی رفتار، اس کا زمین اور سورج سے فاصلہ و رُخ اور گردش کے راستے کسی ماہ دوسرے سالوں کے کسی بھی مہینے سے قطعاً مطابقت نہیں رکھتے۔ایک نئے چاند سے دوسرے نئے چاند کی مدت 29 دن 6 گھنٹے اور 29 دن 20 گھنٹے کے درمیان مختلف مہینوں میں مختلف ہوتی ہے اور اس کا کوئی یکساں معیار مقرر نہیں۔ جب یہ مدت کم ہوگی تو چاند کے مراحل طے ہونے کے لئے نسبتاً تیزی درکار ہوگی لہٰذا اس کے وجود میں کمی بیشی جلد ہوگی۔اس کے برعکس اگر مدت زیادہ ہو تو یہ مراحل نسبتاً آہستہ طے ہوں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ ایک خاص مدت میں چاند کے وجود میں کمی بیشی کی شرح کا انحصار اس دوران اس کی رفتار پر ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر جب نئے چاند کی رفتار زیادہ ہوگی تو اس کا وجود جلد بڑھے گا اور اگر چاند دکھائی دینے میں صرف یہی صورت کارفرما ہو تو اس مرتبہ فلکیاتی نئے چاند اور رویت ہلال میں وقت کا فاصلہ کم ہوگا۔اس سے یہ نتیجہ بھی

اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی مہینے شام کے وقت نیا چاند اس کی ایک خاص عمر میں نظر آ گیا تو ضروری نہیں کہ اسی عمر کا اس سے کم رفتار کا چاند کسی دوسرے ماہ لازمی دکھائی دے۔ پھر جیسا کہ ہم نے ماہرین کی تحقیق کو ملاحظہ کیا، رویت ہلال کے معاملے میں اس غیر یقینی کیفیت کو پیدا کرنے میں دیگر بہت سی قدرتی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔

رویتِ ہلال پر اثر انداز ہونے والے عوامل

فلکیاتی اور مقامی کے تحت رویت ہلال پر اثر انداز ہونے والے عوامل یوں ترتیب دیئے جاسکتے ہیں۔

فلکیاتی کیفیات

1- چاند کی عمر

2- چاند کا سورج سے زاویائی فاصلہ

3- سورج کا اُفق سے نیچے ہونا

4- چاند کا ارتفاع

5- چاند کا زمین سے فاصلہ

مقامی کیفیات

1- مطلع کی کیفیت

2- فضا کا شفاف پن

3- مقام مشاہدہ کا محل وقوع یعنی طول بلد اور عرض بلد

4- مقام مشاہدہ کی سطح سمندر سے بلندی (جو اگر کم ہو تو انعطاف نور کی شرح زیادہ ہوگی اور رویت ہلال کے لیے زیادہ سازگار ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہاڑوں کی نسبت ساحل سمندر پر نیا چاند دکھائی دینے کے امکانات

زیادہ ہوتے ہیں) صاف مطلع اور شفاف فضا کے ہوتے ہوئے بھی مقامی کیفیات کے ضمن میں مندرجہ ذیل عوامل کارفرما ہو سکتے ہیں۔

(الف) گرمی (ب) سردی (ج) فضا کی نمی (د) فضا کی خشکی

ان میں اول الذکر اور مؤخر الذکر عوامل انعطاف نور میں کمی کا سبب ہوتے ہیں اس لیے رویت ہلال کے لیے کم سازگار ہوتے ہیں۔

رویتِ ہلال کی پیش گوئی کا عمومی معیار

یہ بات تو طے ہے اور سائنس دان خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ابھی تک ہر ماہ کی رویت ہلال کی حتمی پیش گوئی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ وہ اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل کے ایک عمومی رُکن ''چاند کی عمر'' کی روشنی میں پیش گوئی کے کم از کم اور زیادہ سے زیادہ معیار کی بات بھی کرتے ہیں۔ مشاہدات کی رو سے بھی ہم نے دیکھا کہ:-

1- رویت ہلال کے لیے بہترین کیفیات میں بھی بیس گھنٹوں سے کم عمر کا چاند نظر نہیں آتا۔

2- تیس گھنٹے کی عمر کا چاند عموماً دکھائی دے دیتا ہے۔

3- بیس تا تیس گھنٹوں کی عمر کا چاند کبھی نظر آ جاتا ہے اور کبھی نہیں۔

ممکن ہے کہ مندرجہ بالا مشاہدات ان علاقوں کی ترجمانی کرتے ہوں جہاں صنعتی کارخانوں کی بہتات ہو یا وہاں کی عمومی زندگی میں تیل اور پٹرول کے باعث پیدا ہونے والے دھوئیں یا گرد و غبار کی زیادتی کے باعث فضا کا شفاف پن متاثر ہوتا ہو، اس لیے بیس گھنٹے کی اس کم از کم مدت میں کچھ رعایت دی جا سکتی ہے۔ اگر ہم اسے سترہ یا اٹھارہ گھنٹے کی حد تک پیچھے لے جائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ کسی جگہ پر بھی شام کے وقت اس سے کم عمر کا چاند نظر آنے کوئی امکان نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر چاند نظر آ جانے والی مدت کو احتیاطاً اتنا ہی بڑھا کر بتیس یا تینتیس گھنٹے تک لے جائیں تو رویت ہلال کے امکانات قوی تر ہو جائیں

گے۔ درمیانی مدت جو ''غیر یقینی معیاد'' کے زمرے میں آتی ہے، اس کے چاند دیکھنے کے لیے ماہرین سے مدد لی جاسکتی ہے۔ وہ ہر ماہ آسمان پر نئے چاند کی موجودگی کے صحیح رُخ کی نشاندہی کر سکتے ہیں تاکہ اسے درست سمت تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

چاند کی ایک خاص عمر کو رویتِ ہلال قرار دینے کا خیال

نئے چاند کی ایک خاص عمر کو حد فاصل قرار دے کر رویت ہلال کے پیشگی تعین کر دینے کا عمل بہت سی پیچیدگیاں پیدا کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔ سب سے پہلے اس بات کا یقین حاصل کرنا ہوگا کہ اس عمر سے زیادہ کا چاند ضروری نظر آجاتا ہے اور اس سے کم کا بالکل نہیں۔ اس کے لیے کوئی بھی حد متعین کرنا سائنسی اور شرعی اصولوں کے تحت کسی طور درست نہیں ہوسکتا۔ ویسے بھی اس طرح بعض اوقات مضحکہ خیز صورت پیدا ہوسکتی ہے۔ فرض کریں کہ کسی ماہ حدّ فاصل سے کم عمر کا چاند، جو رویت ہلال کے نہ ہونے کا ایک متعینہ معیار بنادیا گیا ہے، اچھی کیفیات کے باعث خلاف توقع نظر آجائے تو ملک میں کیا کیفیت برپا ہو گی؟ رویت ہلال نہ ہونے کے حتمی پیشگی فیصلہ کے باعث بے فکر عوام سخت اُلجھن میں پڑ جائیں گے۔ آنکھوں دیکھے چاند کو وہ عدم رویت کیسے تصور کریں گے؟ اگر اس عجیب و غریب صورت سے بچنے کے لیے حد فاصل کو اس قدر پیچھے کر دیا جائے کہ اس سے دو تین گھنٹے زیادہ عمر کا چاند بھی کسی صورت دکھائی نہ دے سکتا ہو تو اس درمیانی عرصہ کے دکھائی نہ دے سکنے والے چاند کو کس شرعی سند کے تحت رویت ہلال قرار دیا جائے گا؟ لہٰذا چاند کی ایک خاص عمر کو رویت ہلال قرار دینے کا خیال ناممکن العمل ہے۔

عالمی رویتِ ہلال کی تجویز کے ممکن العمل ہونے کا سوال

اسلامی ممالک میں مذہبی تہواروں اور عبادات کے انعقاد کے دنوں میں

اختلاف کے باعث بعض حلقوں میں بڑی بدمزگی کی کیفیت محسوس کی جاتی ہے۔اس سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ کُل عالم اسلام میں ایک ہی روز عیدین منانے کے لیے کوئی مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ایک اطلاع کے مطابق اسلامی ممالک کی تنظیم اور سعودی عرب کی وزارت اوقاف وزائرین کی ہجری کیلنڈر کمیٹی ایک ایسا کیلنڈر تیار کرنے پر آمادہ ہوگئی ہے جس میں یکسانیت ہوگی۔جس فارمولے پر اتفاق ہوا ہے اس کے مطابق مکہ معظّمہ کو مرکزی حیثیت دی جائے گی اور اس شہر میں چاند دیکھنے کو بنیاد بنایا جائے گا۔

جہاں تک مذکورہ بالا تجویز کا تعلق ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان اپنے مذہبی تہوار ایک ہی روز منائیں، بظاہر بڑی دلکش اور حسین معلوم ہوتی ہے مگر اس مقصد کے لیے شرعی قیود کو پس پشت نہیں ڈالا جاسکتا۔سوال یہ ہے کہ اس کے لیے کیا صورت اختیار کی جاسکتی ہے؟ جہاں تک رویت ہلال کے پیشگی تعین کا معاملہ ہے اس بارے میں ماہرین کے دلائل کی روشنی میں یہ بحث کی جاچکی ہے کہ ایسا ہونا ممکن نہیں، اس کے لیے واقعاتی شہادت کا بندوبست کرنا پڑے گا۔اگرچہ سیٹلائٹ کی ایجاد سے دنیا کے دور دراز ممالک کے فاصلے سمٹ گئے ہیں مگر یہ تجویز کہ جس ملک میں چاند پہلے نظر آجائے وہاں کی شہادت کی بنیاد پر کسی عالمی رویت ہلال کمیٹی کے اختیارات کے تحت تمام اسلامی ممالک میں ایک ہی روز آغاز ماہ کا اعلان کردیا جائے، قطع نظر اس کے کہ اختلاف مطالع کے سبب ایک ملک کی رویت دوسرے ممالک کے لیے حجت ہے یا نہیں، ناقابل عمل ہے۔کرہ ارض کے مغربی حصوں میں رویت ہلال کے امکانات مشرقی حصوں کی نسبت عموماً زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ مشرقی ممالک میں اگر نیا چاند کم عمر ہونے کے باعث دکھائی نہ دے سکے تو مغربی ممالک میں پہنچنے تک اس کی عمر بڑھ جاتی ہے اور وہاں نظر آجاتا ہے۔جس خطے میں رویت ہلال ہوجائے یہ اس سے مغرب میں واقع ممالک کے لیے تو سند ہوسکتی ہے مگر اس فیصلہ کو انتہائی

مشرقی ممالک میں نافذ کرنا اس لیے ممکن نہیں کہ وہاں رات کا کافی حصہ گزر چکا ہوگا یا ممکن ہے کہ اس سے بڑھ کر صبح ہو چکی ہو۔ وسطی حصوں میں بھی نصف شب یا اس کے بعد تک بے یقینی کے باعث عوام پریشانی سے دو چار رہا کریں گے کیونکہ رویت ہلال کا تعلق بعض اوقات مغرب کے کچھ دیر بعد عبادات کی ادائیگی سے بھی ہوتا ہے اور اگلے روز (مثلاً عید) کی تیاری کے لیے بھی۔ مشرقی ممالک کے لوگوں کے لیے رویت ہلال کے انتظار میں شب بیداری ایک مسئلہ بن جائے گی۔ مراکش اور انڈونیشیا کے ملکوں میں معیاری وقت کا انتہائی فرق 9 گھنٹے ہے۔ اندازہ کیجئے کہ مراکش کی رویت پر انڈونیشیا میں کیسے عمل درآمد ہو سکتا ہے اور اس صورت میں وہاں کے عوام کی کیا کیفیت ہوگی؟ سعودی عرب کو مرکز ماننے سے تقریباً یہی مسئلہ رہے گا، صرف یہ فرق کم ہو کر 6 گھنٹے تک آ جائے گا جس سے مذکورہ کیفیت میں کوئی خاص کمی نہیں ہوگی۔ مزید برآں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ سعودی عرب سے مغرب میں واقع ممالک میں چاند پہلے ہو جائے تو پھر مکہ معظمہ کی مرکزی حیثیت کیسے برقرار رہے گی؟''

مشرق کی نسبت مغرب میں چاند کی رویت مقدم ہوگی

مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی ''اسلامی ماہ اور رویت ہلال'' میں درج بالا عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

''یہ بات پہلے ذکر ہو چکی ہے کہ قِران شمس وقمر ''نیو مون'' پوری دنیا میں ایک ہی وقت ہوتا ہے۔ ملکوں اور خطوں کی تبدیلی سے اس کے اوقات میں تغیر نہیں ہوتا اور علم ہیئت و فلک میں یہ بات معروف ہے کہ چاند جب آفتاب سے 12 درجہ دوری پر ہوتا ہے، اس وقت اس کا ہماری طرف والا حصہ قوس کی شکل میں تھوڑا سا روشن ہو کر ہمیں نظر آتا ہے اور اسی کو ہلال کہتے ہیں۔ پھر دن بدن جوں جوں چاند آفتاب سے دور ہوتا جاتا ہے، ہماری

طرف والا چاند کا حصہ زیادہ روشن نظر آتا ہے حتیٰ کہ چودھویں شب کو بدر کی صورت میں مکمل نظر آتا ہے۔ پھر چاند آفتاب سے قریب ہونا شروع ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہمیں گھٹتا نظر آتا ہے یہاں تک کہ ماہ کی آخری تاریخوں میں جب آفتاب و ماہتاب ایک خط پر جمع ہو جاتے ہیں تو چاند مکمل طور سے آنکھوں سے اوجھل اور مستور ہو جاتا ہے۔ اس طرح ہر ماہ چاند کی یہ گردش و رفتار اللہ کی قدرت قاہرہ کے تحت جب سے دنیا بنی جاری ہے اور قیامت تک باقی اور جاری رہے گی۔

یہ بات بدیہی اور مشاہدہ کی ہے کہ عالمی تاریخ کے خط سے قریب مشرقی ممالک میں مغربی ممالک کی نسبت آفتاب جلدی غروب ہوتا ہے۔ اس لئے ظاہر بات ہے کہ جب چاند مشرقی ممالک میں غروب آفتاب کے وقت دیکھا جائے گا تو وہ چاند اس دن مغربی ممالک میں زیادہ روشن، اونچا اور دیر تک نظر آئے گا۔ اسی سے یہ قاعدہ بھی بداہت کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ مغربی ممالک میں چاند نظر آئے تو ضروری نہیں کہ مشرقی ممالک میں بھی اس دن وہ نظر آئے کیونکہ مغربی ممالک میں چاند کی رویت کے وقت مشرقی ممالک میں رات ہو چکی ہوگی اور چاند غروب آفتاب کے وقت اُفق سے نیچے جا چکا ہوگا۔

مثلاً ہم فرض کرتے ہیں کہ قِران شمس وقمر ''نیومون'' کے کم از کم 20 گھنٹے کے بعد چاند کی رویت ممکن ہے تو جب لندن میں غروب آفتاب کے وقت قِران شمس وقمر ''نیومون'' کو 20 گھنٹے ہوئے ہوں گے اور چاند رویت کے قابل ہوگا، اس وقت مکہ مکرمہ میں غروب آفتاب کے وقت قِران شمس وقمر کو 17 گھنٹے ہوئے ہوں گے تو اس شام کو مکہ مکرمہ میں چاند کی رویت نہ ہوگی کیونکہ 20 گھنٹے قران شمس وقمر ''نیومون'' کے بعد چاند کو نہیں ہوئے لہٰذا مکہ مکرمہ میں چاند لندن سے دوسرے روز دکھائی دے گا۔ اس قاعدے کے مطابق لندن، ....، مراکش، تیونس، الجزائر وغیرہ مغربی ممالک سے مقدم مکہ مکرمہ اور حجاز مقدس میں چاند کی عینی رویت ممکن نہیں۔ علامہ جوہری طنطاوی اپنے رسالہ میں صفحہ 63 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''..........جس ملک میں بھی چاند کی صحیح حقیقی رویت ثابت ہو گی اس ملک سے مغرب میں واقع ممالک میں یقیناً اس دن چاند کی رویت ہو گی بلکہ اس سے زیادہ واضح اور روشن، چاہے لوگوں کو چاند نظر آئے یا نہ آئے۔'' (یعنی عارضی مانع بادل وغیرہ کی وجہ سے)

اور یہی قاعدہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا ہے۔

''..........چاند کی رویت مشرق و مغرب کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب چاند مشرق میں دیکھا جائے تو لازم ہے کہ اس سے مغرب میں واقع ممالک میں ضرور دیکھا جائے۔ اس کے برعکس نہیں ہوسکتا یعنی جب مغرب میں چاند دیکھا جائے تو اس سے واقع مشرقی ممالک میں اس دن چاند کی رویت ضروری نہیں کیونکہ مغرب میں آفتاب مشرقی علاقوں کی نسبت تاخیر سے غروب ہونے کے باعث چاند سورج سے دور ہو کر اس کی شعاعوں سے نکل جائے گا، اس لیے اس کی رویت کا زیادہ امکان ہے بنسبت مشرق کے کیونکہ کبھی سبب رویت مغربی ممالک میں آفتاب کا تاخیر سے غروب ہونا ہے۔ اس وقت چاند آفتاب سے دور اور روشن ہو گا اور مشرق میں غروب آفتاب کے وقت چاند اس سے قریب تھا۔''

علامہ قرانی نے بھی یہی قاعدہ لکھا ہے کہ ایک عرض البلد کے ممالک میں مشرق میں چاند کی رویت ہو تو اس رات لازماً مغربی ممالک میں زیادہ واضح روشن اور دیر تک چاند نظر آئے گا۔ اس کے برعکس مغربی ممالک میں چاند کی رویت ہو تو اس شام مشرقی ممالک میں چاند کی رویت ہونا ضروری نہیں۔

دَورِ حاضر کے عالمی عربی روزنامہ شرق الاوسط کے شعبہ فقہ والشریعہ کے کاتب اور امام محمد بن سعود یونیورسٹی کے استاد عبدالحلیم عویس نے دسمبر 1984ء کے شرق الاوسط میں متعدد قسطوں میں رویت کے موضوع پر ایک مضمون تحریر کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔

''1- اسلامی ماہ کے تعین میں رویت بصری اور حساب فلکی دونوں کا اعتبار کرنا ضروری

ہے۔ اسلامی ماہ کے آخر میں فلکی حساب چاند کی رویت کا وقت، امکان رویت اور مقام رویت متعین کرنے میں معاون ہو گا اور بصری رویت سے اس کا تحقق ہو جائے گا۔

2- مشہور فقہی رائے یہ ہے کہ جب چاند کی رویت مشرقی ممالک میں ہو تو علمی طور پر یہ بات یقینی ہے کہ اس سے مغرب میں واقع ممالک میں ضرور چاند کی رویت ہو گی۔ اس لئے اگر انڈونیشیا میں چاند کی رویت ہو تو مغرب میں واقع سارے اسلامی ممالک میں اس دن یقیناً چاند کی رویت ہو گی۔"

(26 دسمبر 1984ء شرق الاوسط)

مشرق و مغرب کے فرق کی بنا پر فقہا نے لکھا ہے کہ دو بھائی ایک مشرق میں رہتا ہے اور دوسرا مغرب میں اور دونوں بھائی ایک ہی روز اپنے اپنے ہاں کے زوال یا غروب آفتاب کے وقت انتقال کر جاتے ہیں تو مغرب میں رہنے والا بھائی مشرق میں رہنے والے بھائی کے ترکہ میں حصہ دار ہو گا کیونکہ مشرقی بھائی کے انتقال کے وقت وہ زندہ تھا۔ اس کو مثال سے آسانی سے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں وہاں کے 12 بجے ایک بھائی کا انتقال ہوتا ہے اور اسی دن دوسرا بھائی لندن میں وہاں کے 12 بجے انتقال کرتا ہے تو لندن والا بھائی مکہ مکرمہ والے بھائی کے ترکہ میں حصہ دار ہو گا کیونکہ جب اس کا انتقال ہوا اُس وقت لندن والا بھائی زندہ تھا۔ .... جب مکہ مکرمہ میں 12 بجے اس وقت لندن میں صبح کے 9 بجے تھے۔

ان بدیہی مقدمات کی بنیاد پر تمام علماء فلک اس پر متفق ہیں کہ اہل مشرق کا چاند کی بصری حقیقی رویت میں اہل مغرب سے مقدم ہونا محال و ناممکن ہے۔ اسی طرح اس پر بھی علماء فلک متفق ہیں کہ مشرق میں جس دن چاند کی رویت بصری حقیقی رویت ہو تو اس دن مغرب میں یقیناً رویت ہو گی مگر مغرب میں جس دن چاند کی رویت ہو تو مشرق میں اُس دن رویت ہونا ضروری نہیں۔

علماء فلک کے مذکورہ متفقہ بدیہی اصول سے یہ بات بھی مستنبط ہوتی ہے کہ اگر مغرب میں واقع ممالک میں اُفق غبار، بادل سے صاف ہو اور .... باوجود لوگوں کی تلاش کے چاند کی رویت نہ ہو اور اسی دن مشرقی ممالک سے چاند کی رویت کی خبر آئے تو وہ بداہت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابلِ اعتبار ہوگی اور اس خبر یا شہادت رویت کا غلط ہونا اس کے بعد والے ماہ کی رویت پر واضح ہو جائے گا۔

مکہ مکرمہ کے سابق قاضی اور اپنے زمانہ کے معروف عالم علامہ عبداللہ بن محمد بن حمید رحمتہ اللہ علیہ نے 1975ء میں توحید اہلہ کے موضوع پر ایک رسالہ بنام تبیان الادلّہ فی اثبات الاھلّہ تالیف فرمایا۔.......... انہوں نے سارے عالم اسلام میں توحید اہلہ اور ایک ہی دن رمضان وعیدین کا تعین عقلاً ونقلاً دونوں طرح سے غیر ممکن ثابت کیا ہے۔ اسی زمانہ میں اس کا اردو میں ترجمہ اس وقت کے الفرقان کے مدیر مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نے کیا تھا اور ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنؤ کے ستمبر واکتوبر 1975ء کے شماروں میں دو قسطوں میں شائع ہوا۔

چاند کی رویت کے بارے میں مشرقی ومغربی ممالک کے فرق کو بتاتے ہوئے علامہ مرحوم اپنے رسالہ میں صفحہ 21 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''............ اگر چاند کی رویت مغرب میں ہو مثلاً اگر چاند دیکھا جائے (ملک مراکش کے شہر) ''فاس'' میں تو اہل فاس کی چاند کی رویت سے لازم وضروری نہیں کہ مشرق میں مکہ مکرمہ میں بھی چاند دیکھا جائے کیونکہ مکہ مکرمہ میں غروب آفتاب کے وقت چاند آفتاب کی شعاعوں میں مستور ہونے کی وجہ سے اس کی رویت ممکن نہیں۔ مغربی ممالک میں آفتاب مشرق کی نسبت تاخیر سے غروب ہوتا ہے اس لیے ان میں جوں جوں آفتاب مغرب کی جانب بڑھتا ہے، چاند آفتاب کی شعاعوں سے زیادہ دور ہوتا جاتا ہے تو اس کی رویت ممکن ہوتی ہے بلکہ بُعد کی وجہ سے چاند زیادہ روشن اور واضح وصاف ہوگا۔ اس کے برعکس جب چاند کی رویت مکہ مکرمہ میں مثلاً ہو تو اگر کوئی خارجی عارض مانع نہ ہو تو اس دن

مغرب میں ضرور اس کی رویت ہوگی۔''

آگے صفحہ 28 پر قرانی کے حوالہ سے یہی ضابطہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

''........ یہ بات متفقہ ہے کہ اوقاتِ نماز مطالع اور آفاق کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں اور ہر قوم کی فجر اور زوال مختلف ہوتے ہیں۔ اسی طرح چاند کی رویت میں بھی اختلاف مطالع کو بڑا دخل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرقی ممالک میں .... چاند آفتاب کی شعاعوں میں مستور ہوگا اور آفتاب و چاند دونوں مغرب کی جانب حرکت کرتے ہیں، جب آفتاب مغربی ممالک میں اُفق مغرب پر پہنچے گا تو اس وقت چاند آفتاب کی شعاعوں کی زد سے نکل گیا ہوگا تو مغرب والوں کو چاند کی رویت ہوگی مگر اس دن مشرق والوں کو چاند نظر نہیں آئے گا۔ اسباب اختلاف رویت میں سے ایک سبب ہے اور اس کے علاوہ اور بھی دوسرے اسباب ہیں جو علم ہیئت میں مذکور ہیں۔''

آگے صفحہ 37 پر دوسرے انداز سے صراحتاً یہی بات تحریر فرماتے ہیں۔

''........ مشرقی ممالک میں چاند کی رویت ہو تو مغربی ممالک میں ضرور چاند کی رویت ہوگی، اس کے برعکس ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً مکہ مکرمہ میں چاند کی رویت ہو تو مصر میں رویت ہونا لازم ہے مگر مصر میں چاند کی رویت ہونے کی صورت میں مکہ مکرمہ میں چاند کی رویت ضروری نہیں۔''

.... موجودہ دور میں علم ہیئت و مشاہدہ کے مذکورہ متفقہ ضابطہ و قاعدہ کے خلاف مغربی ممالک میں باوجود صحو اور اُفق صاف ہونے کے چاند کی رویت نہیں ہوتی اور ان سے مشرق میں واقع سعودی عرب میں ہمیشہ ایک دن اور بعض مرتبہ دو دن مقدم چاند کی رویت کا اعلان کرنا اور ہمیشہ انہی کو چاند کی رویت مقدم ہونا اور برسوں میں بھی کبھی اس کے خلاف نہ ہونا یہ بات خود اس رویت اور شہادت رویت کے غلط ہونے کی دلیل ہے۔

خلاصہ بحث

1- مشرقی ممالک میں آفتاب مغربی ممالک کی نسبت پہلے غروب ہوتا ہے۔

2- مشرقی ممالک میں آفتاب مغربی ممالک کی نسبت پہلے غروب ہونے کی بنا پر اگر چاند کی عمر ایک سے 15 گھنٹے تک ہو تو آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔

3- مغربی ممالک میں آفتاب دیر سے غروب ہونے کی وجہ سے اگر چاند 20 سے 27 گھنٹے کا ہو، آنکھوں سے نظر آ سکتا ہے۔

4- مشرقی ممالک میں چاند کی جس دن رویت ہو گی اس دن مغربی ممالک میں چاند کی رویت ضرور ہو گی اور ہلال زیادہ روشن اور واضح ہو گا۔

5- مغربی ممالک میں جس دن چاند کی رویت ہو گی مشرقی ممالک میں اس دن چاند کی رویت ہونا ضروری نہیں، عموماً وہاں رویت اگلے دن ہو گی۔

6- مشرقی ممالک میں چاند کی رویت مغربی ممالک سے مقدم نہیں ہو سکتی۔

7- سعودی عرب میں چاند کی رویت ہو تو مصر، مراکش، یورپ، امریکا وغیرہ مغربی ممالک میں اگر کوئی خارجی مانع یا عارض نہ ہو تو چاند کی رویت یقیناً ہو گی۔

8- مراکش، مصر، یورپ، امریکا وغیرہ میں چاند کی رویت ہونے کی صورت میں اس دن سعودی عرب میں چاند کی رویت ہونا ضروری نہیں کیونکہ سعودی عرب مشرق میں واقع ہے۔

9- سعودی عرب میں چاند کی رویت مراکش، مصر اور یورپ سے مقدم ہرگز نہیں ہو سکتی۔''

روئیتِ ہلال سے متعلق بعض غلط فہمیاں

29 یا 30 دنوں کے کم از کم مسلسل مہینے

ماہنامہ فلکیات، کراچی کے شمارہ بابت اپریل 2000ء میں روئیت ہلال سے متعلق بعض غلط فہمیاں دور کرنے کے لیے ایک مضمون شائع ہوا۔ مؤلف بزرگوار ضیاء الدین لاہوری اس مضمون میں لکھتے ہیں:۔

"بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ 30 دنوں کے مسلسل دو مہینوں کے بعد تیسرا مہینہ ضروری طور پر 29 دن کا ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ 29 دنوں کے مسلسل دو مہینوں کے بعد تیسرا لازمی طور پر 30 دن کا تصور کرتے ہیں۔ فلکیاتی توضیحات سے قطع نظر اگران کے اس خیال کو درست سمجھ لیا جائے تو بھی یہ صورت فقہی اصولوں کی روشنی میں ناقابلِ عمل ہوگی۔ مثال ملاحظہ ہو۔

فرض کیجئے کہ قدرت کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق ایک علاقے میں کسی سال کے پہلے چار مہینوں کی تعداد اس طرح ہے:

محرم (29)　صفر (30)　ربیع الاول (29)　ربیع الثانی (29)

ہوا یوں کہ اس علاقے میں محرم کی 29 تاریخ کو مطلع ابر آلود ہونے کے باعث چاند دیکھے جانے کی کوئی شرعی شہادت موصول نہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اس طرح فقہی طور پر یہ

ہوگی اور ساتھ ہی مہینوں کے اس سلسلے کے زیادہ سے زیادہ ماہانہ مدت کے قریب تر ہونے کے باعث تیس کے مسلسل چار مہینے ہوجانے کی مذکورہ بالا وضاحت کی تصدیق ہوگی۔

ماہ ہائے 1420ھ ہجری مطابق 1999ء - 2000ء

		رجب	شعبان	رمضان	شوال
یکم ماہ قمری	*	11/اکتوبر	10نومبر	10دسمبر	9جنوری
29ماہ قمری	*	8نومبر	8دسمبر	7جنوری	6فروری
تاریخ پیدائش نیا چاند	9/اکتوبر	8نومبر	8دسمبر	6جنوری	5فروری
وقت پیدائش (۱)	16-34	08-53	03-32	23-14	18-03
29 کو چاند کی عمر	*	9 گھنٹے	14 گھنٹے	18/19 گھنٹے	24 گھنٹے
کیفیت رویت ہلال	*	نظر نہیں آیا	نظر نہیں آیا	نظر نہیں آیا	نظر نہیں آیا
مہینے کے ایام	*	30دن	30دن	30دن	30دن
مقدار ماہ	*	منٹ۔گھنٹے	منٹ۔گھنٹے	منٹ۔گھنٹے	منٹ۔گھنٹے
(29دن+.....)		16-19	18-39	19-42	18-49

ماہرینِ فلکیات کے مشاہدوں کے مطابق 20 گھنٹے تک کی عمر کا چاند عموماً دکھائی نہیں دیتا۔20 سے 30 گھنٹے کی درمیانی عمر کا چاند دکھائی دینے کا انحصار متعدد فلکیاتی کیفیات پر ہوتا ہے جن میں چاند کا ارتفاع، اس کا افقی زاویہ، غروب شمس وقمر میں تفاوت کی مقدار وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

---

(۱) واضح ہو کہ چاند کی پیدائش کے اوقات رات کے بارہ بجے سے چوبیس گھنٹوں کی ساعت کے حساب سے درج کئے گئے ہیں۔بائیں جانب کے اعداد گھنٹے واضح کرتے ہیں۔

نقشے میں ملاحظہ کیجئے کہ پہلے تین مہینوں میں چاند کی عمر رویت ہلال کے معیار سے کم تھی اس لئے دکھائی نہ دیا جبکہ چوتھے ماہ میں فلکیاتی کیفیات کے موزوں نہ ہونے کے سبب نظر نہ آیا۔ اس طرح چار مہینے مسلسل تیس کے ہو گئے۔

یہ کوئی استثنائی مثال نہیں، اس سے پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ وقفوں وقفوں سے ایسی مثالیں مشاہدے میں آتی رہتی ہیں، البتہ تیس کی نسبت انتیس کے مسلسل مہینے بہت کم واقع ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قمری مہینے کی اوسط مدت ساڑھے انتیس دن سے تقریباً پون گھنٹہ زائد ہوتی ہے اس لئے قمری تقویم میں تیس کے مہینے زیادہ آتے ہیں۔ اس کے علاوہ چاند کی بے قاعدہ گردش کا رخ اوسط سے زائد مدت کی جانب زیادہ ہوتا ہے لہٰذا انتیس کے مسلسل مہینوں کے سلسلے زیادہ واقع ہوتے ہیں۔ درج بالا نقشے کی تائید میں مستقبل میں واقع ہونے والے ایک اور سلسلے کے کوائف درج ہیں جن سے صورتِ حال اور کھل کر واضح ہوتی ہے۔

ماہ ہائے 1439 ہجری مطابق 2017ء۔ 2018ء

		ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاول	جمادی الثانی
متوقع یکم ماہ قمری	*	20 نومبر	20 دسمبر	19 جنوری	18 فروری
29 ماہ قمری	*	18 دسمبر	17 جنوری	16 فروری	18 مارچ
تاریخ پیدائش نیا چاند	18 نومبر	18 دسمبر	17 جنوری	16 فروری	17 مارچ
وقت پیدائش	16-42	11-31	07-17	02-05	18-12
29 کو چاند کی عمر	*	6 گھنٹے	10/11 گھنٹے	16 گھنٹے	24 گھنٹے
کیفیت رویت ہلال	*	ناقابلِ رویت	ناقابلِ رویت	ناقابلِ رویت	؟

مہینے کے ایام	*	30دن	30دن	30دن	؟
مقدار ماہ	*	منٹ۔ گھنٹے	منٹ۔ گھنٹے	منٹ۔ گھنٹے	منٹ۔ گھنٹے
(29دن+.....)		18-49	19-46	18-48	16-07

اس مثال میں بھی تیس کے مسلسل تین مہینے بالکل واضح ہیں کیونکہ ان کی 29 تاریخوں کو چاند کی عمر زیادہ سے زیادہ 16 گھنٹے ہوگی جو رویت کے لئے ناکافی ہے۔ چوتھا مہینہ چونکہ حدِ فاصل پر ہے اس لئے اس کے تیس یا انتیس کے ہونے کے متعلق متعدد فلکیاتی کیفیات کی تفصیل معلوم ہونے پر ہی کوئی پیشین گوئی کی جا سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیس کے مسلسل تین ماہ تو گاہے بگاہے آتے رہتے ہیں بلکہ مسلسل چوتھے مہینے کے امکانات بھی موجود ہوتے ہیں۔

نئے چاند کی جسامت بڑی محسوس ہونے پر غلط رویت ہونے کا قیاس

بعض لوگ قمری مہینے کی 30 تاریخ کی شام کو دکھائی دینے والے نئے چاند کی جسامت کو نسبتاً بڑا دیکھ کر یہ قیاس آرائی کرنے لگتے ہیں کہ یہ لازمی طور پر دوسری رات کا چاند ہے۔ یہ سوچ چاند کے فلکیاتی نظام سے لاعلمی پر مبنی ہے۔ نئے چاند کی جسامت کا کوئی خاص پیمانہ نہیں ہوتا۔ اس کا اندازہ اس کی عمر سے کیا جا سکتا ہے۔ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ ماہرین فلکیات کے مشاہدوں کے مطابق 20 گھنٹے تک کی عمر کا چاند عموماً دکھائی نہیں دیتا اور 20 سے 30 گھنٹے کے درمیان عمر کا چاند دکھائی دینے کا انحصار متعدد فلکیاتی کیفیات پر ہوتا ہے۔ اس طرح چاند کے پہلی مرتبہ نظر آنے کی عمر 50 سے بھی زائد گھنٹوں تک ہو سکتی ہے، لہٰذا مختلف عمروں کے چاند مختلف جسامت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کی وضاحت درج ذیل مثالوں سے ہوگی۔

مثال (1): ایک قمری مہینے کی 29 تاریخ کی شام کو ایک مقام پر چاند کی عمر 21 گھنٹے ہے اور اس کے دیکھے جانے میں کوئی فلکیاتی کیفیت مزاحم نہیں، لہٰذا رویت ہلال ہو گئی۔

اگر اس کی عمر 18 گھنٹے ہوتی تو وہ نظر نہ آتا بلکہ اگلی شام کو مزید 24 گھنٹے گزر

جانے کے باعث (18+24)42 گھنٹے کی عمر ہو جانے پر پہلی مرتبہ دکھائی دیتا۔
اب اندازہ کیجئے کہ نیا چاند اول صورت میں 21 گھنٹے کی عمر میں نظر آ گیا جبکہ صورت دوم میں 42 گھنٹے کی عمر میں دکھائی دیا۔ دونوں چاند پہلی رات کے ہیں لیکن مؤخرالذکر صورت میں اس کی عمر دوگنا ہو جانے کے باعث اسی قدر جسامت کا حامل ہوگا اور اسی حساب سے افق سے کافی بلند ہوگا جسے لوگ غلطی سے دوسری رات کا چاند خیال کریں گے۔

مثال (2): یہ کم از کم کیفیت ہے، نیا چاند اس سے بھی بڑی جسامت کا ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ 20 سے 30 گھنٹوں کے درمیان عمر کا چاند دکھائی دینے کا انحصار متعدد فلکیاتی کیفیات پر بھی ہوتا ہے۔ فرض کیجئے کہ 24 گھنٹے کی عمر کا چاند دیگر فلکیاتی کیفیات کے موزوں نہ ہونے کے باعث دکھائی نہ دے سکا۔ (جیسا کہ پچھلے عنوان کے تحت نقشہ اول میں ہم اس کے عملاً واقع ہونے کی صورت میں دیکھ چکے ہیں)۔
جب وہ اگلی شام کو نظر آئے گا تو اس کی عمر (24+24)48 گھنٹے ہو چکی ہوگی، لہٰذا وہ مثال اول میں 42 گھنٹے کی عمر میں دکھائی دینے والے چاند سے بھی بڑا ہوگا۔

مثال (3): یہی نہیں بلکہ ایک صورت میں پہلی رات کا چاند دوسری رات کے چاند سے بھی بڑا ہوسکتا ہے۔ مثال اول میں 21 گھنٹے کی عمر کا چاند نظر آ گیا لہٰذا اگلی شام کو جب یہ دوسری تاریخ میں داخل ہو گیا تو اس کی عمر (21+24) 45 گھنٹے ہوگی۔
مثال دوئم میں پہلی رات کا چاند 48 گھنٹے کی عمر میں دکھائی دیا۔
ظاہر ہوا کہ پہلی رات کا 48 گھنٹے کی عمر کا چاند دوسری رات کے 45 گھنٹے کی عمر کے چاند سے بھی بڑا ہے۔

درج بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ تیس کے چاند کی جسامت کو بڑا دیکھ کر یہ قیاس کرنا کہ یہ ضروری طور پر دوسری رات کا چاند ہے، درست نہیں۔

چودھویں رات کے چاند سے رویتِ ہلال کی درستگی کا اندازہ کرنا

عوام الناس میں یہ تصور عام ہے کہ رویت ہلال کے مطابق چودھویں رات کو چاند پوری شب مکمل دائرے کی صورت میں روشن ہوتا ہے۔ اس تصور کے تحت بعض لوگ چاند کی گولائی کی ظاہری تکمیل سے اس ماہ کی رویت ہلال کی درستگی کا اندازہ کرتے ہیں۔ یہ معیار قطعاً درست نہیں۔ چاند کی روشن جسامت ہر لمحے مسلسل بڑھتی یا گھٹتی رہتی ہے۔ قمری مہینے کے نصف اول میں بڑھتے رہنے کے عمل کے بعد ایک لمحہ ایسا آتا ہے کہ زمین کے مقابل چاند کی پوری جسامت روشن ہو جاتی ہے۔ فلکیات کی اصطلاح میں اسے ''فل مون (full moon)'' یا ''ماہِ کامل'' کہتے ہیں اور یہ وقت کرۂ ارض پر صبح، دوپہر، شام اور رات کے چوبیس گھنٹوں پر پھیلے ہوئے اوقات میں کوئی لمحہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے فوراً بعد اس کی روشن سطح کے گھٹنے کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ چاند ساری رات یکساں جسامت کے ساتھ روشن نہیں رہتا۔

محض آنکھوں سے چاند دیکھ کر یہ اندازہ کرنا کہ یہ پورا چاند ہے، بالکل ممکن نہیں اور نہ ہی بظاہر پورا دکھائی دینے والے چاند پر گھنٹوں نظر جما کر بھی یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ یہ تکمیل کے مرحلے میں ہے یا اس کے بعد مسلسل گھٹنے کے عمل میں ہے۔ یہ کام رصد گاہی آلات ہی انجام دے سکتے ہیں۔ جس طرح ماہرین فلکیات اپنے خصوصی فارمولوں سے چاند کی پیدائش کے ماہانہ اوقات کا تعین کرتے ہیں، اسی طرح وہ ہر مہینے کے ماہِ کامل کے اوقات بھی معلوم کرتے ہیں۔ پس چودھویں رات کے عمومی تصور سے اس ماہ کی رویت ہلال معلوم کرنے کا معیار مقرر کرنا درست نہیں۔''

اسلام میں علمِ ہیئت کی اہمیت

مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی فرماتے ہیں:

''اسلامی ماہ کے تعین کا مدار چاند کی عینی رویت پر ہے اور چاند کی رویت میں بہت سے عوامل مثلاً دیکھنے والے کی قوت وضعف بصارت، غبار، ابر، مطلع کا صحیح تعین اور رائے کی قوت خیالی وغیرہ شامل ہیں اس لیے غلطی سے بچنے اور غلط شہادت کے قبول سے لوگوں کی عبادات کو غیر وقت میں ادا ہونے سے بچانے کے لیے رویت ہلال کا فیصلہ کرنے والے قاضی یا دوسرے ذمہ داروں کو علم ہیئت کی مہارت یا کم از کم مبادیات علم ہیئت سے واقفیت لازم وضروری ہے، جس سے چاند سورج کی گردش اور قرب وبُعد اور بالخصوص قرِان شمس و قمر کا وقت اور چاند کا آفتاب کی شعاعوں سے نکل جانا وغیرہ امور کی معرفت حاصل ہونے کی وجہ سے قاضی رویت کی شہادت کے موقعہ پر ان امور سے استفادہ کر سکے گا اور چاند کی شہادت کے قبول ورد میں صحیح فیصلہ تک پہنچ سکے گا۔

علمِ نجوم اور علمِ ہیئت میں فرق

علم نجوم میں ستاروں کے اوضاع وحرکات کے آثار وخواص سے بحث کی جاتی ہے، ستاروں کے طلوع وغروب سے کسی کی موت یا ولادت، انسانی تقدیر، آفات سماوی وارضی یا

مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے خوشی وغمی کے مواقع کو تعین کرنا۔ اس علم کے حصول اور اس پر یقین کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اس کو کہانت سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

"...........جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات پر یقین کرے تو اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے ہیں اس کا انکار کیا۔"

علماء کرام کے لیے علمِ ہیئت وفلک کے حصول کی اہمیت

علم ہیئت وفلک میں چاند، سورج، ستاروں اور افلاک کی حرکات ورفتار سے بحث کی جاتی ہے اور ان کے حساب سے اوقات کا علم منضبط کیا جاتا ہے۔

علامہ بخیت سابق مُفتیٔ مصر نے اپنی کتاب "توفیق الرحمان" میں علم ہیئت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ وصفی ہے جو اجرام سماویہ کی حرکات حسابات سے متعلق ہے۔ دوسرا عملی جو اِن حسابات کو معلوم کرنے کے لیے آلات قدیمہ وجدیدہ سے متعلق ہے۔ تیسرا طبعی جو افلاک وسیارات کی ہیئت وحقیقت سے متعلق ہے...........لکھا ہے کہ پہلی دونوں قسموں کے ماہرین قدیم وجدید میں اختلاف کالعدم ہے۔ آلات ادراک میں بہت بڑا اختلاف ہونے کے باوجود نتائج پر اکثر امور میں سب کا اتفاق ہے۔ ان کا شدید اختلاف صرف تیسری قسم میں ہے۔ (معارف القرآن صفحہ 496 ج6)

علم ہیئت کے بارے میں علامہ آلوسی بغدادی نے اپنی معروف تفسیر روح المعانی میں آیت کریمہ فنظر نظرة فی النجوم کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ علم ہیئت میں انہماک نمازوں کے اوقات کی پہچان اور سمت قبلہ کی معرفت کی خاطر نیز کسوف وخسوف یعنی چاند و سورج گہن کے وقت متعین کرنے کے لیے ممنوع نہیں بلکہ ان میں سے بعض کی معرفت

حصولِ علم تو امت پر فرض کفایہ ہے۔ (روح المعانی صفحہ 116، ج13)

حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ حامل قرآن اگر علم ہیئت کو حاصل کرے گا تو اس کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوگا اور دلیل کے طور پر قرآن کریم کی آیت ان فی اختلاف اللیل والنھار ...... پڑھتے۔ .... امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب میں یہ لکھا گیا کہ ان کی تالیفات میں ایک کتاب علم ہیئت پر ہے جس میں اوقات کے حساب اور چاند کی منزلوں پر بحث کی گئی ہے .... کتاب تقریب البعید میں لکھا ہے کہ علم ہیئت کے اہم فوائد اور اجل مقاصد میں سے چاند سورج کی گردش کا حساب بھی ہے جس کے ذریعہ اوقاتِ نماز اور سمت قبلہ کی معرفت ہوتی ہے، اس لیے ان کا جاننا ضروری ہے .... شریعت مطہرہ میں یہ بات یقینی ہے کہ جیسے نماز فرض ہے اسی طرح اس کی ادائیگی کے لیے اوقات صحیحہ اور سمت قبلہ کا صحیح رُخ معلوم کرنا بھی .... اس پر سب علما متفق ہیں۔

کتاب لآلی الطل الندیه کے مقدمہ میں علامہ عبدالرحمٰن علوی نے علامہ عبداللہ بن حسین بافقیہ کا اخیر فتویٰ یہ نقل کیا ہے۔

''علم فلک کا اتنا سیکھنا واجب ہے کہ جس سے سمت قبلہ کی صحیح معرفت ہو سکے اور چاند کے بارے میں بصیرت ہو۔ بالخصوص اس زمانے میں حکام کی جہالت اور دین سے بے اعتنائی و لاپرواہی کی وجہ سے رویت ہلال کے بارے میں ایسی گواہی کو قبول کر لیتے ہیں جو کسی طرح بھی قابلِ قبول ہو نہیں سکتی۔''

علم ہیئت کے قواعد قرآن و سنت کے خلاف نہیں بلکہ اس کے مطابق ہیں۔ .... اس بارے میں علامہ سید محمود شکری آلوسی اپنی کتاب "مادل علیہ القران مما یعضد الهيئة الجديده القوية البرهان" میں فرماتے ہیں:

''میں نے ہیئت جدیدہ کے بہت سے قواعد کو دیکھا ہے، وہ قرآن و سنت کے نصوص کے خلاف نہیں اور اس کے باوجود اگر وہ قرآن و سنت کی کسی نص کے خلاف ہو تو ہم اس کی

طرف رُخ نہ کریں گے اور قرآن وسنت کے نصوص میں اس کی وجہ سے تاویل نہ کریں گے کیونکہ ایسی تاویل سلف صالحین کے مذہب میں مقبول نہیں ہے بلکہ ہم اس وقت یہ کہیں گے کہ جونظریہ قرآن وسنت کے خلاف ہے اس میں ہی کوئی خلل ہے کیونکہ عقل سلیم اور نقل صحیح میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔"

(معارف القرآن صفحہ 492، ج6)

شریعت مطہرہ میں یہ بات واضح ہے کہ کسی حکم کے بارے میں فتویٰ دینے سے پہلے مسئلہ سے متعلق ماہرین کی رائے کو دیکھا جاتا ہے اور اسی کو فتویٰ میں مدار بنایا جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں اس کی بہت سے نظائر ہیں۔ مثال کے طور پر، مفسرین قرآنی کلمات اور شارحین حدیث کے الفاظ کے معانی متعین کرنے میں اہل لُغت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔ مریض کو رمضان میں روزہ کی وجہ سے مرض میں شدت وہلاکت کا اندیشہ ہے تو اس کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت وحکم میں مسلم طبیب وڈاکٹر کی بات کو مدار بنایا جائے گا۔ تداوی بالحرام کے بارے میں بھی مریض کی حالت کہ حرام کے علاوہ کوئی علاج نہیں، مسلم طبیب وڈاکٹر ہی کی بات کا اعتبار کرکے حکم دیا جائے گا۔

اسی ضابطہ کے تحت علامہ تقی الدین سبکیؒ نے اپنی کتاب "العلم المنشور فی اثبات الشهور" میں تحریر فرمایا ہے۔

"رویت ہلال کے ثبوت وعدم ثبوت کے فیصلہ کے بارے میں قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم ہیئت سے واقف ہو۔ اگر علم ہیئت سے خود واقف نہ ہو تو کسی واقف و ماہر علم ہیئت سے رابطہ رکھے تاکہ چاند کی رویت کی شہادت بصیرت کے ساتھ قبول ورد کرسکے نیز قاضی کو چاند وسورج کی گردش، اس کے قرب و بُعد اور چاند کا آفتاب کی شعاعوں سے نکلنا، قوس نور وغیرہ امورِ علم ہیئت سے معرفت ہونی چاہیے۔"

("العلم المنشور فی اثبات الشهور" صفحہ 26)

اور یہی بات علامہ جوہری طنطاوی نے اپنے رسالہ میں لکھی ہے کہ قاضی کے لئے مناسب ہے کہ اس کو علم ہیئت وفلک میں درک ومعرفت ہو، تاکہ چاند کے ثبوت وعدم ثبوت کے بارے میں صحیح فیصلے تک پہنچ سکے۔

پروفیسر محمد حمزہ نعیم اپنے مضمون ''نیومون اور کریسنٹ مون کیا ایک چیز ہے؟'' میں رقمطراز ہیں:

''فلکیات، غیبیات یا طلسمات کا نام نہیں بلکہ اسے آپ ریاضی کی ایک شاخ کہہ سکتے ہیں اور اس کے سوال وجواب دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ نہ سوا چار، نہ پونے چار............ یہ علم مسلمان علما اور سائنسدانوں کی وراثت تھا مگر بقول اقبال!

حکومت کا تو کیا غم ہے کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں فطرت کے آئین مسلّم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

ایک وقت تھا کہ مسلمانوں میں محمد بن قاسم، قتیبہ بن مسلم باہلی، موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد جیسے غیور اور بہادر مجاہد، خالد بن یزید اموی جیسے اولین عظیم کیمیا دان، غوری وغزنوی جیسے بُت شکن جان فروش، فلسفہ وکلام کے ماہر یکتا امام غزالی، تہذیب وتمدن اور تاریخ کے ماہر ابن خُلدون اور ہیئت الافلاک کے امام نامدار ابوریحان البیرونی اِسی امت مسلمہ کے لیے سرمایہ افتخار تھے اور درست کہ یہ امت ابھی بانجھ نہیں ہوئی۔ آج بھی ملت اسلامیہ کے اندر کسی عنوان پر کسی علم اور کسی فن کے ماہرین کی کمی نہیں۔

قسمت لالہ وگل اب بھی سنور سکتی ہے
نیّت اچھی جو ہو گُلشن کے نگہبانوں کی

مثال کے طور پر علم فلکیات کو لیجئے۔ آج امریکہ میں ڈاکٹر عمر افضل اور ڈاکٹر کمال

ابدالی، برطانیہ میں جناب ضیاء الدین لاہوری اور مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی، ملائشیا میں ڈاکٹر محمد الیاس اور پاکستان میں ڈاکٹر مظہر محمود قریشی ستارۂ امتیاز مشیر سائنسی مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان موجود ہیں۔ ہم اس عنوان پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طے شدہ اصول ہے کہ منفی مثبت سے مضبوط تر ہوتی ہے۔ یعنی مثبت کے اثبات میں شک کی گنجائش ہے جبکہ منفی کی نفی میں شک نہیں اور ایک لطیف بات کہ اللہ نے بھی اپنی توحید کی بنیاد منفی پر رکھی یعنی یہ نہیں فرمایا کہ اللہ ہے یا یہ کہ اللہ ایک ہے بلکہ فرمایا اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ ہے ہی نہیں .... خیر ہم فلکیات کے خصوصی شعبے رویت ہلال کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ فلکیات کو علماء کرام نے ظنی علم کہا ہے۔ بجا مگر اس ظنی علم میں دو اور دو، جیسا کہ شروع میں عرض کیا صرف چار حتمی چار ہی ہوتے ہیں۔ نہ پونے چار، نہ سوا چار۔ یعنی جب اعداد و شمار یہ کہہ دیں کہ آج رویت ہلال کا امکان ہے تو ضروری نہیں کہ رویت ہو جائے یعنی امکان ہی تو ہے اور اس کے لیے کئی دیگر کوائف سامنے آ سکتے ہیں مگر جب فلکی اعداد و شمار کا نتیجہ ''رویت ناممکن'' ہو تو یہ ناممکن حتمی ہے۔ کوئی من چلا گواہی لائے تو آپ بے دھڑک اُسے دھوکے کا شکار یا دھوکے کا شکار کرنے والا کہہ کر اُس کی گواہی کو پرکھیں، وہ شہادت کاذبہ ہوگی۔ اگر ہم کسی طرح اس شہادت کاذبہ کو روکنے میں کامیاب ہو جائیں تو کبھی بھی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہوگا۔''

دینی اور فلکیاتی علوم پر مہارت کے دعویداروں کی بدحواسیاں

مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے سائنسی مشیر مظہر محمود قریشی اپنے کتابچہ ''یکساں اسلامی قمری کیلنڈر'' کے آغاز میں رقمطراز ہیں:۔

''اسلامی کیلنڈر در حقیقت نظام الاوقات کا ایک باقاعدہ طریقہ ہے جو ہجرت کے بعد شروع ہوا اور اسے قرآن حکیم میں وارد آیات اور حکم نبوی ﷺ پر استوار کیا گیا کہ: رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھ کر ختم کرو، مسلمان دور کے ماہرین فلکیات اور حساب دانوں نے متعلقہ علوم کو حد درجہ صحیح بنایا اور پھر رویت ہلال کے لیے ایسی کسوٹی وضع کی جو اہلِ بابل کے قاعدے کی بہتر شکل تھی اور جسے کئی صدیوں تک اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں کیلنڈری (تقویمی) مہینوں کو باقاعدہ بنانے کے لیے ایک سنگِ میل کی حیثیت حاصل رہی تاہم علمی اعتبار سے اس شاندار دَور کے گزر جانے پر جو تیسری سے ساتویں صدی ہجری پر محیط ہے اور سائنسی علوم میں دلچسپی بتدریج کم ہونے کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں لوگ اپنے روایتی (یعنی زمانۂ جاہلیت والے) تقویمی طریقوں اور رویت کی پیشین گوئی کے غیر صحیح طریقوں کی طرف لوٹ گئے چنانچہ اس

معاملہ میں مندرجہ ذیل بے قاعدگیاں پیدا ہوئیں:

(الف) زیادہ تر روائتی کیلنڈر مہینے کی ابتدا کا شمار کنجنکشن (Conjunction) یعنی تولید ہلال سے شروع کرتے ہیں ....۔

(ب) من مانے اور بے بنیاد قوائد اور ایسے ہی کئی (دیگر مفروضوں کی بنا پر) دیگر غلطیاں جن کی وجہ سے .... پورے دن کا مزید فرق پڑ سکتا ہے۔ یہ بے قاعدگیاں زیادہ تر دو غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہوئیں:۔

اولاً یہ کہ ستارے کی طرح چاند بھی غروب آفتاب کے بعد مغربی اُفق پر فوراً نظر آنا چاہیئے اور دوئم یہ کہ چاند کی گردش کا مطلق دورانیہ (زمین سے دیکھتے ہوئے) 1\2 29 دن ہے۔ چاند کی گردش کے دوران سورج، زمین اور چاند دو مرتبہ تقریباً ایک ہی سیدھ میں ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ جب پورا چاند ہوتا ہے اور پھر اس کے 3\4 14 دن بعد جبکہ چاند زمین اور سورج کے درمیان آجاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چاند ہمیں اس لیے نظر آتا ہے کہ یہ اپنی سطح سے سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے اور یہ انعکاس (Reflection) اس وقت بالکل صفر ہوتا ہے جب سورج، چاند اور زمین ایک سیدھ میں آجاتے ہیں اور جسے نئے چاند یا ہلال کی پیدائش کا وقت کہا جاتا ہے لہٰذا چاند کی ہئیت (Phase) کو اس حد تک بڑھنا ضروری ہے کہ وہ سورج کی روشنی کی اتنی مقدار کو منعکس کر سکے جس کو سورج غروب ہونے پر (یعنی شفق کے پس منظر میں) انسانی آنکھ دیکھ سکے۔

دوسرے یہ کہ مہینے کا اصل دورانیہ 29.5306 دن کے قریب ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قمری مہینے اس ترتیب سے نہیں ہوتے کہ ایک مہینہ تیس دن کا ہو تو دوسرا لازماً 29 دن کا ہوگا (جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے) بلکہ ان مہینوں میں زیادہ تر 30 دن کے ہوتے ہیں۔ مندرجہ بالا دو نظریات نے ایک عجیب سی صورت حال پیدا کر دی ہے جس کا خلاصہ پروفیسر محمد الیاس نے اپنی کتاب میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے: ''ظاہر ہوتا ہے کہ

نام نہاد فلکیاتی اور کسی حد تک نیم مذہبی حلقوں میں کافی غلط فہمیاں اور ہیجان کی سی کیفیت پائی جاتی ہے جو ایک سے دوسرے حلقہ میں باہمی طور پر منتقل ہوتی رہتی ہے۔ عملی مسائل پر پوری طرح قابو پانے کے لیے فلکیاتی طریقہ کار کی اصلیت کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔''

پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس کے مشاہدہ کی درستگی ثابت کرنے کے لیے چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی اپنی کتاب فلکیاتِ جدیدہ کے صفحہ 312-313 پر ''مکہ و لاہور میں عید کا دو دِن تفاوت'' کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:۔

''مکہ میں لاہور کی بنسبت کواکب کا طلوع و غروب تقریباً 2 گھنٹہ 10، 11 منٹ اور مُلتان کی بہ نسبت دو گھنٹے تاخیر سے ہوتا ہے۔ یہ زمانہ حال کے بعض ماہرین کی رائے ہے۔ میرے حساب میں طلوع و غروب کا تفاوت اس سے زیادہ ہے۔ یہ تو طول بلد کا فرق ہوا۔ اس لیے یہ امر ممکن ہے بلکہ واقع ہے کہ جو چاند لاہور یا پنجاب میں نظر آنے کے قابل نہ ہو وہ ان علاقوں میں جن میں ایک گھنٹہ تاخیر سے غروب ہو نظر آنے کے قابل بن جائے لیکن مکہ و مدینہ جہاں دو گھنٹہ سے بھی زیادہ تاخیر سے غروب ہو وہاں کے اُفق پر ہمارے علاقہ میں ناقابلِ دید چاند دیر تک چمکتا رہے گا۔ تو ایک دن کا فرق طول بلد کے اختلاف کا نتیجہ ہوا لیکن چونکہ مکہ مکرمہ کا عرض بلد بھی کم ہے اس لیے ایک دِن کا فرق مزید بھی پڑ سکتا ہے۔ اس لیے وہاں کی عید ہم سے کبھی ایک دن اور کبھی دو دن مقدم ہوتی ہے۔''

ارضِ مقدس سے گہری وابستگی ہر مسلمان کو ہے لیکن مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی نے سعودی عرب کے غلط اعلاناتِ رویت ہلال کو جس طرح درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ باعثِ حیرت ہی نہیں بلکہ مسلمان ماہرینِ رویت ہلال کے لے باعثِ پریشانی بھی

ہے۔ فرض کیجئے اتصالِ شمس وقمر پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق دوپہر ایک بجے ہوا جب کہ غروب آفتاب کا وقت 6 بجے شام تھا لہٰذا وہ دکھائی نہیں دیا۔ دوسری جانب مکہ میں غروبِ آفتاب کے وقت چاند کی عمر صرف سات گھنٹے تھی لہٰذا وہاں بھی دکھائی نہیں دیا۔ اس طرح چاند دونوں ملکوں میں اگلے روز دکھائی دے گا۔ یہ تو ممکن ہے کہ نئے چاند کی عمر لاہور میں غروبِ آفتاب کے وقت 18 گھنٹے جبکہ غروبِ شمس وغروبِ قمر کا درمیانی فرق 38 منٹ ہو جس کے باعث وہ لاہور میں دکھائی نہ دے، دوسری جانب مکہ تک پہنچتے پہنچتے چاند کی عمر نہ صرف 20 گھنٹے ہو چکی ہو بلکہ غروبِ شمس وغروبِ قمر کا درمیانی فرق بھی 50 منٹ ہو اور وہ وہاں دکھائی دے جائے (ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے، اکثر نہیں) اس طرح ایک دن کا تفاوت تو سکتا ہے، دو دن کا کیسے ممکن ہو گیا! یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی اِسی کتاب کے صفحہ 328 پر اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

''..........یہ بندۂ حقیر ہیئتِ قدیم و جدید، دونوں پر تفصیلی نظر رکھتا ہے، (بطور تحدیثِ نعمت عرض ہے کہ اس فقیر کے سوا برّ اعظم ایشیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو فلکیاتِ جدید وقدیم دونوں میں مہارت تامہ رکھتا ہو۔)''

بین الاقوامی شہرت کے حامل دینی ادارے کے ایک مدرس اور عالمِ دین جنہیں دعویٰ ہو کہ اُن جیسا ماہر فلکیات پورے براعظم ایشیا میں کوئی دوسرا نہیں، وہ جب دو دنوں کا غلط فرق درست ثابت کرنے کی کوشش کریں تو ڈاکٹر محمد الیاس کے مشاہدہ کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی۔

عمران حمید اشرفی

''نام نہاد فلکیاتی اور کسی حد تک نیم مذہبی'' کی دوسری مثال بھی جامعہ اشرفیہ لاہور ہی کے ''علامہ'' عمران حمید اشرفی کی ہے۔ علامہ موصوف کی رویت ہلال سے متعلق پیش

گویاں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ مؤرخہ 28 جولائی 2001ء کے روزنامہ جنگ، لاہور میں شائع شدہ پیش گوئی اس طرح ہے:۔

''لاہور (پ ر) شہرت یافتہ معروف روحانی سکالر و محقق، پروفیسر اسلامک یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ علامہ عمران حمید اشرفی نے آئندہ ماہ جمادی الثانی کے چاند کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے کہا ہے کہ جمادی الثانی 1422ھ کا چاند 21/اگست 2001ء منگل کی شام نظر آنے کی توقع ہے لہٰذا یکم جمادی الثانی انشاء اللہ 22/اگست بروز بدھ ہوگی۔''

تین روز بعد مورخہ 31 جولائی کے روزنامہ جنگ، لاہور میں ہی اُن کی ایک اور پریس ریلیز شائع ہوئی جس میں انہوں نے جمادی الثانی کے بعد آنے والے چار مہینوں کے آغاز کی پیش گوئی ان الفاظ میں کی تھی۔

''لاہور (پ ر) اسلامک یونیورسٹی، جامعہ اشرفیہ کے پروفیسر علامہ عمران حمید اشرفی نے رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرّم کے چاند نظر آنے کے بارے میں پیش گوئی کی ہے جس کے مطابق یکم رجب المرجب 20 ستمبر (جمعرات)، یکم شعبان المعظم 20/اکتوبر (ہفتہ)، یکم رمضان المبارک 18 نومبر (اتوار)، 27 رمضان المبارک 14 دسمبر (جمعۃ المبارک)، یکم شوال/عید الفطر 18 دسمبر (منگل) 2001ء کو ہوگی۔''

علامہ عمران حمید اشرفی صاحب نے جن پانچ مہینوں کے آغاز کی پیش گوئی کی ہے، ان کا تجزیہ کچھ اس طرح ہے۔

	آغاز ماہ	تاریخ پیش گوئی	واقعتاً آغاز
1	جمادی الثانی 1422ھ	بدھ، 22/اگست 2001ء	منگل، 21/اگست 2001ء
2	رجب المرجب	جمعرات، 20 ستمبر 2001ء	بدھ، 19 ستمبر 2001ء

3	شعبان المعظم	ہفتہ، 20 / اکتوبر 2001ء	جمعہ، 19 / اکتوبر 2001ء
4	رمضان المبارک	اتوار، 18 نومبر 2001ء	ہفتہ، 17 نومبر 2001ء
5	شوال المکرّم	منگل، 18 دسمبر 2001ء	پیر، 17 دسمبر 2001ء

28 جولائی 2000ء اور 31 جولائی کے اخبارات میں شائع کردہ تمام پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں لیکن اس دوران انہوں نے دو مزید پیش گوئیاں شائع کروائیں۔ روزنامہ جنگ، لاہور کی اشاعت بابت 8 / اکتوبر 2001ء میں شائع شدہ خبر ملاحظہ فرمائیں:

''لاہور (پ ر) روحانی سکالر و محقق، پروفیسر اسلامک یونیورسٹی، جامعہ اشرفیہ علامہ عمران حمید اشرفی نے پیش گوئی کرتے ہوئے کہا ہے کہ شعبان المعظم 1422ھ کا چاند جمعرات 18 اکتوبر 2001ء کی شام نظر آنے کی توقع ہے لہٰذا یکم شعبان المعظم انشاء اللہ العزیز جمعہ 19 / اکتوبر کو ہوگی۔''

23 / اکتوبر 2001ء کے روزنامہ جنگ، لاہور ہی میں ان کی پیش گوئی ان الفاظ پر مشتمل تھی۔

''لاہور (پ ر) روحانی سکالر و محقق، پروفیسر اسلامک یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ علامہ عمران حمید اشرفی نے آئندہ ماہِ رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے کہا ہے کہ رمضان المبارک کا چاند 16 نومبر بروز جمعتہ المبارک کی شام نظر آنے کی توقع ہے لہٰذا یکم رمضان المبارک انشاء اللہ العزیز 17 نومبر بروز ہفتہ ہوگی۔ یاد رہے کہ انہوں نے ماہ رواں سمیت گزشتہ کئی مہینوں کے چاند کی رویت کے بارے میں پیش گوئیاں کی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے درست ثابت ہوئی ہیں۔''

غور فرمایئے کہ 31 جولائی کو شائع ہونے والی پریس ریلیز کے مطابق شعبان کا آغاز ہفتہ 20 / اکتوبر کو ہونا تھا جبکہ 8 / اکتوبر کو شائع ہونے والی پریس ریلیز میں آغاز کی پیش گوئی 19 اکتوبر کے لیے کر دی گئی۔ اِسی طرح رمضان المبارک کے آغاز کی پیش گوئی جو 31 جولائی

کے اخبار کے مطابق اتوار 18 نومبر سے تھی وہ 23/ اکتوبر کو شائع ہونے والی پریس ریلز کے مطابق ہفتہ 17 نومبر ہوگئی۔ اپنی ہی پیش گوئیوں کو غلط تسلیم کرتے ہوئے نئی پیش گویاں کردی گئیں اور اب مزید غور فرمائیے، 23/ اکتوبر کو شائع ہونے والی پریس ریلیز کے آخری حصے کے الفاظ پر جن میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔

''یاد رہے کہ انہوں نے ماہِ رواں سمیت گزشتہ کئی مہینوں کے چاند کی رویت کے بارے میں پیش گوئیاں کی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے درست ثابت ہوئی ہیں۔''

ڈنکے کی چوٹ پر جھوٹ کہنے سے متعلق محاورے کی وضاحت اس سے بہتر انداز میں شاید نہ ہوسکے۔

شیخ عبدالعزیز بن باز

ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے مشترکہ شمارہ بابت جنوری وفروری 1993ء میں برطانیہ کے مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی کا ایک طویل مضمون ''بعض مسلم ممالک میں رویت ہلال کے نظام پر ایک نظر'' شائع ہوا۔ اس مضمون میں متعدد دلائل کی بنیاد پر یہ بتایا گیا تھا کہ سعودی عرب میں رویتِ ہلال کا نظام علمی وشرعی طور پر صحیح نہیں۔ اس مضمون کے ردّ میں الفرقان لکھنؤ کے شمارہ بابت جون 1993ء میں جامع عربیہ ہتھورا، باندہ کے استاد مولانا محمد عبیداللہ الاسعدی کا ایک مضمون بعنوان ''سعودی عرب میں رویت ہلال کا نظام، دوسرا نقطہ نظر'' شائع ہوا۔ اس مضمون میں مصنف صفحہ 46-47 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''جامع ازہر سے نکلنے والے ایک رسالہ ''الازہر'' کے شمارہ رمضان 1409ھ میں شیخ عبدالعزیز بن باز کا ایک مفصل مضمون آیا ہے جس میں سورج گرہن وغیرہ کی بنیاد پر رویت کے انکار کی سختی سے تردید کی گئی ہے اور استدلال میں یہی بات کہی گئی ہے کہ شارع علیہ السلام نے ان سب چیزوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے اور یہ کہ ان امور پر کوئی شرعی دلیل

موجود نہیں ہے، اگر چہ بڑے سے بڑا عالم کیوں نہ اس کو تسلیم کرتا ہو۔''

اپنے مضمون میں مولانا محمد عبیداللہ الاسعدی ایک معروف عالمِ دین کے رسالہ ''رویت ہلال'' کے حوالے سے ان کی تحریر کا درجہ ذیل اقتباس پیش کرتے ہیں:۔

''کسی چیز کا قابلِ رویت ہونا اور دیکھا جانا یہ مسئلہ نہ سائنس کا ہے اور نہ محکمہ موسمیات وفلکیات سے اس کا کوئی علاقہ ہے۔ یہ عام واقعاتی معاملہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایک معین وقت اور معین جگہ میں کسی واقعہ کے دیکھنے کا مدعی ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت وہاں موجود تھے اور ہم نے یہ واقعہ نہیں دیکھا تو اس کا فیصلہ نہ محکمہ موسمیات کے پاس جانے کی چیز ہے اور نہ محکمہ فلکیات وریاضیات سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ اس کا فیصلہ اسلامی عدالتوں میں قاضی شرعی اور عام حکومتوں میں کوئی جج ہی کر سکتا ہے جو کہ مشاہدوں کے حالات وبیانات کو پڑھ کر معتبر یا غیر معتبر شہادت کو پہچانے گا۔''

اب شیخ عبدالعزیز بن باز سے کون پوچھے کہ اگر شارع علیہ السلام نے سورج گرہن کے باعث چاند کے دکھائی نہ دینے کا تذکرہ نہیں کیا تو شارع علیہ السلام نے قرِان شمس وقمر کے اوقات کا ذکر کہاں کیا ہے جن کی بنیاد پر سعودی عرب میں چاند دیکھے جانے یا نہ دیکھے جانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ حرم پاک اور مسجد نبویؐ سمیت دنیا کی تمام مساجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے اذانیں دیتے وقت اب نہ تو چھڑی زمین میں گاڑ کر یہ دیکھا جاتا ہے کہ چھڑی کا سایہ ڈیوڑھا ہے یا دوگنا اور نہ ہی شفق کی سرخی کا خیال کیا جاتا ہے۔ سحری وافطاری کے لیے صبحِ کاذب، صبحِ صادق یا غروبِ شمس کا نظارہ نہیں کیا جاتا بلکہ سائنس کی ایجاد کردہ گھڑی کی سوئیوں پر اعتماد کرتے ہوئے ماہرینِ فلکیات کے ان اوقات پر اعتبار کیا جاتا ہے جو وہ سحر وافطار، طلوع وغروب اور نمازوں کے لیے بتاتے ہیں۔ جب ان عبادات کے لیے سائنسدانوں اور ماہرین فلکیات پر اعتبار کیا جاتا ہے، حالانکہ شارع علیہ السلام نے ان اوقات یا گھڑی کا کہیں ذکر نہیں کیا تو پھر انہی سائنسدانوں اور ماہرین فلکیات کی چاند

دکھائی نہ دیئے جانے کی قطعی رائے نا قابلِ اعتبار کیوں ہے؟

اِسی طرح ایک بہت بڑے عالم دین کا رویت ہلال کے معاملہ میں سائنس، فلکیات، ریاضیات اور موسمیات کے علوم کی افادیت سے انکار بھی ڈاکٹر محمد الیاس کے مشاہدہ کو درست ثابت کرتا ہے۔ شرعی عدالت ہو یا عام عدالت، تمام عدالتیں دن کے اوقات میں کام کرتی ہیں جبکہ رویت ہلال کا معاملہ شام کا ہے اور فوری فیصلے کا متقاضی بھی۔ 29 شعبان کو یا 29 رمضان کو چاند دکھائی دیئے جانے کا معاملہ صبح پر ملتوی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اوّل الذکر صورت میں آغاز رمضان اور مؤخر الذکر صورت میں اختتام رمضان اور عید الفطر کا معاملہ ہے۔ بالفرضِ محال اگر قاضی یا جج کے پاس لاہور میں ایک قتل کا مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ دو گواہ شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے ملزم کو گولی چلاتے دیکھا ہے جبکہ ملزم کے حق میں پچاس گواہ پیش ہو جاتے ہیں کہ وقوعہ کے وقت وہ کراچی میں تھا تو دو گواہوں کی گواہی جھوٹی قرار پائے گی۔ ریوالور پر انگلیوں کے نشانات ملزم کی انگلیوں کے ہیں یا کسی اور کے، اس امر کا فیصلہ عدالت ماہر کی رپورٹ مدنظر رکھتے ہوئے دے گی۔ مقتول گولی لگنے سے ہلاک ہوا یا اُس کو گلا دبا کر ہلاک کر دینے کے بعد گولی ماری گئی، فیصلہ سُناتے وقت عدالت اس بارے میں ڈاکٹر کی رپورٹ کو بھی پیش نظر رکھے گی۔ اسی طرح رویتِ ہلال کا معاملہ ہے۔ اگر نیا چاند پیدا نہیں ہوا یا اس کو پیدا ہوئے صرف چند گھنٹے گزرے ہیں اور کچھ لوگ رویت ہلال کی شہادت دیتے ہیں تو ماہر فلکیات کی رپورٹ پر چیئرمین رویتِ ہلال کمیٹی گواہوں کی شہادت کو رد کر دے گا۔ دوسری صورت میں اگر چاند کی رویت کے حق میں دو گواہیاں موصول ہوتی ہیں جبکہ ملک بھر میں مطلع انتہائی شفاف تھا تو بھی ان گواہیوں کو رد کر دیا جائے گا کیونکہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں جمِ غفیر کی شہادت ضروری ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ مطلع ملک بھر میں صاف تھا یا نہیں تو اس کا فیصلہ محکمہ موسمیات کی رپورٹ سے ہی ہو گا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ڈاکٹر محمد الیاس کے مشاہدہ کو درست ثابت کرنے کی آخری مثال پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کا ایک فتویٰ ماہنامہ منہاج القرآن میں شائع ہوا۔ بزرگوار ضیاء الدین لاہوری نے ''پروفیسر طاہر القادری کا نظریہ رویت ہلال'' کے عنوان سے اس فتوے کا جواب دیا۔ یہ جواب یہاں مِن وعَن پیش کیا جارہا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے فتویٰ کا علم بھی آپ کو آئندہ عبارت سے ہوجائے گا۔

''فصل المقال فی رویۃِ الھلال'' کے علمی نام اور ''رویت ہلال کے مسئلہ پر مفکرِ اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا مبسوط علمی اور تحقیقی فتویٰ'' کے عنوان سے مجلّہ ماہنامہ ''منہاج القرآن'' لاہور کے شمارہ مارچ 1996ء میں ایک تحریر کی قسط اول مطالعے میں آئی۔ نہایت سنجیدگی سے محسوس کیا کہ اس میں موضوع کے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے اور ناقص معلومات اور قیاسات کی بنیاد پر غلط نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ ارادہ کیا کہ اس کا علمی اور فکری تجزیہ کیا جائے مگر اسے فتوے کی مکمل اشاعت تک ملتوی کردیا۔ دو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور ہنوز اس کی اگلی قسط شائع نہیں ہوئی لٰہذا قسط اوّل ہی کو سامنے رکھ کر چند علمی حقائق پیش کرنے کی جسارت کی جاتی ہے۔

علم کی کسی صنف میں طبع آزمائی کے لیے اس کی ابتدائی اور بنیادی معلومات کا حصول نہایت ضروری ہے۔ اگر موضوع کسی فن سے متعلق ہو تو اس پر بحث کے لیے گہرے مطالعے کی ضرورت ہوتی ہے نیز ماہرینِ فن کی رہنمائی میں ایک عرصہ تک تحقیقی مراحل طے کرنا پڑتے ہیں۔ اس کے بغیر مقالے اور فتوے تحریر کرنے اور اُن میں بڑی بڑی باتیں بیان کرنے سے عظیم فروگذاشتیں عمل میں آتی ہیں اور ''لاتقربو الصلوٰۃ'' والا معاملہ ہوجاتا ہے کہ ملحقہ عبارت کو چھوڑ کر یا اس کے پس منظر سے آگاہی حاصل کئے بغیر محض عربی زبان کے چند الفاظ کی شُد بُد کی بنیاد پر نماز ہی کے عدم جواز کا فتویٰ دے دیا جائے۔

ہر عالم اور فاضل کی علمی مہارت ایک خاص موضوع تک محدود ہوتی ہے۔ کوئی نامور مقرر یا اہلِ قلم بڑی بڑی ڈگریوں کا حامل ہونے کے باوجود علم کی ہر صنف میں علامہ نہیں ہوسکتا۔ ایک شیخ الحدیث اپنے متعلقہ موضوع پر جو دسترس رکھتا ہے، شیخ القرآن اس موضوع سے نہایت قریبی تعلق رکھنے کے باوجود ویسی مہارت کا حامل نہیں ہوتا۔ سائنسی نوعیت کی ایک بالکل ہی غیر متعلقہ شاخ میں ماہرانہ طبع آزمائی کی کوشش کرنا دوسروں کو خود پر ہنسی اُڑانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے تو اس مضمون کی توضیحات کو درست طور پر سمجھ لینا بھی دشوار ہوتا ہے، چہ جائیکہ وہ اپنی علمیت کا رعب جمانے کے لیے اس فن پر سند ہونے کا دعویٰ کر دے۔

فلسفیانہ نکات کے بیان اور سائنسی اصولوں کی روشنی میں بحث، دونوں میں یکساں مہارت کا حامل ہونا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ان کی نوعیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اوّل الذکر صورت میں ایک شخص اپنے کسی خاص وصف کی بدولت الفاظ کی جادوگری سے عوام الناس میں اپنی خوب واہ واہ کروا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس میں موضوع کو محض دلچسپ اور منفرد انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔ اس طرح وہ اپنی تخیلاتی اور تصوراتی پروازوں کے زور پر سامعین یا قارئین سے خود کو منوا سکتا ہے مگر سائنسی مضامین کے بیان میں یہ گُر استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان فنون کے مسلمہ اصول اور کلیے غلط توضیحات کو باطل قرار دینے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

متذکرہ فتویٰ بلاشبہ کارآمد فلکیاتی اشکال سے مزین ہے البتہ فلکیاتی موضوع کی کسی کتاب سے زمین اور چاند کے متعلق بعض قطعاً غیر ضروری اعداد و شمار نقل کر کے واقف حال قارئین کے لیے تفننِ طبع کا سامان بہم پہنچایا گیا ہے۔ دُوربینوں کے عدسوں کی استعداد کے بارے میں بے مقصد تفصیلات شامل کی گئی ہیں۔ انگریزی اصطلاحوں کے جابجا استعمال، انگریزی مآخذ کے حوالے اور معلومات کے یہ ڈھیر دیکھ کر ناواقف اشخاص اس وہم میں مبتلا

ہو سکتے ہیں کہ فاضل فتویٰ نگار کو اس موضوع پر مکمل عبور حاصل ہے مگر جب علومِ فلکیات کے مبتدی طالب علم بھی سائنسی اصولوں کی روشنی میں اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ دنگ رہ جاتے ہیں کہ ایک عالم اور فاضل کہلوانے والی ایک معروف عالمی شخصیت کی تحریر بنیادی غلطیوں سے کس قدر معمور ہے! فاضل فتویٰ نگار کی دو سال تک پُراسرار خاموشی سے یوں لگتا ہے کہ اس کی اشاعت کے بعد کسی کرم فرمانے انہیں بتا دیا ہوگا کہ اس تحریر کی کوئی علمی حیثیت نہیں لہٰذا اگلی قسط یا قسطیں روک لی گئیں۔

انسان خطا کا پتلا ہے۔ ہر شخص سے غیر ارادی طور پر غلطی ہو جانا ممکن ہے مگر جہاں کوئی غلطی دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہو اور غلطی کنندہ کو حقیقتِ حال کا علم ہو جائے تو اس پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اوروں کو اس کے بد اثرات سے بچانے کی کوشش کرے۔ متذکرہ بالا صورتِ حال میں فاضل فتویٰ نگار کا فرض تھا کہ اگر نادانستگی میں ہی سہی، غلط باتیں لکھ دی گئی تھیں تو قارئین کو آگاہ کر دیتے کہ اس فتویٰ کو منسوخ کیا جاتا ہے لہٰذا اس کے مندرجات کو شرعی امور میں ماخذ نہ بنایا جائے۔ پھر یہ بھی ضروری تھا کہ اس امر کی مناسب طور پر تشہیر کی جائے تاکہ ہر خاص و عام گمراہی سے بچ جائے۔ یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں، ہمیشہ سے ایسا ہوتا آیا ہے۔ دیانت دار علما اور فضلا نے لاعلمی میں بیان کردہ اپنی تحریروں یا تقریروں کے ایسے حصوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں اپنی جہالت تک قرار دیا اور اس اقرار میں کوئی شرم نہ کی اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگی کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ خلقِ خدا ان غلط باتوں سے گمراہ ہو اور اس کا بارِ روزِ قیامت ان کی گردن پر پڑے۔ جن کے دل میں ذرا بھی خوفِ خدا ہو وہ ایسے معاملے میں دُنیوی عزت و نمود کو خاطر میں نہیں لاتے اور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اپنی غلطی کا برملا اعلان کرتے ہیں۔ فاضل فتویٰ نگار کو خیال کرنا چاہیے کہ ان کی خاموشی سے موضوع کی جزئیات سے ناواقف کس قدر لوگ، جو اُن کی علمیت پر اعتقاد اور یقین رکھتے ہیں، ان غلط باتوں کو قبول کیے رکھیں گے اور رویت ہلال کے

غلط نظریات کی ترویج میں اسلامی عبادات کے مقررہ ایام کو اصل مقام سے ہٹاتے رہیں گے ۔ پھر یہی لوگ یہ غلط نظریات دوسروں کو منتقل کرتے رہیں گے، اور کب تک یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا ۔ سیانے کہتے ہیں کہ اپنی غلطیوں کا اعتراف بہت بڑی بہادری ہے اور ایسے لوگ قابلِ صد احترام ہوتے ہیں ۔ اس سے عزت برباد نہیں ہوتی بلکہ اور بڑھتی ہے، انا مجروح نہیں ہوتی بلکہ اور قوی ہوتی ہے، بس خلوص شرط ہے ۔ خاموشی یا ٹال مٹول سے کام لے کر اپنی غلط باتوں کی تردید نہ کرنا گمراہی پھیلانے کے مترادف ہے ۔

اگر یہ فلکیاتی تشریحات کے موضوع پر محض ایک معلوماتی مضمون ہوتا اور اس میں اس سے بھی زیادہ غلطیاں ہوتیں تو راقم خاموش رہتا مگر چونکہ رویت ہلال ہمارا دینی و ملّی مسئلہ ہے اور یہاں اسے ایک فتویٰ کی صورت دی گئی ہے جس میں غلط مفروضوں کی بنیاد پر ایسے نتائج اخذ کئے گئے ہیں جو علومِ فلکیات کے مسلّمہ اصولوں کی نفی کرنے کے علاوہ شرعی اصولوں سے بھی متصادم ہیں لہٰذا یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ اس تحریر کو فنی بنیادوں پر پرکھا جائے ۔ اگرچہ اس میں بہت سی باتیں محلِ نظر ہیں مگر طوالت کے خوف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے چیدہ چیدہ نکات ہی کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے اور انہیں ماہرینِ فن کے حوالوں کے ساتھ عام فہم انداز میں پیش کیا جاتا ہے کیونکہ غیر متعلق جزوی اصطلاحوں اور بے مقصد اعداد و شمار کے ڈھیر لگا کر ان سے قارئین کو مرعوب کرنا قطعاً مقصود نہیں ۔

چاند کی ماہانہ گردش کا عرصہ

قرانی ماہ (Synodic Month) کا ذکر کرتے ہوئے فاضل فتویٰ نگار تحریر کرتے ہیں :۔

''واقعتاً پچھلے قِران (نئے چاند کی ولادت) سے اگلے قِران (نئے چاند کی ولادت) تک کا عرصہ 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ اور 2ء8 سیکنڈ ہے...... یہ عرصہ علم ہیئت وافلاک کی جدید تحقیقات کے ذریعے حتمی وقطعی طور پر ثابت اور متعین ہو چکا ہے۔ اس میں کسی ایک ماہ میں بھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔'' (صفحہ 44)

فاضل فتوٰی نگار جس عرصے کو ''حتمی وقطعی'' سمجھے دراصل وہ اوسط مدت ہے۔ قمری گردش کی مُدّت میں ہر ماہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں اس کی یوں توضیح کی گئی ہے:

''قِرانی ماہ کی اوسط مدت 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ اور 2ء78 سیکنڈ ہوتی ہے۔ اس عرصے میں تیرہ گھنٹے تک کا فرق ہوسکتا ہے۔''
(جلد 19، صفحہ 426,b)

سیگر اہل انسائیکلوپیڈیا میں اسے ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''قرانی عرصے کی اوسط مدت 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ ہوتی ہے اور چاند کے دائرہ گردش میں اس کی بے قاعدہ چال کے باعث تقریباً 13 گھنٹے تک کا فرق ہوتا ہے۔'' (جلد 11، صفحہ 420)

یہ فرق اوسط مدت سے اردگرد منٹوں سے گھنٹوں تک پھیلا ہوتا ہے۔ راقم نے اپنے رسالے ''رویتِ ہلال موجودہ دور میں'' میں اس فرق کو اس طرح بیان کیا ہے:

''ایک نئے چاند سے دوسرے نئے چاند کی مدت 29 دن 6 گھنٹے اور 29 دن 20 گھنٹے کے درمیان مختلف مہینوں میں مختلف ہوتی ہے اور اس کا کوئی یکساں معیار مقرر نہیں۔'' (صفحہ 29)

اگر فاضل فتویٰ نگار تھوڑا سا تردّد فرما کر اپنے ہی فتوے میں پیش کردہ قرانِ شمس وقمر کے اوقات میں ماہانہ فرق کا حساب کر لیتے تو وہ مغالطے میں نہ رہتے۔اس کے ثبوت میں اُنہی کی تحریر میں درج فلکیاتی جدول (صفحات 55-56) سے 1992ء کے چند مہینوں کی قرانی مدت کے 29 دن سے اضافی گھنٹے اور منٹ معلوم کرتے ہیں۔

جنوری فروری	19 گھنٹے 50 منٹ
فروری مارچ	18 گھنٹے 23 منٹ
مارچ اپریل	15 گھنٹے 39 منٹ
اپریل مئی	12 گھنٹے 43 منٹ
مئی جون	10 گھنٹے 12 منٹ
جون جولائی	8 گھنٹے 22 منٹ
جولائی اگست	7 گھنٹے 17 منٹ
اگست ستمبر	7 گھنٹے 6 منٹ

مزید سالوں کے اعداد و شمار سے اس سے بھی کم مدت کے مہینوں کی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔اس کے لیے گرینچ کی عالمی رصد گاہ کے مہیا کردہ اوقات مندرج ''جوہر تقویم'' (صفحات 251-252) سے فقط دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

جون جولائی 2070ء	6 گھنٹے 50 منٹ
جون جولائی 2071ء	6 گھنٹے 36 منٹ

ثابت ہوا کہ چاند کی ماہانہ گردش کا عرصہ ''حتمی وقطعی'' نہیں بلکہ اس میں ہر ماہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

چاند کا زمین کی جانب حصہ

"چاند کا گھٹنا بڑھنا" کے عنوان کے تحت فاضل فتویٰ نگار تحریر کرتے ہیں:

> "...........چاند کا 59 فیصد حصہ زمین کی جانب رہتا ہے اور 41 فیصد دوسری سمت جو ہمیں کبھی بھی دکھائی نہیں دیتا۔ جب ہم چودھویں رات میں ماہِ کامل دیکھتے ہیں تو فی الحقیقت اس وقت ہم چاند کا 59 فیصد حصہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔" (صفحہ 45)

فاضل فتویٰ نگار نے کہیں سے 59 فی صد کا ذکر پڑھ لیا اور اس کی توضیح کا مطالعہ کئے بغیر اسے ماہِ کامل سے منطبق کر دیا۔ صحیح کیفیت انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں یوں تحریر ہے:

> "کسی بھی مقام سے کسی ایک وقت پر زمین سے چاند کی 50 فیصد سے زیادہ سطح دکھائی نہیں دے سکتی، تاہم چاند کی چند حقیقی اور نمایاں حرکات ہمیں اس قابل بناتی ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ متذکرہ فیصد سے کچھ زیادہ حصہ دیکھ سکیں۔" (جلد 19، صفحہ 426,b)

انسائیکلوپیڈیا میں اس کے بعد چاند کی وہ خاص حرکات بیان کی گئی ہیں جو علم ہیئت کی اصطلاح میں "متحرک ترازو کی مانند جھولنے" (Librations) کہلاتی ہیں۔ چاند کی ہیئت اور زمین کے گرد اس کی بے قاعدہ گردش کے دوران واقع ہونے والے ان جھولنوں کے باعث مختلف موقعوں پر اس کی سطح کی مزید ہلکی ہلکی مختصر جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں:

> "بحیثیت مجموعی چاند کی سطح کی یہ زائد جھلکیاں چاند کو کسی ایک وقت پر دیکھے جانے کی نسبت 9 فیصد زیادہ ظہور میں آتی ہیں، جس سے جملہ فیصد 59 ہو جاتی ہے۔" (ایضاً)

یعنی ایک وقت پر زمین سے دکھائی دینے والے چاند کی سطح زیادہ سے زیادہ 50 فیصد تک دکھائی دیتی ہے، 59 فیصد نہیں۔

ننگی آنکھ کی رویت کا ریکارڈ

اس عنوان کے تحت فاضل فتویٰ نگار کم عمر کے ہلال دکھائی دیے جانے کے چند ریکارڈ پیش کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ:

> ''ننگی آنکھ کی رویت میں چاند (ہلال) کا 20 گھنٹوں سے بھی کم عمر میں، حتیٰ کہ ساڑھے چودہ سے سولہ گھنٹوں کی عمر میں دکھائی دیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ پیدائشِ قمر (قران) کے بعد ہلال بعض اوقات اتنے عرصے میں بھی ننگی آنکھ سے دیکھے جانے کے قابل ہو جاتا ہے مگر مختلف مطالع پر مقامی، موسمی اور فضائی یا زاویائی کیفیات کے باعث عام طور پر دکھائی نہیں دیتا۔'' (صفحہ 49)

فاضل فتویٰ نگار نے انگلستان میں 1895ء، 1910ء اور 1916ء کے تین مہینوں کے ساڑھے چودہ سے سولہ گھنٹوں کی عمر کے ہلال ننگی آنکھوں سے دکھائی دیئے جانے کی جو مثالیں پیش کی ہیں، اگرچہ ان کا تذکرہ فلکیاتی مضامین کے ریکارڈ میں پایا جاتا ہے مگر حقیقتاً ماہرین فلکیات اسے تسلیم نہیں کرتے۔ راقم نے ماہرانہ رائے کے حصول کے لیے رصدگاہ گرینچ سے رابطہ کیا۔ جواب میں ڈاکٹر برنارڈ یالوپ (Dr. Bernard yallop) نے اپنے مراسلے محررہ 26 جولائی 1997ء میں تحریر کیا:

> ''سہ ماہی جرنل آف دی رائل اسٹرانومیکل سوسائٹی (1993ء) جلد 34 نمبر 1 کے صفحات 53 تا 56 پر سکیفر (Schaafer) نے واضح کیا ہے کہ انگلستان میں 22 جولائی 1895ء، 10 فروری 1910ء اور 2 مئی 1916ء کی مبینہ رویت ہلال ناقابلِ اعتماد تھیں۔''

عجیب بات ہے کہ فاضل فتویٰ نگار اپنی تحریر میں متذکرہ بالا دونوں ماہرینِ فلکیات

کو ''جدید ترین رصد گاہی ماڈلز'' تسلیم کرتے ہیں اور جابجا ان کے حوالے دیتے ہیں مگر جس ریکارڈ کو ان کے ''ماڈلز'' بھی تسلیم نہیں کرتے وہ انہی حوالوں کی بنیاد پر رویت ہلال کا معیار متعین کرتے ہیں اور ایسے مفروضے قائم کرتے ہیں جنہیں سُن کر سائنس دان بھی دنگ رہ جائیں۔ انگلستان میں تقریباً ایک صدی قبل کن لوگوں نے اتنی کم عمر کے ہلال دیکھنے کا دعویٰ کیا؟ کیا وہ لوگ قابلِ اعتبار تھے؟ کیا انہوں نے واقعی ہلال دیکھا یا سائنسی فلکیاتی تحقیقات کے پرچوں میں اپنی خصوصی اہمیت اُجاگر کرنے کی خاطر فرضی ریکارڈ پیش کیے، فاضل فتویٰ نگار نے ان باتوں کی تحقیق کی زحمت گوارا نہ کی حالانکہ سائنس دان اس بارے میں بہت محتاط ہوتے ہیں۔ رصدگاہ گرینچ کی اسٹرانومیکل انفارمیشن شیٹ نمبر 6 محررہ مارچ 1996ء میں تجویز کیا گیا ہے کہ:

> ''رویت ہلال کا مشاہدہ چند غیر وابستہ (Independent) افراد کے ذریعے ہونا چاہیے کیونکہ غیر ارادی طور پر غلط رویت کیے جانے کا ہمیشہ امکان ہوتا ہے۔''

رصدگاہی ماہرین کی یہ تجویز حیرت انگیز طور پر ان ضابطوں سے مشابہت رکھتی ہے جو اسلامی فقہ میں رویت ہلال کی شہادتوں کے ضمن میں بیان کیے جاتے ہیں۔ یہاں پر ایک اور ''ریکارڈ'' کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

1984ء میں 29 رمضان المبارک کو لاہور میں چند شہادتوں کی بنیاد پر عید الفطر کی رویت ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ فلکیاتی اوقات کے اعتبار سے ان لوگوں نے گیارہ گھنٹے کی عمر کا چاند دیکھ لیا۔ رویت ہلال کمیٹی کے ایک معزز رکن سے راقم کی اس مسئلے پر گفتگو ہوئی تو راقم نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا کہ گواہی دینے والے افراد کو مطلع پر موجود کسی اور شے پر چاند کا گمان ہوا ورنہ اس عمر کا چاند کسی صورت دکھائی نہیں دے سکتا۔ بعد میں راقم نے اس بارے میں ملائیشیا کی سائنس یونیورسٹی کے ایک مسلمان ماہرِ فلکیات ڈاکٹر محمد الیاس کے

علاوہ رصدگاہ گرینچ سے ماہرانہ آراء حاصل کیں۔ دونوں نے اس شام رویت کے امکان سے قطعی اختلاف کیا۔ یہ آراء انہی دنوں ایک قومی اخبار کے ایک معروف کالم میں شائع ہوئیں۔ رصدگاہ گرینچ کی اس رائے سے کہ ''غیر ارادی طور پر غلط رویت کیے جانے کا ہمیشہ امکان ہوتا ہے'' راقم کے متذکرہ بالا یقین کی تصدیق ہوتی ہے۔ جدید ترین سائنسی تحقیق میں رویت ہلال کی شہادت کا یہ معیار مقرر کیا گیا ہے تو ایک صدی قبل کی غیر مستند روایات پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا جا سکتا ہے، چہ جائیکہ انہیں رویت ہلال کا معیار بنا لیا جائے اور اس سے سائنسی اور شرعی اصول وضع کیے جائیں۔ ہمارے لاہور کے شاہدوں نے گیارہ گھنٹے کی عمر کا چاند دیکھ کر نہ صرف انگلستان کے مبینہ ریکارڈ کو تین چار گھنٹوں کے فرق سے توڑا بلکہ وہ (اگلے عنوان کے تحت) فاضل فتویٰ نگار کے پیش کردہ کم از کم 13 گھنٹے کے دُور بینی ریکارڈ کو بھی دو گھنٹوں کے فرق سے مات دے گئے۔ فاضل فتویٰ نگار نے لاہور میں کم از کم عمر کے ہلال دکھائی دینے کی جو مثالیں دیں وہ 19 تا 22 گھنٹوں کے درمیان ہیں۔ انہوں نے جس کتاب سے یہ معلومات حاصل کیں اس میں اس واقع سے دو سال قبل تک کی تفصیلات درج ہیں۔ اگر انہیں اس ''ریکارڈ توڑ'' رویت ہلال کا علم ہو جاتا تو وہ اسے لازمی طور پر سرفہرست پیش کرتے۔

نیا بصری فلسفہ

فاضل فتویٰ نگار نے دُوربین کے ذریعے کم از کم 13 گھنٹے کی عمر کا ہلال دیکھے جانے کا ریکارڈ پیش کرتے ہوئے ننگی آنکھ اور دُور بینی آلات کی رویتوں میں فرق کو بہت معمولی بتایا ہے۔ انہوں نے چند مفروضے قائم کیے ہیں اور ان کی بنیاد پر ایک نیا بصری فلسفہ پیش کیا ہے۔ چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

''ہلال کو ننگی آنکھ سے دیکھنا یا جدید رصد گاہی آلات اور دُور بین کے ذریعے دیکھنا، دونوں رویتیں اصلاً ایک ہی چیز ہیں۔ ان میں بنیادی طور پر کوئی تضاد یا تخالف نہیں ہے بلکہ دوسری صورت پہلی ہی صورت کے لیے ممد و معاون کا درجہ رکھتی ہے۔'' (صفحہ 47)

''جو لوگ محض بصری رویت کو معتبر اور آلاتی وُدور بینی رویت کو غیر معتبر سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رصد گاہی آلات اور دوربینیں کتنی ہی طاقت ور کیوں نہ ہوں، ہلال کو عدم سے وجود میں نہیں لاسکتیں۔'' (ایضاً)

''جب ایک شخص کی بینائی کمزور ہو جائے تو عینک کی امداد سے وہ اپنی طبعی قوتِ مشاہدہ میں اضافہ کر لیتا ہے۔ اسے ہر کوئی جائز سمجھتا ہے تو دُور بین (Telescope) جیسے آلات بھی اسی قبیل میں آتے ہیں کیونکہ ان سے بھی فقط قوتِ مشاہدہ استعداد و ادراک میں اضافہ ہو جاتا ہے اور چاند جو بعض اوقات یا بعض مقامات پر مطالع کی دھندلاہٹ کے باعث ننگی آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا، یہ آلات ان کی رویت آسان اور شفاف بنا دیتے ہیں لہٰذا شرعاً و عقلاً ان آلات کی مدد سے واقع ہونے والی رویت اور ننگی آنکھ کی رویت میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' (صفحہ 49)

''حقیقتاً دُور بین سے بھی ہلال کو انسانی آنکھ نے ہی دیکھا ہے۔'' (ایضاً)

بینائی کمزور ہونے کی صورت میں عینک کے استعمال کو خوامخواہ فقہی انداز دے کر اس کے جائز سمجھے جانے کو ایک حجت کے طور پر پیش کیا گیا حالانکہ اس کا مسئلہ رویت ہلال

سے تطابق کوئی بنیاد نہیں رکھتا۔ عینک پہننے سے بصارت میں زیادہ سے زیادہ اس قدر اضافہ ہوتا ہے جو ایک مکمل صحت مند نظر رکھنے والے فرد میں ہوتا ہے جبکہ دُوربینیں یا ٹیلی سکوپ دُور دراز کی ایسی اشیا کو بھی واضح طور پر دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جنہیں انسانی آنکھیں نقطوں کی صورت میں بھی نہیں دیکھ سکتیں۔ جس طرح چاند اپنی پیدائش کے کچھ دیر بعد ہلال کی صورت اختیار کرنا شروع کر دیتا ہے مگر جب تک وہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا وہ ایک لحاظ سے ہمارے لئے معدوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح متذکرہ شے بھی انسانی آنکھ کے لیے معدوم تھی جسے دُوربین یا ٹیلی سکوپ وجود میں لے آئے۔ جب تیز ترین بصارت کی حامل ہزارہا انسانی آنکھیں کوشش کے باوجود صاف مطلع میں بھی ہلال کو نہ دیکھ سکیں تو ایسی صورت میں دُوربین یا ٹیلی سکوپ کی مدد سے دیکھے گئے ہلال کے متعلق یہ کہنا کہ اسے انسانی آنکھ ہی نے دیکھا ہے، انتہائی بے وزن دلیل ہے۔

سائنس کی روز افزوں حیرت انگیز ترقی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس امر کو بعید از قیاس قرار نہیں دیا جا سکتا کہ ایک وقت آنے والا ہے جب ایسی طاقتور دُوربینیں اور ٹیلی سکوپ ایجاد ہو جائیں گے جو چند منٹوں کی عمر کے چاند کی باریک ترین روشن ہوتی ہوئی قوس کو بھی دیکھ سکیں گے۔ اگر آج ایک خاص طاقت کی دوربینوں کی استعداد کو معیار بنا کر تیرہ چودہ گھنٹے کی عمر کے چاند کو رویت ہلال کی بنیاد قرار دے دیا جائے تو کیا مستقبل میں رویت ہلال کا معیار پھر بدل دیا جائے گا؟ اور کیا کسی ادارے سے پھر ایک نیا فتویٰ جاری ہو گا کہ اصل میں قران شمس و قمر کا دوسرا لمحہ ہی رویت ہلال ہے؟ دوربینیں اور ٹیلی سکوپ کس قدر ہی ترقی کر جائیں لیکن یہ امر طے ہے کہ انسانی آنکھ کی طاقت اس وقت بھی آج سے زیادہ طاقتور نہیں ہو گی۔ کیا اس وقت کے فتویٰ نگار بھی انسانی بصارت اور ٹیلی سکوپ کے اس عظیم بُعد کو ایک ہی کیفیت قرار دیں گے؟ اگر کل کو یہی فیصلہ دینا ہے تو پھر ''بتدریج'' کی کیا ضرورت ہے؟ آج بھی مشرقِ وسطیٰ کے ان ممالک کی تقلید کی جا سکتی

ہے جو ایک عرصے سے قِرانِ شمس وقمر کو رویت ہلال کی بنیاد بنا چکے ہیں۔ ان میں سے ایک طبقے کا فتویٰ یہ ہے کہ قِران کے بعد جو بھی غروب آفتاب ہو (خواہ ایک منٹ بعد ہو) وہی رویت ہلال کی شام ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر دوسرا طبقہ اس شام کو بھی رویت ہلال کا درجہ دیتا ہے جس میں قِران نصف شب سے پہلے ہو جائے، یعنی وہ قِران سے بھی کئی گھنٹے قبل چاند ہو جانے کا اعلان کر دیتا ہے۔ وہ چاند دیکھنے دکھانے کے چکر میں ہی نہیں پڑتے۔ ہمارے ہاں اس انتہا تک پہنچنے کی یہ ابتدائی کوشش معلوم ہوتی ہے۔ ''بغیر آلات بصری رویت'' اور ''آلات کی مدد سے بصری رویت'' جیسی اصطلاحیں وضع کرنے والے شاید ایک خاص طرز کی تجدیدِ اسلام چاہتے ہیں۔

حتمیت اور قطعیت کے دعوے

سورج، چاند اور زمین سے متعلق ہر قسم کی جغرافیائی، ہیئتی اور فلکیاتی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے، فاضل فتویٰ نگار تحریر کرتے ہیں:

> ''.........عرصہ ہائے دراز کے مطالعہ ومشاہدہ کے بعد یہ تمام اعداد وشمار باقاعدہ حساب وکتاب اور فارمولوں کی شکل میں 2+2=4 کی طرح قطعی ویقینی علم کے درجہ تک پہنچ چکے ہیں اس لیے علم الحیئۃ اور علم الرؤیہ اب فی الحقیقت ''علم الحساب'' بن گیا ہے۔ اس میں اب ظن وخطا کی وہ کیفیت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اُس وقت ہمارے فقہائے کرام علمِ فلکیات کے ماہروں کے اندازوں کو کاملاً درست تسلیم نہیں کرتے تھے اس لیے ان پر مدارِ رویت ممکن نہ تھا۔ اُس وقت تک اس باب میں سائنسی تحقیقات ومعلومات خود بلوغ وکمال

اور فلکیاتی حساب میں حتمیتِ وقطعیت کے مقام تک نہ پہنچی تھیں مگر اب صورتِ حال یکسر بدل چکی ہے۔ اب علم ہیئت و فلکیات حساب کے درجہ میں ''علمِ یقین'' میں بدل چکا ہے۔'' (صفحہ 54)

اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے فاضل فتویٰ نگار نے گزشتہ و آئندہ کے چند سالوں کے قِران شمس وقمر کی تاریخیں اور اوقات منٹوں اور سیکنڈوں تک میں پیش کیے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنس دان یہ مہارت آج نہیں، ایک مدت ہوئی حاصل کر چکے ہیں۔ رہی اصل مسئلے کی بات تو عرض ہے کہ رویت ہلال کے معاملے میں سائنسی تحقیقات و معلومات ابھی تک ''حتمیت وقطعیت'' کے مقام تک نہیں پہنچیں۔ اس کے ثبوت میں دو مختصر حوالے درج کیے جاتے ہیں۔ رصد گاہ گرینچ کی جاری کردہ اسٹرانومیکل انفارمیشن شیٹ نمبر 6 محررہ مارچ 1996ء بعنوان ''نئے ہلال کے پہلی مرتبہ دکھائی دیے جانے کی پیش گوئی پر ایک نوٹ'' کے شروع میں ہی یہ بتا دیا گیا ہے کہ:

''قطعی طور پر یہ پیش گوئی کرنا کہ ایک خاص مقام پر کسی مہینے کا نیا ہلال پہلی مرتبہ کب دکھائی دے گا، ممکن نہیں۔''

رصد گاہ گرینچ ہی کے ڈاکٹر برنارڈ یالوپ راقم کے نام اپنے خط محررہ 7 ستمبر 1996ء میں تحریر کرتے ہیں:

''کسی بھی وقت اور کسی بھی مقام سے چاند کے ہندسی رُخ (Geometrical Aspect) کا حساب لگانا تو ممکن ہے مگر یقینی طور پر یہ پیش گوئی کرنا کہ آیا چاند نظر آئے گا، ممکن نہیں۔''

واضح ہو کہ فاضل فتویٰ نگار نے جب ''حتمیت'' کا دعویٰ کیا، متذکرہ بالا ماہرانہ آرا اس کے بعد تحریر ہوئیں۔ ثابت ہوا کہ رویت ہلال کے معاملے میں سائنسی تحقیقات ابھی تک ''حتمیت وقطعیت'' کے مقام تک نہیں پہنچیں لہٰذا چاند کی ہیئت، اس کی حرکات، رفتار، گردش

کے دائروں، زاویوں، اوقات وغیرہ وغیرہ کو حتمی کہہ دینے کے باوجود اس کا اطلاق رویت ہلال پر زبردستی نہیں کیا جا سکتا۔ فاضل فتویٰ نگار نے جس طرح قمری مہینوں کی اوسط مدت کو بڑے وثوق کے ساتھ ہر ماہ کا ''حتمی و قطعی'' عرصہ قرار دے کر لاعلمی کا ثبوت دیا، اس معاملے میں بھی اسی علمیت کو برقرار رکھا۔

سائنسی تحقیق سے عدم واقفیت اور نئی فقہ

فاضل فتویٰ نگار تحریر کرتے ہیں:

> ''یہ موازنہ اور تحقیق اس لیے پیش کی گئی ہے کہ وہ مذہبی ذہن جنہیں سائنسی تحقیقات و اکتشافات سے عدم واقفیت کی بنا پر بلاوجہ سائنس اور جدید ٹیکنالوجی سے اختلاف اور نفرت ہے اور وہ سائنسی آلات اور اُن کے مشاہدات کی نسبت مغالطہ اور بدگمانی میں مبتلا رہتے ہیں وہ اپنا خیال درست کر سکیں.........'' (صفحہ 49)

سائنسی تحقیق سے بے خبری کی بنا پر سائنس سے اختلاف اور نفرت کرنا اور بدگمانی میں مبتلا رہنا کسی طور پر مستحسن نہیں۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو ضرورت سے زیادہ ماڈرن بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ہر مسئلے کو سائنس کی روشنی میں پرکھنے کا پرچار کرتے ہیں مگر خود سائنسی اصولوں سے لاعلم ہوتے ہیں۔ اگر جدیدیت کا شکار یہ لوگ اپنی ناقص سائنسی معلومات کی بنیاد پر نئی فقہ ترتیب دینے لگے تو پھر اسلام کا اللہ ہی حافظ ہے۔''

رویتِ ہلال میں دھوکہ اور شہادتِ کاذبہ

حساب فلکی کے خلاف چاند کی شہادت

مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی رقمطراز ہیں:

''عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ کسی بھی امر کے بارے میں ایسی شہادت وگواہی جو عقلاً یا عادۃً محال ہو قابل قبول نہ ہوگی ....

قرانی نے اپنی کتاب میں چاند کے حساب اور سورج گہن کے بارے میں حسب ذیل تصریح کی ہے۔

''........ چاند کی گردش کا حساب اسی طرح سورج اور چاند گہن کا حساب قطعی اور یقینی ہے۔ افلاک کی حرکات اور سات سیاروں کے انتقالات لمبے عرصہ سے نظام خداوندی کے محکم اصول کے تحت کسی تقدم وتاخر کے بغیر یکساں طور پر گردش کرتے ہیں۔ اسی طرح چار فصلیں بہار، خزاں، سردی اور گرمی کا اپنے اپنے وقت پر ہمیشہ بغیر کسی فرق کے عود کرنا (بار بار آنا) یہ اس کی قطعیت کی دلیل ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ہم کسی بوڑھے کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ یہ پہلے بچہ تھا ورنہ کسی کا بڑھاپے میں پیدا ہونا عقلاً ممکن نہیں۔ پس چاند اور کسوف وخسوف کے حساب میں بھی اسی نوعیت کی قطعیت ہے۔''

(العذب الزلال صفحہ 381)

مصر کے حنفی عالم سابق قاضی شرعی، علاّمہ محمد بخیت مصریؒ اپنی کتاب بنام ''ارشاد

اهل الملته الیٰ اثبات الاهلته“میں صفحہ 102 پر تحریر فرماتے ہیں۔

”.........از روئے حساب یہ بات یقینی طور سے ثابت ہے کہ چاند 27 دن سات گھنٹے 43 منٹ اور چار سیکنڈ میں اس نقطہ تک پہنچتا ہے جس نقطہ میں اس نے آفتاب سے علیحدگی اختیار کی تھی اور پھر دوبارہ اس کے ساتھ $29\frac{1}{2}$ دن 44 منٹ اور 3 سیکنڈ میں جمع ہوتا ہے۔ نیز یہ بات بھی یقینی ہے کہ قمری سال کی مدت تین سو چون (354) دن اور ایک دن کا پانچواں اور چھٹا حصہ اور کچھ کسر ہے اور حسابات قطعی بُرہانی ہوتے ہیں جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا........۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، الشمس و القمر بحسبان، یعنی آفتاب اور ماہتاب کی چال ایک حساب کے ساتھ ہے۔“

مذکورہ بالا دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ چاند کی رفتار اور کسوف وخسوف کا حساب قطعی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دَورِ حاضر میں سورج اور چاند گہن کی قبل از وقت پیشین گوئی تاریخ، دن، مقام، مدت گہن، ناقص کامل وغیرہ گھنٹوں منٹوں بلکہ سیکنڈوں کے حساب سے ایسی صحیح ثابت ہوتی ہے کہ اس میں عرصہ دراز میں کبھی کوئی تخالف نہیں ہوا جو موضوع سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم و دانش پر مخفی نہیں۔

رمضان وعیدین اور اسلامی ماہ کے ثبوت کے لیے قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کے ارکان کو کیا طریق کار اختیار کرنا چاہئے کہ جس کی وجہ سے وہ اسلامی ماہ کے تعین میں صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ اس بارے میں علامہ محمد بخیت حنفی مصریؒ اپنی کتاب "ارشاد اهل الملته الیٰ اثبات الاهلته“ میں صفحہ 383 پر ایک فصل اسی عنوان سے قائم کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

”.........جان لینا چاہئے کہ رمضان یا شوال کا چاند دیکھنے والے یا تو بہت سے لوگ ہوں گے جن کی خبر پر یقین یا ظن غالب ہوگا جو یقین سے قریب ہوتا ہے یا دیکھنے والا ایک ہوگا یا دو ہونگے یا اس سے زیادہ لیکن اتنے نہیں کہ ان کی خبر سے یقین یا ظن غالب پیدا ہو جائے۔ ماقبل کی بحث سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ دیکھنے والے کے دیکھنے میں اگر غلطی کا گمان ہے یا جھوٹ کا شبہ ہے تو اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی چاہے ایک ہو یا زیادہ۔ اسی لیے علامہ سبکیؒ نے

''العلم المنشور'' میں لکھا ہے کہ چاند کے اثبات میں قاضی کو احتیاط کرنا ضروری ہے کیونکہ چاند کے مسئلہ میں دیگر اور گواہیوں کے نسبت زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ چاند کے دیکھنے میں اشتباہ اور تخیل ہو جاتا ہے کیونکہ چاند دُور ہوتا ہے اور باریک بھی ہوتا ہے۔''

چاند کی رویت کے بارے میں حقیقی رویت کے بجائے چاند کے وہم کے واقعات زمانۂ اسلاف حتیٰ کہ دَورِ صحابہ میں بھی کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں۔ مشہور صحابی رسول صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا مرتبہ و مقام اہل علم پر پوشیدہ نہیں، صحابہ کی ایک جماعت میں، جن میں حضرت ایاس بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے، چاند کا مراقبہ کرر ہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے مجھے چاند نظر آیا۔ جماعت میں سے کسی کو ان کے علاوہ باوجود تلاش و کوشش کے نظر نہیں آرہا تھا۔ حضرت ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ذہانت سے سمجھ گئے کہ معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر ایک سفید بال بھوں سے لٹک رہا ہے۔ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ نے وہ بال اُٹھالیا۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اب بھی نظر آتا ہے، اس پر انہوں نے فرمایا کہ اب نظر نہیں آتا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہ نے اوجز المسالک صفحہ 21، ج 5 پر اس قسم کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا نقل کیا ہے۔

''..........فرماتے ہیں کہ زمانۂ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ایک صاحب نے چاند کی رویت کا دعویٰ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا اپنا چہرہ صاف کرلو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب بھی چاند نظر آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ شاید تمہارے بھوں پر بال ہلالی شکل میں ہوگا جسے تم نے چاند خیال کرلیا۔ دونوں قصوں سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ چاند کی رویت میں دُوری اور دوسرے عوامل کے باعث اشتباہ ہو جانے کا بہت زیادہ امکان ہے اور دَورِ حاضر میں تو اس کا احتمال اور زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ بادل، غبار، کہر کے علاوہ فضا میں ہوائی

جہازوں کی گردش، اس کے دھویں، چمک وغیرہ بھی دیکھنے والے کو ہلالی شکل کے دھوکے میں ڈال دیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر خود دیکھنے والے کا اپنا تخیل بھی اس کی نظر میں ایک ہلالی تصور کو قائم کرسکتا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد علامہ محمد بخیت حنفی مصریؒ لکھتے ہیں۔

''.........اس سے معلوم ہوا کہ قاضی کو گواہوں کی حالت دیکھنی چاہیے۔ ان کے عدالت اور تیقظ، بیدار مغزی، شک اور تہمت سے برأت کی تحقیق کے ساتھ یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ ان کے حواس سالم ہیں، نظر تیز ہے۔ اُفق اور ہلال کی جگہ بھی ایسی نہیں کہ تشویش پیدا کرسکے۔ چاند کی جگہ بھی معلوم ہونی چاہئے جہاں اوّل روز طلوع ہوا کرتا ہے۔ حساب بھی معلوم ہونا چاہئے کہ آج رویت ممکن ہے یا نہیں کیونکہ مشہود بہ میں امکان شرط ہے۔ دیکھئے اقرار میں بھی امکان شرط ہے حالانکہ مقر اپنے متعلق خبر دیتا ہے تو بھلا شہادت میں کیوں امکان شرط نہیں ہوگا جبکہ اس کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا ہے لہٰذا قاضی کے پاس ان سب کی تحقیق ہونی چاہئے۔'' (ارشاد اهل الملة الیٰ اثبات الاهلة صفحہ 184)

زمانۂ اسلاف کے دونوں قصوں کا ماحصل یہ ہے کہ چاند کی رویت میں باہر کے دوسرے عوامل کے باعث اشتباہ ہوجانے کا بہت زیادہ امکان ہے۔

ذیل میں ماہر علم شرع وفلک علامہ محمد بن عبدالوہاب بن عبدالرزاق مراکشی کی کتاب "عذب الزلال فی مباحث رویت هلال" کی پانچویں فصل سے کچھ اقتباسات بطور تلخیص پیش کئے جاتے ہیں۔

فلکی حساب سے عدم امکان رویت کے باوجود خبر دینے والا رویت ہلال کی خبر یا شہادت دیتا ہے تو کسی بھی امر کی خبر میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور جھوٹ میں عمد اور خطا دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور اس کے بیشمار اسباب ہیں۔ ایسے حالات میں سمجھ، بوجھ اور عقل کی بات یہ نہیں کہ محتمل ومشتبہ خبر کو قبول کر کے اس پر حکم شریعت کو نافذ کیا جائے کیونکہ شریعت

مطہرہ کی بنیاد اور مدار محالات پر ہو نہیں سکتی ۔ اگر چہ فقہ میں صراحتاً اس قسم کا جزیہ نہیں ملتا، فقہا اس بارے میں اس وجہ سے خاموش نظر آتے ہیں کہ اس قسم کا واقعہ اس زمانہ میں نادر الوقوع بلکہ معدوم تھا مگر موجودہ دور میں کثرت سے اس کے وقوع نے ہمیں اس پر بحث و تمحیص پر مجبور کیا اور فقہ تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اور واقعات، حالات، زمانہ نیز عرف کے بدلنے سے فقہی مسائل بدل جاتے ہیں ۔ تجربہ میں یہ بات آئی کہ ایک شخص کہ جس کی عقل و دیانت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے وہ چاند کی رویت کے بارے میں غلطی کر جاتا ہے ۔ اگر شہادت رویت مذکورہ امور سے پاک ہو اور گواہ سلیم الحواس ہوں اور فلکی حساب سے چاند کی رویت ممکن ہو وہ گواہی ضرور قبول کی جائے گی اور ایسا نہ ہو تو شہادت کو رد کر دیا جائے گا اور اس قسم کی شہادت کو رد کرنا اور قبول نہ کرنا خلاف شرع نہیں کیونکہ فلکی حساب کا چاند کی رویت کے عدم امکان پر دلالت کرنا یہ شہادت میں ریب و شک کی ایک نوع ہے اور کسی بھی شہادت میں ریب و شک اس شہادت کو مردود کر دیتا ہے ۔

..........تبیین و جوہ الاختلال میں صفحہ 115 پر شہادت کے بارے میں لکھا ہے ۔

"..........ہر گواہی شریعت مطہرہ میں قبول نہیں کی جاتی تاکہ اس پر عمل کیا جائے بلکہ گواہی میں جب شک و شبہ پیدا ہو جائے تو اس کو رد کر دیا جاتا ہے ۔ اس پر علما کا اجتماع ہے اور اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب عزیز قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مشکوک و مشتبہ گواہی کو مردو قرار دیا ہے ۔ اس میں سے ایک واضح آیت کریمہ یہ بھی ہے ۔ "ولا تقبلوا الھم شھادۃ ابدا" ان کی گواہی ہرگز قبول نہ کی جائے ۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ گواہوں کی گواہی کو قبول کر کے اس پر عمل جب کیا جائے گا کہ گواہی شک و شبہ سے پاک اور مبرا ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ کتب فقہ میں قبول شہادت کے شرائط ذکر کئے گئے ۔"

ابن عوض نے اپنے رسالہ منحۃ العلی المتعال میں صفحہ 22 پر تحریر فرمایا ہے ۔

"..........اگر حساب قطعی چاند کے عدم امکان رویت پر دلالت کرتا ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا ۔ اس کے مقابلہ میں دو عادل گواہوں کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ گواہی کو قبول کرنے کے شرائط میں سے ہے مشہود کا حساً اور عقلاً ممکن ہونا..........۔"

اسی رسالہ کے صفحہ 19 پر شرح عباب کے حوالے سے حافظ ابن حجر کا شہادت کی بحث میں حسب ذیل قول نقل کیا ہے۔

''..........یقیناً گواہوں کی گواہی رد کردی جائے گی جبکہ حساب قطعی کے معارض ہو۔''

اصول حدیث کی تمام اہم اور معتبر کتابوں میں یہ اصول لکھا گیا ہے کہ عقلاً جو چیز ممکن نہ ہو یعنی محالات کے قبیل سے ہو، اس میں کسی ثقہ کی بھی روایت یا شہادت معتبر نہیں ہوتی۔ مثلاً مشہور حافظ حدیث ابن حجر نے اپنی معروف کتاب شرح نخبتہ الفکر میں موضوع حدیث کی پہچان بتاتے ہوئے لکھا ہے۔

''..........موضوع حدیث کی علامات میں سے ہے کہ متن حدیث نص قرآن یا سنت متواترہ اور اجماع قطعی کے خلاف ہو۔ اسی طرح عقل صریح کے خلاف ہونا بھی موضوع ہونے کی علامت ہے۔''

معروف شامی مصنف علامہ مصطفےٰ حسن سباعی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "السنتہ و مکانتھافی التشریعی الاسلامی" میں متن حدیث میں وضع کی سات علامات ذکر کی ہیں۔ اس میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1- حدیث کا مضمون بدیہی عقلی امور کے خلاف ہو اور اس کی کوئی صحیح تاویل اور معقول مراد نہ بیان ہو سکے۔

2- حدیث کا مضمون محسوسات و مشاہدات کے خلاف ہو۔

3- حدیث کا مضمون تاریخ کے قطعی اور یقینی مسلمات کے یا کائنات اور انسانی ہستی سے متعلق سنت اللہ اور قانون قدرت کے خلاف ہو۔

اسی طرح نقاد موضوعات علامہ جوزی کا قول ہے۔

جس حدیث کو تم دیکھو کہ وہ عقل کے خلاف ہے، مسلمہ اصول کے منافی ہے اور نقول (صحیح حدیث) اس کے مخالف ہیں تو سمجھ لو کہ وہ گھڑی ہوئی ہے۔

ان حوالہ جات کا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی روایت میں خلاف عقل، محال عادی اور

نظام قدرت کے مستحکم اصول کے خلاف شہادت بطریق اولیٰ رد کر دیا جانا چاہئے ......

......موجودہ دور کے مصری فاضل علامہ علی طنطاوی ...... سے چاند کے بارے میں ......لوگوں نے سوالات کئے اور انہوں نے جوابات دیئے ......۔

"سوال: لوگوں نے کثرت سے یہ سوال لکھا ہے کہ ہم رمضان کی ابتدا کے لیے فلکی حساب کا اعتبار کیوں نہیں کرتے اور سارے عالم میں تمام مسلمان ایک ہی دن رمضان کی ابتدا کیوں نہیں کرتے؟

جواب: بیشک اسلام دنیا میں بسنے والے سارے لوگوں کے لیے آیا ہے۔ اسلام کے اولین مخاطبین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے ہم عصر عرب علم فلک سے واقف نہ تھے اور موجودہ دور کے مانند نہ تو عربوں کے پاس اور نہ ہی اس زمانہ میں کسی اور جگہ رصد خانوں کا وجود تھا۔ اس لیے اوقات عبادات کے لیے ایسی علامتیں متعین کی گئیں جن کا علم وادراک تمام لوگ بآسانی کر سکیں۔ یومیہ عبادت نماز کے اوقات کا مدار آفتاب کی ظاہری گردش پر رکھا گیا اور سالانہ عبادت روزہ وحج کا مدار چاند کی رفتار پر متعین ہوا۔

(۲) روزوں اور نماز کے اوقات کے دخول میں فرق ہے۔ مثال کے طور پر نماز فجر کا وقت صبح صادق ہونے پر ہے اور رمضان کی ابتدا کا مدار چاند کی بصری رویت پر ہے۔ صبح صادق کا تحقق ہونے پر نماز فجر فرض ہو جائے گی چاہے کسی نے صبح صادق کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔ وقت کا حقیقی وجود فرضیت نماز کے لیے کافی ہے۔ بخلاف روزۂ رمضان کہ وہ چاند کی رویت کے بغیر فرض نہیں۔ اگر چاند کی رویت کسی کو نہ ہو تو رمضان کی ابتدا نہ ہو گی۔ حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم صوموا الرؤیتہ اس پر دال ہے۔

(۳) معتبر رویت وہ ہے جو آنکھ سے ہو......۔

(۴) بلاد مختلفہ کے حساب سے اختلاف مطالع ایک واقعی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اختلاف، رویت ہلال میں، اس کے اعتبار وعدم اعتبار کے بارے میں ہے۔ قول صحیح یہ ہے کہ اگر رمضان کا چاند کسی ملک میں ثابت ہو جائے تو اس سے مغرب

میں واقع ملکوں میں بھی رمضان ثابت ہو جائے گا۔

(۵) معتبر رویت چاند کا بعد مغرب دکھائی دینا ہے۔ دن میں چاند کی رویت کا اعتبار نہیں۔

(۶) چاند کی پیدائش کے معنی۔ چاند مہینہ کی آخری راتوں میں زمین اور سورج کے درمیان آجاتا ہے، اس وقت چاند کا وہ آدھا حصہ جو ہماری طرف ہوتا ہے وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ پھر چاند آفتاب سے دور ہوتا ہے تو چاند کا باریک حصہ قوس کی شکل میں زمین سے دکھائی دیتا ہے۔ اس سے اسلامی نیا ماہ شروع ہوتا ہے۔

(۷) چاند کی پیدائش (نیو مون) کا وقت گھنٹوں بلکہ منٹوں اور سیکنڈوں کے حساب سے سو سال پہلے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کی بڑی آبزرویٹریاں ہر سال اس کے اوقات کو شائع کرتی ہیں۔ یہ علم غیب نہیں بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ جل شانہ نے اس عالم کون کے لیے قائمی سنت اور دائمی قوانین ایک ہی رکھے ہیں۔ اللہ کے نزدیک ہر چیز کی ایک مقدار معین ہے اور ہر چیز ایک نظام محکم کے تحت گردش کرتی ہے اور ماہرین اس کے حسابات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔

(۸) حساب فلکی قطعی ہوتا ہے جبکہ چاند کی رویت کی شہادت ظنی ہے۔ بسا اوقات شاہد کو چاند کی رویت نہیں چاند کا وہم ہو جاتا ہے یا وہ جھوٹی گواہی دیتا ہے اور میرے سامنے ایسے بہت سے واقعات اور مثالیں ہیں۔ زمانۂ اسلاف کی ایک مثال یہ ہے کہ قاضی شریح کے سامنے ایک معمر بزرگ صحابی نے چاند کی رویت کی شہادت دی۔ قاضی شریح تیز نگاہ جوان تھے، ان کو چاند نظر نہ آیا نیز قاضی شریح کا دنیا کے گنتی کے چند اذکیا میں شمار ہوتا ہے، صحابی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بات پر وہ متفکر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ معمر صحابی کے بھوں کا ایک بال آنکھ پر لٹک رہا ہے، قاضی شریح نے اس کو ہٹا دیا۔ پھر بزرگ صحابی سے چاند کے نظر آنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، بھتیجے اب نظر نہیں آتا۔

1345ھ میں قاضی دمشق کے سامنے گواہوں نے چاند کی رویت کی شہادت دی۔ میرے چچا شیخ عبد القادر علم فلک کے ماہر تھے۔ انہوں نے علم فلک اپنے والد میرے

دادا سے سیکھا تھا۔ میرے دادا شیخ محمد 1250ھ میں طنطا (مصر) سے دمشق تشریف لے گئے تھے اور دمشق میں انہی کے ذریعہ یہ علم پھیلا تھا اور اب ہمارے خاندان میں اس کے ماہر میرے بھائی ڈاکٹر عبدالغنی ہیں جو جامعہ دمشق میں معاشیات کے اُستاد تھے اور جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں مدرس ہیں۔

میرے چچا قاضی دمشق کے پاس گئے اور عرض کیا کہ ہمیں لوگوں میں رسوا نہ کریں کیونکہ چاند کی رویت تو فلکی حساب سے آئندہ کل بھی ممکن نہیں۔ دوسرے دن قاضی صاحب شاہدوں کے چاند دیکھنے کے مقام پر تشریف لے گئے۔ ساتھ میں میرے چچا اور سعید الجزائری۔ امیر کے پوتے عبدالقادر اور زمزمی یا مکی دونوں میں سے ایک بھائی اور محدّث مغربی کے صاحبزادے محمد جعفر کتانی جو اس وقت دمشق میں موجود تھے۔ قاضی نے ان سب کی موجودگی میں گواہوں سے گفتگو کی جس سے واضح ہوا کہ ان کو وہم ہوا ہے یا اپنی شہادت میں جھوٹے ہیں۔

بطور مثال کوئی شخص بروز ہفتہ چاند کی رویت کی شہادت دیتا ہے اور اکثر اسلامی ممالک ان کی گواہی پر رمضان شروع کردیں اور ہفتہ کے روز سورج گہن ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ چاند کی رویت کی گواہی یا تو وہم ہے یا قطعاً جھوٹی ہے کیونکہ چاند کی رویت ہو اور اسی دن سورج گہن ہو، یہ محال و ناممکن ہے۔

(۹) ایسے حالات میں ہم کس پر عمل کریں؟

اس کا جواب حافظ ابن تیمیہ کے معاصر علامہ سبکی شافعی نے ایک رسالہ کے ذریعہ دیا ہے جس کو ساٹھ سال پہلے شیخ جمال الدین قاسمی نے شائع کیا تھا اور میرے چچا عبدالقادر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اسی نوعیت کے واقعہ کا اس میں بھی ذکر ہے۔

علامہ سبکی کے رائے کا خلاصہ جس سے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ''صوموا الرویتہ'' اور علم فلک کے حقائق میں تطبیق ہوتی ہے، یہ ہے کہ ہم اولاً علماء فلک اور ماہرین علم ہیئت سے امکان رویت کو معلوم کریں۔ اگر جواب اثبات میں ہو

تو ہم چاند دیکھنے کی سعی و کوشش کریں اور دمشق و مصر میں چاند کے مراقبہ کی خاص ترتیب ہے۔ اگر چاند نظر آئے تو اسلامی نیا ماہ شروع کریں۔ اگر علماء فلک و ماہرین ہیئت نے بتایا کہ چاند کی رویت ممکن نہیں اور گواہ چاند کی رویت کی گواہی دیں تو ہم اس گواہی کو رد کر دیں گے اور شہادت رویت کی تردید میں قاضی یا فیصل طریقہ یہ اختیار کرے کہ گواہوں پر سخت جرح کرے۔ کہاں دیکھا؟ کب دیکھا؟ کیا ہلال آفتاب کے دائیں تھا یا بائیں؟ کیا ہلال کی نوکیں آفتاب کی طرف تھیں یا مقابل؟

صاحب فتاویٰ شیخ علی طنطاوی برسوں دمشق میں قاضی رہے۔ لکھتے ہیں، میں اپنے زمانۂ قضا میں رویت ہلال کے گواہوں سے ایسا مناقشہ کرتا کہ جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔ اسی لیے چاند کی رویت کے فیصلے کے بارے میں قاضی کو علم فلک سے واقفیت مطلوب ہے۔ علامہ سبکی کی رائے میں غور و فکر کرنے والا آسانی سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس طریقہ سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علمِ فلک دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔

رویتِ ہلال کے عدم امکان کی چند صورتیں

1- اسلامی ماہ کی آخری تاریخوں میں مشرق کی جانب صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے چاند دکھائی دیا اور اسی دن شام کو اگر کوئی چاند کی رویت کی شہادت دے تو اس گواہی کو رد کر دیا جائے کیونکہ جو چاند صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے دیکھا گیا تو وہ لازمی طور پر شام کو غروب آفتاب سے پہلے غروب ہو جائے گا اور چاند کے غروب کے بعد اس کی رویت کی گواہی دینا اُفق کے نیچے غائب چاند کی گواہی دینا ہے جو محال ہے۔ نیز چاند کا صبح کو مشاہدہ اس بات کی دلیل ہے کہ چاند اب تک آفتاب کے مقابل ہو کر اس کی شعاعوں کی زد میں ہے اور یہ مسلّم حقیقت ہے۔ چاند اسلامی ماہ کے آخری دو دن آفتاب کے مقابل ہو کر براہ راست اس کی شعاعوں کی زد میں ہونے کی وجہ سے آنکھوں سے اوجھل رہتا ہے۔ ایک دن قِران شمس و قمر (نیو مون) سے پہلے اور تقریباً ایک دن بعد۔

2- اسلامی ماہ کی 29 تاریخ کو چند گواہوں کی شہادت سے چاند کی رویت ثابت کی گئی مگر دوسرے دن باوجود صحو (صاف افق) کے چاند کی عمومی رویت نہ ہو تو ان گواہوں کی گواہی رد کر دی جائے کیونکہ جو چاند 29 تاریخ کو دیکھا گیا وہ دوسری شام کو مزید 24 گھنٹے بڑا، زیادہ مدت اُفق پر رہنے اور زیادہ بلند ہونے کی وجہ سے زیادہ روشن نظر آنا چاہئے تھا۔

3- لوگوں نے سینکڑوں جگہ چاند کے مشاہدہ کی سعی کی اور افق غبار، ابر، بادل، دھند وغیرہ موانع سے صاف ہونے کے باوجود عمومی رویت نہ ہوئی۔ ایسے حالات میں معدودے چند افراد رویت ہلال کا دعویٰ کریں تو اس کو قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اگر چاند اُفق پر ہوتا تو سب کو نظر آتا۔

4- چاند اور آفتاب کی گردش کا حساب قطعی طور پر چاند کی رویت کی نفی کرتا ہو۔ اس وقت کوئی چاند کی رویت کی گواہی دے تو اس کو رد کر دیا جائے کیونکہ آبزرویٹری کا حساب طویل تجربہ کی روشنی میں قطعی ثابت ہوا ہے (قرانی فرماتے ہیں کہ ہلال اور چاند و سورج گرہن (کسوف وخسوف) کا حساب یقینی ہے کیونکہ اللہ کے محکم نظام میں آسمانی حرکات اور سات ستاروں کی رفتار ہمیشہ سے نظام واحد کے تحت حرکت کرتی ہے اور کسی نظام کے مستقل ہونے سے اس کی قطعیت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی بوڑھے کو دیکھتے ہی دیکھنے والا یہ یقین کر لیتا ہے کہ یہ پہلے بچہ تھا، پھر جوان ہوا اور اب بوڑھا ہے)۔

5- 29 تاریخ کو بادل کی وجہ سے دو گواہوں کی گواہی پر اسلامی ماہ شروع کیا اور ماہ کے تیس دن پورے ہوئے اور باوجود صحو کے چاند نظر نہیں آیا تو پہلے گواہوں کی تکذیب کی جائے کیونکہ چاند کی رویت 30 دن مکمل ہونے پر یقینی ہے، اس لیے کہ اسلامی ماہ 30 دن سے زائد اور 29 دن سے کم نہیں ہوتا۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اس مسئلہ میں فرماتے ہیں کہ وہ دونوں گواہ جھوٹے ہیں اور امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مختصر میں لکھا ہے کہ باوجود صحو کے 30 کو چاند نظر نہ آئے تو ان دونوں گواہوں کو جھوٹا قرار دیا جائے۔

6- سورج گرہن کے دن آفتاب گرہن کی حالت میں غروب ہو گیا اور گواہوں نے رویت

ہلال کی گواہی دی تو اس کو رد کر دیا جائے کیونکہ سورج گرہن میں آفتاب چاند کے مقابل ہوتا ہے۔ جب آفتاب حالت کسوف میں غروب ہو گیا تو چاند بھی ساتھ ہی غروب ہو گیا اور چاند غروب ہونے کے بعد اس کی رویت محال و ناممکن ہے۔

7- چاند کے گواہ کسی مشرقی ملک میں چاند کی رویت کی گواہی دیں اور اس سے مغرب میں واقع ممالک میں باوجود صحو کے چاند کی رویت نہ ہو تو ان گواہوں کو جھٹلایا جائے گا کیونکہ چاند اگر مشرق میں دیکھا گیا تھا تو لازم تھا کہ اس سے مغرب میں واقع ملک میں اس کی رویت ہو بلکہ اس سے زیادہ روشن اور واضح ہو۔ (قرانی فروق میں فرماتے ہیں کہ چاند کی رویت مختلف ملکوں میں اس وجہ سے مختلف ہوتی ہے کہ جن ملکوں میں چاند ابھی آفتاب کی شعاعوں کی زد میں ہوتا ہے اور آفتاب و چاند دونوں جانب مغرب حرکت کرتے ہیں تو مغربی ممالک میں غروب آفتاب تاخیر سے ہونے کی وجہ سے چاند آفتاب کی شعاعوں سے نکل کر نظر آئے گا جب کہ مشرق والوں کو چاند ابھی آفتاب کی شعاعوں میں مستور ہونے کی وجہ سے دوسری رات نظر آئے گا)

8- فلکی اعتبار سے نئے چاند کی ولادت سے پہلے چاند کی رویت ناممکن ہے۔ اگرچہ چاند کی ولادت سے پہلے چاند کی عدم رویت ایک بدیہی امر ہے اور قابل ذکر نہیں تھا مگر اس کا ذکر کرنا ضروری اس لیے ہوا کہ کئی سالوں سے بعض ممالک میں رویت ہلال کا اعلان چاند کی ولادت سے پہلے ہوتا رہا ہے۔

9- چاند جب آفتاب سے پہلے غروب ہو جائے تو بھی نئے چاند کی رویت قطعاً ناممکن ہے۔ یہ صورت بھی پہلی صورت کے مانند بدیہی ہے کیونکہ اُفق پر موجود شے کی رویت ہو سکتی ہے۔ جب چاند اُفق سے نیچے جا چکا اور اس کا وجود افق پر ہے ہی نہیں تو رویت کیسی اور کس چیز کی؟

10- جب چاند اور آفتاب دونوں ایک ساتھ غروب ہو جائیں تو بھی چاند کی رویت قطعی طور پر ناممکن ہے۔"

اسلامی ممالک کے مابین رویتِ ہلال کا غیر حقیقی اختلاف

سعودی عرب میں برصغیر سے قبل لازمی رویت ہو جانے کا موجودہ عمل

درجِ بالا عنوان کے تحت بزرگوار ضیاء الدین لاہوری اپنی کتاب ''رویت ہلال موجودہ دور میں'' میں فرماتے ہیں۔

''برصغیر پاک و ہند کے مسلمان ایک عرصہ سے یہ مشاہدہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ رمضان اور عیدین کے معاملے میں ان کا سعودی عرب اور اس کا اتباع کرنے والے ممالک سے ایک یا دو روز کا ہمیشہ اختلاف ہوتا ہے اور ایسا موقع کبھی نہیں آیا کہ ان کی تاریخوں میں یکسانیت ہوئی ہو۔ جہاں تک شرعی تقاضوں کا تعلق ہے یہ امر بالکل واضح ہے کہ جہاں چاند نظر آجائے وہاں اس کی شہادت کی روشنی میں اس مہینے سے متعلق دینی فرائض و واجبات ادا کئے جائیں مگر فلکیاتی معلومات نہ رکھنے والا ایک عام انسان بھی اس بات پر حیران ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع کے سبب ایک روز کا اختلاف تو ممکن ہے مگر پاکستان میں ہر مہینے سرکاری اور نجی طور پر چاند دیکھے جانے کی کوششوں کے باوجود ان کی تاریخیں سعودی عرب سے دو روز پیچھے کیوں ہو جاتی ہیں؟ سعودیہ میں ایک شام نظر آجانے والا چاند کہاں غائب ہو جاتا ہے جو

برصغیر میں صاف و شفاف آسمان پر لاکھوں متلاشی آنکھوں کو دوسری شام بھی دکھائی نہیں دیتا؟ دنیا بھر کے فلکیاتی ماہرین سے اس مسئلہ پر استفسار کیا جائے تو سب کی متفقہ رائے ہوگی کہ سعودی عرب میں اعلان کردہ تاریخوں پر چاند دکھائی دینا قطعاً ممکن نہیں۔ کیا وہاں واقعی ایسا ہوتا ہے؟ خوش اعتقادی اور ارض مقدس سے جذباتی وابستگی اسے قبول کرنے میں زبردست مانع ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ جیسے ہم اوقاتِ نماز کے لیے ماہرین فلکیات کے مرتب کردہ نقشوں میں دقیقوں تک کو درست تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح انہی کے اخذ کردہ اعداد و شمار ثابت کرتے ہیں کہ واقعتاً ایسا ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ کب سے جاری ہے، سابقہ ریکارڈ کی دستیابی کے بغیر اس کے متعلق کچھ کہنا ممکن نہیں البتہ بعض فنی ماہرین کے تقریباً نصف صدی قبل کے مضامین میں بھی یہی شکایت پائی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیفیت اس سے بھی ایک عرصہ پیشتر سے چلی آرہی ہے۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟

اس سوال کا جواب آپ کو ایک دردمند کلمہ گو ماہر فلکیات کے خیالات سے مل جائے گا جو اُس کے رویت ہلال کے ضمن میں فنی معلومات سے پُر تین قسطوں پر مشتمل مضمون کے آخر میں ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور کے شمارہ بابت نومبر 1967ء میں شائع ہوئے:۔

''سال کے بعض مہینوں اور ان مہینوں کی بعض خاص خاص تاریخوں، دنوں یا راتوں کے تعین، یا ہفتے کے بعض خصوصی دنوں کے تعین .... سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دن یا مہینے بعض امور سے متعلق کچھ ماورائے مادی خصوصیات رکھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح احکام قرآنی کے تحت قمری مہینوں کا نئے دیکھے جانے والے چاند سے آغاز بھی اپنی جگہ مابعد الطبیعاتی معنویت رکھتا ہے اور ایسے آغاز کی رو سے بعض عبادات کے لیے مقرر کی جانے والی تاریخیں لازماً ماورائے مادی حکمتیں اور خصوصیات رکھتی ہیں، تب ہی تو مثلاً حج کے لیے ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا تعین کر دیا گیا جو علم الٰہی میں یقیناً اپنی خاص برکات رکھتی ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر اس امر پر غور کیجئے کہ اگر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی تاریخ سے ایک یا دو

دن پیشتر ہی حج کر لیا تو کیا اس اجتماع کو وہ برکات حاصل ہو سکتی ہیں جو علم الٰہی میں ایک مقررہ تاریخ کے تحت اسے حاصل ہوں گی؟ اس کی مثال کچھ ایسی ہو گی جیسے ہم کسی ہفتے میں جمعرات کو اور کسی ہفتے میں بدھ کے دن کو جمعہ قرار دے لیں اور اس دن ظہر کے وقت دو رکعتیں ادا کر کے یہ سمجھ لیں کہ جمعہ کا فرض بھی ہمارے ذمہ سے ساقط ہو گیا اور نماز جمعہ کا ثواب بھی ہمیں مل گیا! یا شعبان کی پندرھویں شب کی بجائے چودھویں یا تیرھویں رات کو شب برأت سے متعلق عبادات نافلہ انجام دیں۔ ہمیں واضح طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے ان اعمال سے کارخانہ قضا و قدر کے انتظامات نہیں بدل سکتے بلکہ اگر ہم اپنی عبادتوں کو غلط تاریخوں یا دنوں میں انجام دیتے ہیں تو یہ عبادتیں ان فوائد سے محروم رہتی ہیں جو انہیں احکام الٰہی کے مطابق صحیح وقت پر انجام دینے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ رمضان کے روزوں کا بھی بیشتر ملکوں میں یہی حال ہو رہا ہے کہ یہ متبرک مہینہ فطرت کے مقرر کئے ہوئے معیاروں سے عموماً ایک دو دن پہلے ہی شروع کر دیا جاتا ہے اور ایک دو روز پہلے ختم بھی ہو جاتا ہے۔ اس طرح دنیا کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہر سال دو ایک ایسے روزے رکھتی ہے جو فرض نہیں ہیں اور ان کے بدلے دو ایک فرض روزے چھوٹ جاتے ہیں۔ اس سنگین صورت حال سے متعلق ایک قوی شبہ یہ ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ محض اتفاقاً نہیں ہو رہا ہے بلکہ یہ ایک ایسی سوچی سمجھی اور گہری سازش کا نتیجہ ہے جس کا ہدف سارا عالم اسلام ہے۔ دشمنان اسلام اس دین کے حقائق، ان حقائق کی صداقتوں اور ان کے اثرات سے بخوبی واقف ہیں، چنانچہ آج کل ان کی تمام تر کوششیں اس طرف مرکوز ہیں کہ مسلمان نہ صرف ان حقائق سے ناواقف رہیں بلکہ انہیں ان سے منحرف بھی کر دیا جائے اور ان کی موجودہ لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے انہیں گمراہی کے مختلف راستوں پر ڈالا جائے۔ از آنجملہ ایک اہم چیز یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عالم اسلام کے اس عظیم سالانہ اجتماع کو، جسے حج کہتے ہیں، غلط تاریخوں پر ڈال کر اسے ایک جسد بے جان بنا دیا جائے تاکہ برکات اور قبولیت دعا کا یہ عظیم موقع، خدا کے مقرر کردہ حساب سے ہٹ جانے

کی بنا پر اپنی مابعد الطبیعاتی افادیت کھو بیٹھے اور اس کے وہ حقیقی اثرات مترتب نہ ہوں جو صحیح تاریخ پر انجام دیئے جانے کی شکل میں ہو سکتے ہیں۔ دشمنان اسلام کی جانب سے اس قسم کی رخنہ اندازیوں کے قرائن اس زمانے میں بہت قوی ہیں۔ اب غور کر لیا جائے کہ ان حالات میں اسلامی ملکوں کی حکومتوں اور خصوصاً علمائے کرام پر صورتحال کی اصلاح کرنے کی کس قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ اپنی اہم ترین عبادتوں سے ایسی لاپرواہی، ان کی صحیح تاریخوں کے تعین کے اصول اور ان کی روح سے ایسی ناقابلِ یقین لاعلمی اور انہیں اتنا ہلکا سمجھنا ہماری موجودہ محرومیوں اور ناکامیوں کے اسباب میں سے ایک سبب ہو۔"

سعودیہ میں اعلانِ رویت کے مطابق چاند دیکھنے کی ناکام کوششیں

سعودی عرب میں رویت ہلال کے سرکاری اعلان کی شام وہاں پر چاند دیکھنے کی انفرادی کوششیں ہو چکی ہیں مگر کبھی مثبت نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ راقم الحروف کو 1979ء میں رمضان المبارک تا محرم الحرام کا عرصہ مدینہ منورہ میں قیام کا شرف حاصل ہوا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں برادر اسلامی ملک ترکی کا ایک وفد شوال کا چاند دیکھنے کی غرض سے سعودی عرب آیا۔ اس وفد نے واپسی پر جو رپورٹ پیش کی اس کا متعلقہ حصہ مولانا یعقوب اسماعیل قاسمی نے درج کیا ہے:

"جمہوریہ ترکیہ کے شؤن دینیہ کے رئیس طیار آلتی قولاج اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ہمارا پانچ افراد پر مشتمل وفد 16 / اگست 1979ء مطابق رمضان 1399ھ کو جدہ سعودی عرب چاند کی تحقیق کی غرض سے پہنچا۔ وفد شیخ عبدالعزیز بن باز رئیس مجلس قضا کی خدمت میں 21 / اگست کو صبح 11 بجے حاضر ہوا۔ اس وقت شیخ عبدالعزیز بن باز کے پاس لوگوں کا بڑا مجمع تھا۔ وفد نے حاضری کی غرض کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ بن باز سے

خصوصی وقت کے تعین کی درخواست کی چنانچہ دوسرے دن 22 راگست 1979ء کو صبح دس بجے کا وقت ملاقات کے لیے طے ہوا۔ بیس روز پہلے موضوع سے متعلق کاغذات میں نے ٹرکی سے روانہ کئے تھے۔ اس بارے میں دریافت کرنے پر شیخ بن باز نے فرمایا کہ مجھے اطلاع نہیں مگر میں رات کو معلوم کرلوں گا۔ ٹرکی وفد کو توقع تھی کہ آئندہ کل 22 راگست کی مجلس میں شیخ بن باز کے ساتھ دوسرے سعودی علما موجود ہوں گے۔

وقت متعین کے مطابق ٹرکی وفد دوسرے دن 22 راگست 1979ء کو شیخ بن باز کی خدمت میں حاضر ہوا، شیخ کے پاس اس وقت ایک نوجوان کے علاوہ علما میں سے کوئی نہیں تھا۔ شیخ بن باز نے ہمارے کاغذات کے جواب میں فرمایا کہ یہ اللہ کی توفیق اور اسلام کی بڑی خدمت ہے۔

وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے میں نے فضیلت الشیخ بن باز کی خدمت میں مدعا کی وضاحت کرتے ہوئے عرض کیا کہ آج شام ہلال کی رویت کے بارے میں ہم چاہتے ہیں کہ جناب وفدِ ٹرکی کے ساتھ اپنے معتمد اشخاص یا علما وغیرہ کو کر دیں تا کہ ہم سب مل کر ہدیٰ یا شفا پہاڑ پر جا کر چاند کا مراقبہ کریں۔ اس کے جواب میں شیخ بن باز نے فرمایا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں، چاند کی خبر ملنے پر حکومت کی طرف سے اس کا اعلان ہو جائے گا اور ہماری معروضات پر شیخ نے کوئی توجہ نہیں کی۔ شیخ کے اس قسم کے جواب سے پریشان ہو کر میں نے موضوع کی مزید وضاحت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم علما اس بارے میں لوگوں کے روزوں اور عید کے ذمہ دار ہیں کہ شاہدین کی شہادت پر کہ جس کی تصدیق مشکوک ہو، لوگوں کو روزہ رمضان میں عید کروائیں۔ میں نے وضاحت کرتے ہوئے قرِان شمس وقمر اور فلکی حساب کی بات بھی کی مگر ہماری پریشانی اور قلق کا شیخ بن باز نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور یوں فرمایا کہ علماء فلک تو فاسق ہیں، ان کی باتوں پر عمل نہیں کیا جائے گا اور سارے عالم میں ایک دن رمضان و عید منانا ضروری نہیں، ہر ملک والا اپنی رویت پر عمل کرے۔ بہر صورت ہمارے اصرار کے

باوجود وہ چاند کے مراقبہ کے لیے ہمارے ساتھ کسی کو بھیجنے کے لیے تیار نہیں ہوئے اور تُرکی وفد مایوسی کے ساتھ انتہائی رنجیدگی سے شیخ کی مجلس سے واپس ہوا۔

تُرکی وفد 22 راگست 1979ء کو مکہ مکرمہ سے طائف آیا تا کہ طائف سے 30 کلومیٹر دُور مملکتِ سعودیہ کے سب سے اونچے پہاڑ شفا پر جا کر چاند کا مراقبہ کرے۔ وفد میں ریٹائرڈ انجینئر ماہرِ فلکیات کہ جنہوں نے تیس سال اس میدان میں تجربہ کیا ہے بنام عارف جوکلو بھی موجود تھے۔ ہم سب نے دوربین وغیرہ آلات کے ساتھ چاند کا مراقبہ کیا مگر چاند نظر نہ آیا کیونکہ چاند غروب آفتاب سے 20 منٹ پہلے غروب ہو چکا تھا۔

حکومت سعودی کی طرف سے 22 راگست کی شام کو اعلان ہوا کہ گواہوں کی گواہی کی بنا پر آئندہ کل 23 راگست 1979ء کو عید الفطر ہوگی اور عید کی مسرت میں توپیں داغنے لگیں حالانکہ یہ اعلانِ عید ٹھیک قِران شمس وقمر کے فوراً بعد امریکن بحریہ (نیوی) کے حساب کے مطابق تھا۔

حکومت سعودیہ کے اعلان کے مطابق مملکت میں لوگوں نے 23 راگست 1979ء کو عید الفطر منائی۔ تُرکی وفد نے عدم اطمینان کی بنا پر روزہ رکھا۔ وفد 23 راگست 1979ء کو طائف کے پہاڑ ہدیٰ پر چاند کے مراقبہ کے لیے گیا۔ آج وفد میں مزید دو افراد انجینئر خلیل توردن اور ابو ذریوز قدرت شامل تھے۔ ہم سب نے چاند کا مراقبہ کیا مگر آج 23 راگست کو بھی اُفق پر چاند کا کہیں پتہ نہ تھا حالانکہ جب سعودی شاہدین کو 22 راگست کو چاند کی اگر صحیح رویت ہوئی ہوتی تو آج 23 راگست کو تو وہ چاند اُفق سے بہت اونچا اور دیر تک واضح طور پر نظر آنا چاہئے تھا۔

22 راگست 1979ء کو ہلال کی عدم رویت کی دوسری قوی دلیل یہ بھی ہے کہ اس دن سورج گہن ہوا جو امریکہ کے بعض شہروں میں دیکھا بھی گیا اور سورج گہن کے وقت چاند کی زمین سے رویت غیر ممکن اور محال ہے۔ سورج گہن کا ہزاروں افراد نے مشاہدہ کیا تو چاند کی غیر ممکن ومحال رویت کو شاہدوں کی شہادت سے کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے۔''

پروفیسر محمد حمزہ نعیم اپنے مضمون ''نیومون اور کریسنٹ مون کیا ایک چیز ہے؟'' میں شوال ہی کے چاند کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''میں 12 نومبر 2004ء کی شام حرم کعبہ میں تھا۔ مغرب کی نماز کے دو گھنٹہ بعد بھی اعلان رویت نہ ہوا تھا۔ نماز عشا حرم کعبہ میں ادا کی۔ علمی طور پر غروب شمس سے پہلے ہی قمر غروب ہو چکا تھا۔ جب قمر موجود ہی نہیں، وہ 9 منٹ پہلے مطلع سے نیچے جا چکا ہے، اسی طرح مدینہ منورہ اور جدہ میں بھی چاند مطلع اُفق سے غائب ہے تو پھر رویت کا سوال ہی نہیں .... سعودی شاہی فرمان میں شائع ہو چکا ہے کہ سورج سے پہلے غروب ہونے والے نیومون کو ہلال شمار نہیں کیا جائے گا۔ میں خوش تھا کہ آج حرم محترم میں آخری تراویح نصیب ہو سکیں گی مگر۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

غروب شمس کے پونے تین گھنٹے بعد اور غروب قمر کے تقریباً تین گھنٹے بعد توپیں داغی جانے لگیں، نہ حکومت کی طرف سے ''مبارک ہو شب عید'' کہا گیا نہ ائمہ حرم نے حاضرین حرم کو عید مبارک کہا، بس دیکھا کہ سب لوگ گھروں کو جا رہے ہیں۔ کبھی ایک نظم کا مصرع سُنا تھا۔

اے میرے بچے پیدا نہ ہو

تو جیسے پیدا نہ ہونے والے کو اے میرے بچے کہہ کر خطاب کیا گیا، گھنٹوں پہلے غروب ہو جانے والے ناممکن رویت چاند کو ہلال کہہ دیا جا رہا تھا......... بہر حال سعودی شاہی فرمان پر خود ہی عمل نہ کیا گیا۔

پروفیسر محمد حمزہ نعیم کچھ عرصہ قبل ہی گورنمنٹ کالج جھنگ سے بطور پرنسپل ریٹائر ہوئے ہیں۔ درج بالا تحریر میں انہوں نے نومبر 2004ء میں شوال کے چاند سے متعلق لکھا ہے لیکن اس مشاہدہ سے ربع صدی قبل کے اُن کے ایک مشاہدہ کی تفصیل ماہنامہ ''روحانی دینا'' کراچی کے شمارہ بابت جنوری 1981ء میں شائع ہوئی۔ پروفیسر محمد حمزہ نعیم لکھتے ہیں:

''اکتوبر 1978ء میں مجھے مدینہ منورہ جانے اور مسلسل ایک مہینہ وہاں حاضر رہنے کی

سعادت نصیب ہوئی۔ میں سعودی حکومت کے وظیفے پر حکومت پاکستان کی طرف سے دیگر چوبیس فاضل پروفیسروں کے ہمراہ ریاض یونیورسٹی میں ایک علمی وتربیتی کورس کرنے گیا تھا۔ اس طرح مجھے عملی طور پر موقع ملا کہ ہلال عید دیکھوں، چنانچہ میں بذات خود مدینہ منورہ کے مشہور پہاڑ ''جبل احد'' پر ذی القعدہ کی آخری تاریخوں میں چلا گیا اور تین دن مسلسل چاند دیکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ پہاڑ کی تھوڑی بلندی پر مشرقی جنوبی سمت میں ایک برمی آبادی تھی، میں وہاں ٹھہرا رہا۔ اُدھر مکہ مکرمہ میں انہی دنوں میرے ایک فاضل دوست، جو علم جغرافیہ کا خاصا درک رکھتے ہیں اور پانی اور آئینے کے ذریعے چاند رہلال والی شب سے دس بارہ گھنٹے قبل چاند دکھا دیتے ہیں، پروفیسر غلام نبی طارق اسی رویت ہلال کے لیے ''جبل ابی قبیس'' نامی معروف پہاڑ کی چوٹی پر مسجد بلال کے پاس چاند دیکھنے کی کوشش کرتے رہے، مگر یقین کیجئے کہ جس روز سے وہاں پہلی ذی الحجہ شمار کی گئی اس روز تو کیا، اس سے اگلے روز بھی ہمیں چاند کہیں نظر نہیں آیا۔ ہم نے پورا مطلع چھان مارا، البتہ تیسری شب چاند ذرا اونچا تھا، زیادہ سے زیادہ اس دن ہم دوسری کہہ سکتے تھے اور علم ہیئۃ الافلاک کی رُو سے 31 راکتوبر 1978ء اور یکم نومبر 1978ء کی درمیانی شب ایک بجے رات شمس وقمر کا اجتماع ہو چکا تھا لہٰذا اسی رات کو پہلی رات اور یکم نومبر کو ذی الحجہ کا پہلا دن ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اگر پاکستان کے انداز میں رویت ہلال ہوتی تو یوم عرفہ یعنی حج کا دن ہفتہ یا جمعہ کا دن ہوتا لیکن عملاً وہاں خمیس (جمعرات) کو وقوف عرفہ ہو کر جمعہ کو عیدالضحیٰ دس ذی الحجہ تھی۔ اسی طرح 29-30 دسمبر 1978ء کی درمیانی شب اجتماع شمس وقمر تھا لہٰذا اسے پہلی تاریخ شمار کر لیا گیا۔ قرِان سے کئی گھنٹے پہلے چاند رات کا شمار کر لیا جانا واقعۃً عجیب ہے۔ اس کے بالمقابل پاکستان میں دو دن بعد رویت ہلال کمیٹی نے چاند ہونے کا اعلان کیا جو نظری رویت کے حساب سے درست بات تھی۔''

سعودی رویت کے اعلانات کی حقیقت

بزرگوار ضیاء الدین لاہوری ''رویت ہلال موجودہ دور میں'' میں فرماتے ہیں:

''سعودی رویت پر ماہرانہ آراء اور انفرادی مشاہدات وہاں کے نظام رویت ہلال کے

بارے میں عام ذہنوں میں بہت سے شکوک پیدا کرنے کا موجب ہیں اور سالہا سال سے متعدد مضامین اور کتب میں ان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ دوسری جانب ایک حلقہ سعودی حکمرانوں سے ایک خاص فقہی ہم آہنگی کے باعث ان شکوک کو باطل اور علمی فلکیاتی توضیحات کو محض جھوٹ اور فریب تصور کرتا ہے اور اسے مسلمانوں کے خلاف فرنگیوں کی ایک زبردست سازش سے تعبیر کرتا ہے۔ بعض دیگر حلقے اسے سعودی انتظامیہ کے خلاف ایک بہتان قرار دیتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ ان کی محض خوش اعتقادی ہو یا پھر ان کی نظر میں رویت ہلال کے فقط سعودی اعلانات ہوتے ہیں جن میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ملک کے فلاں فلاں علاقوں سے چاند نظر آ جانے کی اتنی شہادتیں ملی ہیں۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ چاند نہ ہونے کے سابقہ فیصلہ کو اچانک اس اعلان سے بدل دیا گیا کہ تاخیر سے ملنے والی شہادت کے مطابق رویت ہلال ہوگئی ہے۔ بعض لوگ تو اس قسم کے اعلانات کو ہی سعودی نظام رویت کے درست ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ اس ضمن میں نہ وہ خود اپنی آنکھوں سے چاند دیکھے جانے کی بات کرتے ہیں اور نہ اپنے کسی واقف کار، دوست یا عزیز کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں، فقط سعودی اعلانات ہی ان کا اصل ماخذ ہوتے ہیں۔

شکوک و بے یقینی کی اس فضا میں کیا یہ ممکن نہیں کہ اس کیفیت اور (بعض حلقوں کے مطابق) بدگمانیوں کو دور کرنے کے لیے کوئی قابلِ عمل منصوبہ تجویز کیا جائے اور اصل صورت حال دریافت ہو جانے کے بعد اسے اہل اسلام کی تسلی کے لیے مشتہر کیا جائے۔ بعض اصحاب کی یہ رائے ہو سکتی ہے کہ جب اسلام ہمیں شرعی معاملات میں سائنس دانوں کی تحقیقات پر یقین کرنے کو مجبور نہیں کرتا تو ہم ایسا کر کے خوامخواہ بدگمانیوں کو کیوں جنم دیں۔ ان کا ارشاد ان کے اپنے خیال کے مطابق بجا ہو سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ اسلام میں عبادات کا انعقاد سائنسی آلات یا معلومات کا مرہونِ منت نہیں مگر وہ ان کے استفادہ سے منع بھی نہیں کرتا بشرطیکہ نتائج قرآن و سنت کے بنیادی تقاضوں سے متصادم نہ ہوں۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ماہرین فلکیات متعدد حالتوں میں، خصوصاً ''غیر یقینی معیاد'' کے دوران چاند ہونے یا نہ ہونے کی حتمی پیش گوئی نہیں کر سکتے لیکن

وہ چاند دکھائی دے جانے کے کم از کم معیار پر اپنے مشاہدات کے درست ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم ان کی آراء قبول کرنے پر مجبور نہیں مگر مشاہدات کے ذریعہ خود ان کی تصدیق یا تردید کر سکتے ہیں۔ رویت ہلال کے معاملے میں وہ اس بات پر ضرور متفق ہیں کہ فلکیاتی نئے چاند کی پیدائش یعنی قرِان شمس وقمر سے ایک خاص عرصہ تک چاند کا دکھائی دے جانا کسی صورت ممکن نہیں چہ جائیکہ یہ اپنی پیدائش سے پہلے ہی نظر آ جائے۔ اگر ہم اس اصول پر یقین نہیں کرتے تو ہم پر ان کی ماہرانہ آراء کو پرکھنا اس صورت میں واجب ہو جائے گا جب وہ اس بات کا دعویٰ کریں کہ سعودی عرب میں چاند دکھائی دینے کے اعلانات کبھی کبھار یا اکثر و بیشتر نہیں بلکہ ہمیشہ غلط ہوتے ہیں۔ وہاں تو اس چاند کو بھی دیکھنے کا اعلان کر دیا جاتا ہے جسے پیدا ہونے میں ابھی گھنٹوں باقی ہوں۔ علوم فلکیات کی رو سے ایسا ہونا محال ہے اور عام مشاہدات سے بھی اس کی تصدیق ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقت سے واقف افراد رویت ہلال کی شہادتوں کے بارے میں سعودی اعلانات پر یقین نہیں کرتے لہٰذا ان کی صداقت کو جانچنے کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا۔

.... آیئے، ہم تھوڑی دیر تک فلکیاتی توضیحات کے چکر میں بھی نہیں پڑتے اور اس سے بے تعلق ہو کر اسلامی ممالک کے مابین رویت ہلال کے غیر حقیقی فرق کے اسباب تلاش کرتے ہیں۔ اسلامی ملک مراکش میں پاکستان کی طرح رویت ہلال کے انتظامات شرعی احکامات کی روشنی میں کیئے جاتے ہیں۔ پاکستان سعودی عرب سے دو گھنٹے کے فرق پر مشرق میں اور مراکش اس سے تین گھنٹے کے فرق پر مغرب میں واقع ہے۔ پاکستان اور مراکش کے درمیان پانچ گھنٹے کا فرق ہونے کے باوجود دونوں جگہ قمری مہینے اکثر و بیشتر ایک ہی روز شروع ہوتے ہیں مگر دونوں کے درمیان واقع ملک سعودی عرب ایک یا دو روز کی ہمیشہ بازی لے جاتا ہے۔ یہ صرف ان دو ممالک میں یکساں رویت ہونے کی بات نہیں، سعودیہ کی رویت سے غیر متاثر ممالک کی اور بھی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ بعض ملک سعودی رویت ہلال کا اتباع نہ کرنے کے باوجود اس سے اس لحاظ سے متاثر ہو جاتے ہیں کہ وہ دو دن کے اصل فرق کی بجائے صرف ایک دن پر اکتفا کرتے ہیں۔

............انڈونیشیا کرۂ ارض کے انتہائی مشرق میں واقع اہم ممالک میں شمار کیا جاتا ہے جبکہ مراکش عالم اسلام کے انتہائی مغرب میں واقع قابلِ ذکر ملک ہے۔ ایران اور پاکستان ان کے درمیان واقع ہیں۔ اب غور کیا جائے کہ عالم اسلام کے مشرق سے لے کر مغرب تک رویت ہلال ایک ہی روز ہو رہی ہے مگر درمیان میں سعودی عرب، جو ایران کے متوازی واقع ہے، دو روز قبل ہی چاند ہونے کا اعلان کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام اسلامی ملکوں میں ایک ہی روز تہوار منائے جانے کے امکانات موجود ہیں مگر سعودی رویت اس امر میں سخت مانع ہے۔

سعودی رویت کے اعلانات کی تصدیق کے لیے قابل عمل تجویز

سعودی رویت کے متعلق مندرجہ بالا تمام صورتحال کو ایک لمحہ کے لیے بدگمانیاں، غلط بیانیاں، جھوٹ، فریب جو بھی مناسب سمجھیں تصور کر لیں مگر انہیں اسی طرح قائم رہنے دینا بھی کوئی دانشمندی نہیں۔ ایک عرصہ بعد بدگمانیاں نفرت میں بدل جایا کرتی ہیں اور ارض مقدس کے بارے میں اس قسم کی کیفیت دین میں فساد کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس کی ایک زندہ مثال مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمان ہیں جو اسی مسئلہ پر سخت افتراق کا شکار ہیں............ ان مبینہ بدگمانیوں کو دور کرنا کوئی مشکل امر نہیں بشرطیکہ نیت موجود ہو۔ اگر علماء کرام کی ایک جماعت سعودی عرب جا کر وہاں چند مہینوں کے ہلال اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کرے اور یقین حاصل کرے کہ جس روز سعودی عرب میں چاند ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے وہاں چاند واقعی نظر آ جاتا ہے تو بات صاف ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ذمہ داری سعودی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اگر وہ خود کو حق پر سمجھتی ہے تو تمام مکاتب فکر کے علما پر مشتمل ایک جماعت کو اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لیے اپنے ہاں آنے کی دعوت دے مگر شرط یہ ہے کہ اس میں شامل افراد کی تعداد معقول ہو اور انہیں صرف اپنے نظام رویت ہلال کے طریق کار اور شہادتوں کے عمل سے ہی آگاہ نہ کیا جائے بلکہ رمضان سے ذوالحجہ تک ہر ماہ انہیں اعلان کی شام چاند دکھا کر ان کی تسلی کی جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ سعودیہ میں چاند ہمیشہ خاص علاقوں میں چند افراد کو ہی نظر آئے کیونکہ وہ

ایسا ملک نہیں کہ جہاں مطلع اکثر ابر آلود رہتا ہو جو ایک جم غفیر کو نیا چاند دکھائی دینے کی راہ میں مزاحم ہو۔ اگر ان انتظامات کے تحت سعودی اعلانات کے مروجہ قاعدوں کے مطابق چاند نظر آ جائے تو ہم دنیا کی رصد گاہوں کو یہ بتانے پر مجبور ہوں گے کہ ان کا علم مشاہدات کی بنا پر گمراہ کُن حد تک غلط ثابت ہوا ہے۔ مزید برآں ہم پر یہ فرض بھی عائد ہو جائے گا کہ ان کے بتائے ہوئے اوقاتِ نماز پر بھی تحقیق کریں۔"

سعودی عرب میں رویتِ ہلال کا طریقہ کار

انٹرنیٹ پر قائم کردہ ویب سائٹ البلاغ (شمالی امریکہ) میں سلمان ظفر شیخ سعودی عرب میں رویت ہلال کے طریقہ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے 1995-2000 تقریباً پانچ برس سعودی عرب میں کام کرنے اور وہاں قیام کا موقع عطا کیا۔ میری خواہش تھی کہ میں اپنے کام کے دوران سعودی عرب کے نظامِ رویت ہلال کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور خود بھی رویت ہلال کی کوشش کروں۔ میں نے "اُمّ القریٰ کیلنڈر" کے بارے میں بھی بہت سُن رکھا تھا۔ میں نے کوشش کی کہ اُمّ القریٰ کیلنڈر" بنانے والوں کو تلاش کر کے ان سے ملاقات کروں لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ مجھے حیرانگی ہوئی کہ مقامی بھائیوں کو بالعموم اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ وہاں کے لوگوں کی اکثریت کو رویت ہلال کے اعلانات میں غلطیوں کی کوئی توقع نہیں تھی اور وہاں میرے ساتھ کام کرنے والے مقامی مسلمانوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنی زندگی میں ہلال دیکھنے کی کبھی کوشش نہیں کی تھی۔

آخر کار مجھے معلوم ہوا کہ اُمّ القریٰ کیلنڈر شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، ریاض میں تیار کیا جاتا ہے۔ یونیورسٹی کے دفاتر میں کافی مرتبہ رابطہ کرنے کے بعد میں اُن افراد کے ناموں سے آگاہ ہو سکا جو یہ کام کرتے تھے اور بڑی تگ و دو کے بعد ان سے رابطہ ہوا اور ملاقات کا وقت طے ہوا۔ اُنہوں نے میرا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا

اور میں اس قابل ہوسکا کہ اُمّ القریٰ کیلنڈر کی تیاری کے پس منظر سے آگاہ ہوسکوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ 1420ھ (99-1998) سے قمری تاریخوں کے حساب کتاب کے طریقۂ کار میں بہت بڑی تبدیلی آئی ہے۔ اس سے قبل اُمّ القریٰ کیلنڈر کی بنیاد گرین وِچ پر تھی نہ کہ مکہ پر۔ اس کے علاوہ قرِ ان شمس وقمر کے لمحے پیدا ہونے اور نظر نہ آنے والے فلکیاتی نئے چاند کو بنیاد بنایا جاتا تھا لہٰذا کیلنڈر حقیقی رویت ہلال سے یکسر مختلف تھا۔ 1420ھ (وسط اپریل 1999ء) سے جو نیا طریقہ اختیا کیا گیا وہ یہ تھا کہ مکہ میں غروبِ قمر، غروب شمس کے بعد ہو، چاہے وہ ایک سیکنڈ بعد ہی ہو۔ 1423ھ (وسط مارچ 2002) سے انشاء اللہ اس میں مزید تھوڑی سی تبدیلی لاتے ہوئے اسے نئے فلکیاتی چاند یعنی قرِ ان وشمس وقمر سے مربوط کردیا جائے گا............ کیلنڈر کا مرتب اس امر سے واضح طور پر آگاہ ہے کہ رویت ہلال کے لیے (دیگر عوامل کے علاوہ) غروبِ قمر، غروب شمس سے کافی دیر بعد ہونا ضروری ہے نا کہ ایک سیکنڈ بعد ہی............ میں نہیں چاہتا تھا کہ اپنے میزبانوں کو پریشان کروں چنانچہ سعودی اعلانات میں غلطیوں کے مسئلہ کی نشاندہی سے ہچکچا رہا تھا لیکن الحمدِللہ! انہوں نے خود ہی اظہار کردیا کہ وہ اس نظام میں متعدد غلطیوں سے آگاہ ہیں۔''

سلمان ظفر شیخ کی تحریر سے اس امر کا اندازہ نہیں ہوتا کہ اُمّ القریٰ کیلنڈر کے مرتب کرنے والے کون ہیں اور یہ کہ 1423ھ یعنی وسط مارچ 2002ء کے بعد کیا طریقہ اختیار کیا گیا لیکن فلکیاتی سوسائٹی اُردن (شرکۃ الاتصالات الاردنیۃ) سے ہمیں اس سوال کا جواب مل گیا۔ ''حقیقی سعودی تقویمی نظام'' (The Actual Saudi Dating System) کے زیرِ عنوان درج ہے۔

''شاہ عبدالعزیز سٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے ادارہ ''دی انسٹیٹیوٹ آف اسٹرانومیکل اینڈ جیوفزیکل ریسرچ'' جو کہ سرکاری طور پر اُمّ القریٰ کیلنڈر کی تیاری کا بااختیار ادارہ ہے، کے ڈاکٹر ذکی المصطفیٰ نے دوسری اسلامی فلکیاتی کانفرنس میں پیش کردہ

اپنے مقالہ میں بتایا کہ 1423ھ سے قمری مہینوں کے آغاز کے لیے سعودی عرب نیا طریقہ اختیار کرے گا جس کے مطابق اگر قمری ماہ کی 29 تاریخ کو درج ذیل دو شرائط پوری ہو جائیں تو اگلا روز نئے قمری مہینے کا پہلا دن ہوگا:

۱۔ قرانِ شمس غروبِ شمس سے قبل وقوع پذیر ہو۔

۲۔ غروبِ قمر غروبِ آفتاب کے بعد ہو۔

غور کیجئے کہ نئے طریقہ کار میں بھی ہلال کی رویت کو نظر انداز کیا گیا ہے۔''

مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے سائنسی مشیر مظہر محمود قریشی اسی موضوع پر لکھتے ہیں:

''تاریخ کے تفصیلی مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ اسلام سے قبل مشرق وسطیٰ میں روایتی کیلنڈر یا تو خالصتاً قمری تھے یا مخلوط ''قمری و شمسی'' تھے جن میں ہر تین سال میں 30 دن (Intercalatory month) یا سال میں 10 دن کی ایڈجسٹمنٹ ہوتی تھی۔ عام طور پر قمری مہینے کا آغاز ایک فرضی، نئے چاند، سے مقرر ہوتا تھا جو کہ کنجنکشن یا مکمل تاریک چاند سے مطابق ہوتا تھا۔ لہٰذا کم و بیش تمام حساب کتاب کی بنیاد اس کنجنکشن سے ہوتی تھی جسے آغاز تصور کیا جاتا تھا۔ اس کے برعکس اسلامی ضابطہ یا قانون (Conjunction) کہ مہینے کا آغاز رویت ہلال سے ہو، اس قدیم روایت سے ہٹ کر تھا۔

ایسا لگتا ہے کہ دُور دراز کے صحرائی قبائلیوں نے اس قدیم روایتی طریقہ کو برقرار رکھا جو ابتدائی اسلامی دور کے تفصیلی تجربات اور فلکیاتی علم کو نظر انداز کرنے اور بتدریج بھلا دینے کے بعد پھر وجود میں آ گیا تھا لہٰذا آسانی سے سمجھ میں آتا ہے کہ پہچان کا قدیم روایتی طریقہ قمری مہینے کے آغاز کو پورا ایک دن پہلے یا اٹکل پچو (Rule of Thumb) کی بنا پر دو دن پہلے کر دیتا ہے! مشرقِ وسطیٰ کے بہت سے ملکوں میں چھپنے والے کیلنڈروں کے اندر یہی معاملہ ہے۔

.... سعودی عرب میں مروّج طریقہ کار کچھ ذرائع سے معلوم ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ روایتی حساب کتاب اور کسوٹی کی بنیاد پر ''جاننے والے'' لوگوں کا ایک گروپ قمری

مہینہ کی پہلی تاریخ کے لیے ایک متوقع تاریخ نکالتا ہے جو عام طور پر طبعی لحاظ سے ممکن تاریخ سے ایک دن پہلے ہوتی ہے اور پھر اعلیٰ عدالتی کونسل ایک اعلان چھاپتی اور نشر کرتی ہے کہ جو لوگ اس تاریخ پر چاند دیکھیں وہ اپنی قریب ترین عدالت کو اطلاع کریں، چنانچہ یہاں بھی لوگوں کی طرف سے غلط فہمی وغیرہ پر مبنی غیر صحیح طریقہ کو معمول بنانے کا معاملہ سامنے آتا ہے۔ یہ معاملہ مندرجہ ذیل دو صورتوں کی وجہ سے اور زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

1- جو لوگ چاند دیکھے جانے کی اطلاع کرتے ہیں ان سے سوال و جواب یا پوچھ گچھ کے کسی طریقہ کار کا نہ پایا جانا۔

2- تین اہم تہواری مہینوں کے لیے سب سے پہلے دیکھے جانے کی اطلاع کرنے والے کو انعام وغیرہ سے نوازنا جبکہ رویت کی اس اطلاع پر معقول پوچھ گچھ (Cross Examination) کا کوئی طریقہ کار رائج نہیں لہٰذا ایک ایسے الگ غیر جانبدارانہ ذریعہ کی موجودگی کی ضرورت کو مزید اہمیت حاصل ہو جاتی ہے جو اس بات کو یقینی بنائے کہ طبعی رویت میں بنیادی سائنسی طریقہ کار کو مدنظر رکھا گیا ہے، جبکہ سعودی عرب میں ایسے کسی ذریعہ کا فقدان ہے!''

سودیہ میں رویتِ عامہ کی بجائے گواہی قبول کرنے پر زور

ماہنامہ ''فقہ اسلامی'' کراچی شمارہ بابت نومبر 2004ء میں مون ریسرچ سنٹر برطانیہ کے مولانا ثمر الدین کے شائع ہونے والے مضمون ''سعودی عرب کی رویتِ ہلال کے بارے میں ایک نہایت اہم وضاحت'' سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں

''برطانیہ میں کچھ عرصہ سے رویتِ ہلال کا مسئلہ انتہائی پیچیدہ صورت اختیار کر گیا ہے اور گزشتہ کچھ سالوں سے رمضان اور عیدین کے موقعہ پر جو طوفانِ بدتمیزی برپا ہوتا ہے، اس سے کوئی مسلمان ناواقف نہ ہوگا۔ ہر شہر اختلاف و انتشار کا شکار ہوتا ہے اور اب تو یورپ کے بعض ممالک

بھی اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔

وجہ اختلاف یہ ہے کہ برطانیہ میں کچھ لوگ رمضان اور عیدین کے چاند کا فیصلہ سعودی عرب کے اعلان پر کر دیتے ہیں اور اب تو اعلان کی بھی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ مغرب سے بہت پہلے لوگ ٹیلیویژن پر ہی یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ عرب ممالک میں نمازِ تراویح شروع ہوگئی ہے یا نہیں اور اپنے اپنے طور پر رمضان اور عید کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

گزشتہ کچھ عرصہ تک لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ سعودیہ میں مہینہ کی ابتدا کا کیا طریق کار ہے۔ اب ہمارے سامنے سعودیہ کا 32 سالہ کیلنڈر موجود ہے جس کے مطالعہ سے ہر شخص بآسانی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ سعودیہ کا کیلنڈر ہلال بننے کے وقت سے تقریباً ڈیڑھ دن مقدم ہے جب یہ 29 کرتا ہے تو یہ درحقیقت 29 نہیں ہوتا بلکہ ساڑھے 27 ہوتا ہے اور جب تیس کرتا ہے تو یہ ساڑھے اٹھائیس ہوتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انتیس اور تیس تاریخ تو کبھی نہیں ہوتی۔ اب آپ ہی غور کریں کہ کیا ساڑھے ستائیس اور ساڑھے اٹھائیس پر شہادت لینے کا کوئی سوال اُٹھتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ لیکن افسوس کہ اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے۔ غلط گواہی ہو رہی ہے اور اس پر اعلانات بھی غلط ہو رہے ہیں۔ اگر واقعی یہ شہادت صحیح ہوتی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہاں کبھی رویت عامہ کیوں نہیں ہوتی؟ گزشتہ آٹھ سال کا ریکارڈ بتا رہا ہے کہ وہاں رویتِ عامہ نہیں ہوئی لیکن گواہی مل رہی ہے جو غلط نہیں تو کیا ہے؟ جو حضرات ہماری اس رائے سے متفق نہ ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ خود وہاں جائیں اور اس کی تحقیق کریں۔ انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ سعودیہ والی تاریخ پر کبھی رویتِ عامہ نہیں ہوگی کیونکہ جب یہ چاند دیکھنے کی بات کرتے ہیں تو اس وقت تاریخ 29 نہیں ساڑھے ستائیس ہوتی ہے اور ساڑھے ستائیس میں بھلا چاند کی رویتِ عامہ کہیں ہو سکتی ہے؟ اس مقدم اعلان کی وجہ سے شعبان میں یوم الشک کا مکروہ روزہ بھی رکھا جا رہا ہے اور رکھوایا جا رہا ہے اور رمضان کا فرض روزہ ترک ہو رہا ہے۔ اس صورت حال نے برطانیہ کے سنجیدہ اور درد مند مسلمانوں کو تڑپا کر رکھ دیا ہے اور وہ یہ سوچ سوچ کر حیران ہو رہے ہیں کہ کیا ان واضح شواہد کے

ہوتے ہوئے برطانیہ کے مسلمانوں کو سعودی عرب کے اعلانِ رویت پر چلنا چاہیے؟ اس مسئلہ کی سنجیدگی کے پیشِ نظر 28 فروری 1999ء کو مسجد عمر بریڈفورڈ میں برطانیہ بھر کے علما کا اجلاس منعقد کیا گیا جس میں ساٹھ سے زائد علما مختلف علاقوں سے شریک ہوئے۔ اجلاس میں بحث و مباحثہ کے بعد طے پایا کہ اب تک کا تجربہ اور تحقیق یہ ہے کہ امکان رویت کے ٹائم سے قبل چاند ہلال بنا نہیں ہوتا، اس لیے اس سے قبل کی گواہی غلط سمجھی جائے گی۔ رویتِ ہلال کمیٹی نے طے کیا ہے کہ امکانِ رویت کے بعد گواہی قبول کی جائے گی۔ کمیٹی کا فارمولا مکمل محقق رویتِ بصری پر ہے البتہ امکانِ رویت سے پہلے کی گواہی غلط ہوتی ہے، اس لیے ایسی گواہی قابل رد ہوگی۔

......مرتب تین مرتبہ سعودی عربیہ جا چکا ہے۔ وہاں کے مفتی عبدالعزیز بن باز، محکمہ التمیز سعودیہ کے رئیس ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عقیل، مدینہ طیبہ کے چیف جسٹس، رابطہ عالمِ اسلامی کے اہم علما اور حرمین شریفین کے اہم علما سے بار بار ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں کا حاصل یہ ہے کہ وہ حضرات رویتِ عامہ کی طرف قطعاً توجہ نہیں دیتے بلکہ گواہی قبول کرنے پر اتنا زور دیتے ہیں کہ وہمی گواہی، جھوٹی گواہی اور......قرائن کے خلاف گواہی مسلسل قبول کرتے جا رہے ہیں اور اسی پر وہ اعلان کر دیتے ہیں۔ یہ......قرائن صرف حسابی نہیں بلکہ مشاہداتی ہیں،......ظاہر بات ہے کہ خلاف قرائن گواہی کو قبول کرتے جائیں گے تو پورے سعودیہ میں ایک دو گواہوں کا ملنا مشکل نہیں ہے۔ اُن کے اسی وہمی اور خلافِ قرائن گواہی کے مسلسل قبول کرنے کی وجہ سے شاہی کیلنڈر مرتب کرنے والوں نے رویت کے ٹائم سے تقریباً ڈیڑھ دن پہلے اور نیو مون سے بھی آٹھ گھنٹے پہلے پر اگلے بتیس سال کا کیلنڈر مرتب کر دیا ہے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور ساؤتھ افریقہ میں رویتِ عامہ پر زور ہے، اس لیے ان حضرات کی رویت ہمیشہ قرائن کے موافق ہوتی ہے اور صحیح رویت پر اعلان ہوتا ہے۔

......چاند زمین سے 3,84,403 (تین لاکھ چوراسی ہزار چار سو تین) کلومیٹر دور ہے اس لیے جب تک چاند پر کم از کم دو سو اکسٹھ کلومیٹر روشنی نہ پڑ جائے، زمین سے اس کا نظر آنا مشکل

ہے جو لوگ چاند کی عمر تقریباً 17 گھنٹے سے پہلے چاند دیکھنے کی گواہی دیتے ہیں، اہلِ فلکیات کا تجربہ یہ ہے کہ جھوٹی یا وہمی گواہی دیتے ہیں۔ قاضی صاحب اُس کو قبول کر کے رمضان یا عید کا فیصلہ کر دیں، یہ اُن کی مرضی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک ہلال کا پورا شیپ سائز بنا نہیں ہے، اس لیے اُس کو تین لاکھ چوراسی ہزار کلومیٹر دور سے کیسے دیکھ لیا؟

اور سعودیہ کا تو کمال ہی ہے کہ نیومون سے آٹھ گھنٹے پہلے بھی اُن کے گواہوں کو چاند نظر آ جاتا ہے اور وہاں کے قاضی صاحب اُس کو قبول کر کے اعلان کر دیتے ہیں۔

...... چونکہ سعودی نیومون سے بھی پہلے چاند دیکھنے کا اعلان کر دیتے ہیں اس لیے اس سے عاجز آ کر مصر، اردن اور بہت سے عرب ممالک یہ کرتے ہیں کہ اُن کے ملک میں مغرب سے پہلے نیومون ہو چکا ہو اور چاند سورج کے دو چار منٹ بعد ڈوبے، جس کو وجودِ قمر کہتے ہیں، یعنی چاند پر دس بیس کلومیٹر روشنی مغرب سے پہلے ہو چکی ہو تو وہ مغرب کے بعد پہلی تاریخ کا آغاز کرتے ہیں۔ میرے پاس مصری کیلنڈر موجود ہے، یہ تاریخ حقیقی رویت سے ہمیشہ ایک دن مقدم رہتی ہے (جب کہ سعودیہ کیلنڈر تقریباً ڈیڑھ دن مقدم ہے)۔ اس وقت مراکش کے علاوہ تقریباً پورا عرب اسی تاریخ کو اپنائے ہوئے ہے اور اسی پر وہ چاند ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ حقیقی رویت عرب ملکوں میں مفقود ہے۔ عرب میں سے مراکش کے بارے میں علم ہے کہ ان کا کیلنڈر امکانِ رویت ٹائم پر مرتب ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر وہ حقیقی رویتِ بصری پر فیصلہ کرتے ہیں اگرچہ کبھی کبھار وہ بھی ایک یا دو گواہی لے کر امکانِ رویت سے پہلے فیصلہ کر دیتے ہیں۔"

❁❁❁

سعودی نظامِ رویت کے خلاف

انٹرنیٹ پر احتجاج

سعودی عرب کے نظامِ رویتِ ہلال اور غلط اعلاناتِ رویت سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے انٹرنیٹ پر متعدد ویب سائٹس متعلقہ مواد سے بھری پڑی ہیں۔ اختصار کی خاطر اِن ویب سائٹس سے صرف تین مضامین شامل کئے گئے ہیں۔

رویتِ ہلال کی بے بنیاد، محال شہادتیں

درجِ بالا عنوان کے تحت ذوالحجہ کے چاند کی رویت کے بارے میں سرکاری اعلان کی تبدیلی پر سعودی اخبار 'الوطن' میں 20 جنوری 2005ء کو شائع ہونے والا حمزہ المزنی کا مضمون ویب سائٹ http://alwatan.com.sa/daily/2005-01-20/writers پر موجود ہے۔ سعودی مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"چاند کا مسئلہ دن بدن مشکلات کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے اور اس کا اختلاف اکثر رمضان کی ابتدا اور اس کے اختتام یعنی عید الفطر پر ظاہر ہوتا ہے مگر اس مرتبہ ماہ ذی الحج 1325ھ کے ثبوت میں بھی اتنا انتشار رہا اور اس کا سبب قضا الاعلیٰ (سعودی سپریم کورٹ) کے سابقہ رویت کے فیصلہ کے خلاف دو شاہدوں نے واقعہ اور حقیقت کے خلاف چاند کی بصری رویت کا دعویٰ کیا، ان کی شہادت پر اعلان کرتے ہوئے فیصلہ بدل دیا گیا۔

قضا الاعلیٰ نے ذی الحجہ کے ثبوت کے لیے پہلے بیان یوں جاری کیا کہ 29 ذی قعدہ سوموار کی شام منگل کی رات اُفق پر بادل کے سبب ایسی کوئی شہادت رویت کی نہیں ہوئی۔ اس لیے اعلان کیا گیا کہ 30 دن مکمل کر کے پہلی ذی الحج بروز بدھ 12 جنوری 1325ھ کو ہے مگر اس کے بعد سوموار کی شام دو گواہوں کے چاند دیکھنے کی شہادت کے سبب دوسرا اعلان کیا گیا کہ پہلی ذوالحج 11 جنوری کو ہے۔

مدینہ الملک عبدالعزیز ٹیکنیکل علوم کومپلکس کے اس بیان نے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا کہ چاند سوموار کی شام تمام سعودی افق پر آفتاب سے پہلے غروب ہو گیا تھا یعنی سوموار کی شام کو غروبِ آفتاب کے بعد چاند کی رویت محال تھی کیونکہ چاند اُفق پر موجود ہی نہیں تھا۔

بدھ کی شام کو لوگوں نے جب چاند کو اُفق پر بہت بلند دیکھا تو حیرت میں ڈوب گئے اور انہیں گمان ہوا کہ چاند تیسری کا ہے مگر حسابی طور سے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کیونکہ نیو مون کو تقریباً 37 گھنٹے ہو گئے تھے، قارئین کو یاد ہو گا کہ شیخ صالح الحید ان رئیس قضا الاعلیٰ نے 1325-11-09 کے بیان میں چاند کی افق پر بلندی کو ہی دلیل کے طور پر پیش کیا تھا۔

لوگوں کے دھیان میں رہے کہ رئیس قضا الاعلیٰ نے منگل کی رات ثبوتِ رویتِ ہلال کے بارے میں جن گواہوں کی گواہی پر اعتماد کر کے بیان جاری کیا تھا جسے سعودی اخبار 'عکاظ' نے شائع کیا، جس میں شاہدین رویت کے لمبے چوڑے اوصاف بیان کیئے گے کہ وہ سمجھدار، عقلمند ہیں اور اپنی دیانت میں معروف ہیں۔ یہ مرد ہیں، بچے نہیں وغیرہ اور طنزاً کہا گیا کہ کیا ان پر ہلال کے اسرار اس لیے پوشیدہ رہے کہ اونٹ چرانے والے تھے۔

مذکورہ بالا گواہوں کا مبالغہ آمیز تزکیہ وصفائی غمازی کرتا ہے کہ مجلس کو اس رات رویت کے محال ہونے کا احساس ہے، اس لیے ضروری سمجھا کہ گواہوں کے تزکیہ میں ہر ممکن مبالغے سے کام لیا جائے، ورنہ اُن کے اونٹ کے چراوہے ہونے کا شہادت کی صحت سے کیا واسطہ؟

گواہوں کے بارے میں مجلسِ قضا الاعلیٰ اور گواہوں کے تزکیہ کے بارے میں دوسرے ذرائع تصویر کا دوسرا رُخ پیش کرتے ہیں۔ اخبار 'الحیات' نے اپنا نمائندہ ذی الحج کے گواہوں کی

تحقیق کے لیے ان کے مقام الرین بھیجا۔انہوں نے جا کر گواہوں سے ملنے کی سعی بلیغ کی مگر گواہوں نے حج کی تیاری کا بہانہ بناتے ہوئے ملاقات کو پسند نہ کیا۔تیسری بات یہ ہے کہ گواہوں کو مخصوص شرائط کے بغیر کسی سے ملاقات سے منع کر دیا گیا۔نمائندہ کو بعض حضرات نے گواہوں کے بارے میں بتایا کہ ان میں ایسی کوئی خاص صلاحیت نہیں جو رویت میں تمیز کر سکے۔

مدینہ الملک عبدالعزیز ٹیکنیکل علوم کومپلکس سے ماہرین علم ہئیت نے 'الرین' کا سفر کیا اور گواہوں کی ملاقات میں کامیاب ہوئے۔ان کی رپورٹ ہے کہ دونوں گواہوں کی عمر اسّی (80) سال سے متجاوز ہے۔میرا مقصد یہ نہیں کہ ان دونوں نے جسے چاند گمان کر کے گواہی دی ہے، میں ان کی شخصیت یا سچائی میں شک کروں۔مقصود یہ ہے کہ جب حالات اس قسم کے تھے تو مجلس کو ثبوتِ رویت کے سلسلے میں مزید کاوش وسعی کرنی چاہیے تھی۔

مجلسِ قضا ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتی ہے کہ "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار، (عید مناؤ) اور بادل ہونے کی صورت میں 30 دن مکمل کرو۔" یہ حدیث رمضان کے ساتھ مربوط ہے لیکن رمضان کے علاوہ بھی ہر اسلامی مہینہ کی ابتدا اور انتہا کے لیے اس سے استدلال کرتے ہوئے شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ فرماتے ہیں کہ "جو عبادت مکمل مہینے کے ساتھ مقید ہے اس کا مدار ماہ کی ابتدا اور انتہا چاند کی بصری رویت پر ہے۔اسی طرح حج کا جو وقت اللہ نے متعین فرمایا ہے اس میں بھی دلائل سے چاند کے ثابت ہونے پر ادا کی جائے گی۔"

آئندہ ہم مجلس سے متوقع ہیں کہ حدیث کو اس کے ظاہر پر رکھے اور اسے دوسرے مہینوں کے دخول کے لیے دلیل نہ بنائے۔ائمہ کے درمیان مختلف فیہ مسئلہ، اختلاف مطالع کا اعتبار یا عدم اعتبار یہ صرف ماہِ رمضان کی ابتدا اور انتہا تک محدود ہے۔'عکاظ' کے انٹرویو میں شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ نے بیان کیا کہ مجلس کے ثبوتِ ہلال کے لیے رویتِ ہلال کے لیے متعین کمیٹیوں سے رابطے ہیں اور ان کے ساتھ قضاۃ کو بھی بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قضاۃ کے ساتھ کمیٹیوں کے ممبران محکمہ عدالت میں جمع ہوتے ہیں۔بعض دفعہ آبزرویٹری کا نمائندہ بھی ساتھ ہوتا ہے اور چاند کی رویت کے لیے مناسب مقام پر وقت سے پہلے جا کر انتظام کرتے ہیں۔منگل کی رات بادل کی وجہ سے انہیں رویت نہیں ہوئی۔

تفصیل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اسلامی ماہ کی ابتدا پر اور خاص طور سے رمضان اور عیدین کے مواقع پر رویت کے لیے سارے مراکز کو مطلع کیا جاتا ہے اور عام طور پر جو لوگ رویت کا تجربہ رکھتے ہیں، جن کی نگاہ تیز ہوتی ہے، ان کے ساتھ قاضی اور مقامی نمائندہ وغیرہ وقت سے پہلے پہنچ کر چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور مجلس کا اس پر عرصے سے عمل ہے۔

شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ بار بار فرماتے ہیں کہ وہ طویل عرصے سے آبزرویٹری کی بات کا لحاظ کرتے ہیں لیکن آبزرویٹری کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کا رویہ ان کے ساتھ انتہائی نفرت آمیز ہے۔

ماہرینِ حساب وعلمِ فلک نے منگل کی رات چاند کے اُفق پر بلندی کے باوجود بتایا کہ وہ سورج سے پہلے غروب ہو جائے گا۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ فرماتے ہیں کہ چاند کا اُفق سے بلند ہونے کا اس کی عمر سے کوئی تعلق نہیں۔ جب اخباری نمائندے نے شیخ سے پوچھا کہ کیا علمِ فلک وہیئت والے غلطی پر ہیں؟ تو شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ نے جواب میں کہا کہ ہمیں نہیں معلوم! وہ کبھی فلک اور کبھی کتاب کی طرف دیکھتے ہیں۔ شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ کا جواب یہ بتاتا ہے کہ انہیں ماہرین کا کوئی اعتبار نہیں یا انہیں اس علم کی معلومات ہی نہیں، بلکہ ان کا جواب ماہرین کی عدم اہلیت کی غمازی کرتا ہے۔

شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ کے بار بار بیانات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کے ماہرین پر عدم اعتماد کے سبب یہ ممکن نہیں کہ وہ رویت کی شہادت میں ماہرین کا اعتماد کریں۔ سوال یہ کہ مجلس جن قاضیوں کو چاند کی بصری رویت کے لیے مکلّف کرتے ہیں، جن کا نتیجہ اکثر غلط نکلتا ہے تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ وہ باریکی کے ساتھ جانچ پڑتال کے لیے کچھ قاضیوں کو مدینہ الملک عبدالعزیز ٹیکنیکل علوم کو میپلکس بھیجیں تاکہ وہ ماہرین کی شہادت کو خود دوربین سے دیکھ کر توثیق کر سکیں۔

شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ نے عکاظ کے انٹرویو میں کہا ہے کہ:

''میں تمام لوگوں کو اللہ کے تقویٰ اور سچائی کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ ان معاملات میں دخل اندازی نہ کریں جو ان کا میدان نہیں، اور مجلس اس بات پر غور کر رہی ہے کہ جو لوگ ہلال کے

بارے میں اخبارات میں لکھتے ہیں، انہیں اس جُرم پر ''سزا'' دی جائے کیونکہ اس سے عدم واقفیت کی بنیاد پر عوام میں بہت انتشار ہوتا ہے۔''

شیخ صالح الحیدان رئیس قضا الاعلیٰ کے لکھنے والوں کے لیے ''سزا'' کے بیان سے مملکتِ سعودیہ کی سارے رسمی جمعیتوں کے فیصلوں کی تصویر ظاہر ہوتی ہے کہ یہ فیصلے عوام کے گلوں سے نہیں اُترتے کیونکہ یہ دھونس، دھمکی اور زبردستی پر مشتمل شخصی رائے ہے جس میں شریک افراد کو اپنی رائے کے اظہار کا موقعہ نہیں دیا جاتا، جو عوام کی حق تلفی ہے۔ سعودی عوام طویل عرصے سے اس قسم کے ضیق واجبار میں مبتلا ہیں جس کی صراحت شیخ صالح الحیدان نے اپنے بیان میں کردی۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ شیخ صالح الحیدان نے ''سزا'' کی دھمکی دی حالانکہ محکمہ کی تعبیر تو انصاف سے ہونی چاہیئے تھی کیونکہ مجلسِ قضا ہی تو عوام کے عدل وانصاف کا آخری محکمہ ہے جہاں ثبوت کے بغیر سزا ممکن نہیں۔ اس سے محکمہ کا وقار مخدوش ہو جاتا ہے کہ کسی معاملہ میں کسی کی غرض شامل ہونے کی صورت میں وہ بغیر محاکمہ کے فیصلہ کردے۔

بار بار ایک ہی بات کی مختلف تعبیر کہ جس سے سعودیہ عوام کی اہم امور میں آزادیِ فکر و تعبیر چھن جائے، اس کا کوئی جواز نہیں۔ کاتبین کے حقائق لکھنے پر عوام میں انتشار کی بنیاد پر ان کے لیے مجلس قضاۃ کا سزا کا فیصلہ۔ حالانکہ واضح حقیقت یہ ہے کہ عوام میں انتشار کا باعث بغیر کسی علمی بنیاد کے مجلس کے آگے پیچھے وہ مختلف ومتناقص بیانات وفیصلے ہیں جو صادر ہوتے رہتے ہیں۔

ساری گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ سالِ رواں عید الفطر اور ذی قعدہ کی ابتدا بغیر شہادت اور ماہ ذی الحج پر اضطراب واختلافات کے تناظر میں سعودیہ کے لیے لازم ہے کہ قضا الاعلیٰ کے لیے ایسے احکامات جاری کیے جائیں جس سے ہمیشہ کے لیے مملکت میں اضطراب ختم ہو جائے، جب کہ مملکت کے پاس ایسے وسائل ہیں جس سے وہ اسلامی ماہ کی ابتدا وانتہا کے لیے ایسی باریک اور واضح تجاویز عمل میں لاسکتی ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لیے عوام کو ان محال وغیر ممکن ونا قابلِ قبول شہادتوں کے نرغے سے نجات نصیب ہو۔''

سعودی عرب میں رمضان المبارک کی رویتِ ہلال کا 42 سالہ ریکارڈ

سعودی عرب کی شاہ سعود یونیورسٹی ریاض کے شعبہ طبیعات وفلکیات کے عالم جناب ایمن کردی نے اپنے ملک کے نظامِ رویتِ ہلال کے بارے میں انگریزی میں ایک مقالہ تحریر کیا، جو ''دی آبزرویٹری'' کے شمارہ اگست 2003ء کے صفحات 219 تا 222 پر شائع ہوا۔ یہ مقالہ ویب سائٹ http://articles.adsabs.harvard.edu پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس مقالے میں انہوں نے محکمہ عدل کی جانب سے اعلان کردہ آغازِ رمضان کی تاریخوں کی ایک فہرست ترتیب دی ہے جو مسلسل 42 برسوں کا احاطہ کرتی ہے۔ انہوں نے ان پانچ مقامات کو اپنے مطالعہ کا محور بنایا ہے جہاں رویتِ ہلال کی شہادتوں کے زیادہ تر دعوے کئے گئے۔ یہ مقامات دوادمی، سودیر، حریق، تبوک اور دمام ہیں۔ ان کے مطابق متذکرہ تفصیلات چھ مختلف مقامی اخبارات 'ام القرا'، 'البلاد'، 'عکاظ'، 'المدینہ'، 'الجزیرہ' اور 'الریاض' سے جمع کی گئی ہیں جو بالاتفاق یکساں ہیں۔ اپنے مطالعہ میں انہوں نے پانچوں مقامات کے تمام مہینوں کے غروبِ قمر اور غروبِ آفتاب کے اوقات کی ایک جدول بھی مرتب کی ہے جو سعودی نظامِ رویتِ ہلال سے ناواقف افراد کے لیے لمحہ فکریہ مہیا کرتی ہے۔ محترم ضیاء الدین لاہوری نے اپنے ایک غیر مطبوعہ مضمون میں اس مطالعہ میں موجود کوائف کی بنیاد پر ایک نقشہ ترتیب دیا ہے جس سے حیرت انگیز نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

اس تجزیہ میں اختصار کے پیشِ نظر صرف مقام 'تبوک' کی تفصیلات کو اس لیے ترجیح دی گئی ہے کہ یہ دیگر متذکرہ مقامات سے مغرب میں واقع ہے، اور مغرب میں مشرق کی نسبت رویتِ ہلال کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں۔ پہلے کالم میں زیرِ بحث مہینوں کے چاند کی پیدائش کی تاریخیں اور اوقات دئے گئے ہیں۔ دوسرے کالم میں رویتِ ہلال کے اعلان کی شام کو واقع ہونے والے غروبِ قمر اور غروبِ آفتاب کے اوقات کا اندارج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان اوقات سے نتائج اخذ کئے گئے ہیں کہ اس شام چاند غروبِ آفتاب سے کتنے منٹ قبل یا بعد میں غروب ہوا۔ آخری کالم میں چاند کی پیدائش اور اعلانِ رویتِ ہلال کے درمیان 'معکوس' فاصلوں کی مقدار تقریباً گھنٹوں میں بتائی گئی ہے۔

نقشہ ان صفحات پر موجود ہے۔ اس کے مطالعہ سے معمولی سمجھ بوجھ کا انسان بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ سعودی عرب میں نہایت کم عمر کے وہ باریک ہلال، جو سورج ڈوبنے سے پہلے غروب ہو چکے ہوں، کیسے دیکھ لیے جاتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ کہ متعدد مرتبہ نیا چاند اپنی پیدائش سے بھی کئی گھنٹے قبل دیکھ لینے کا دعویٰ کر دیا جاتا ہے۔ یہ تمام نتائج عام افراد کے لیے اگر باعثِ حیرت ہیں تو سعودی نظامِ رویتِ ہلال کے بارے میں خوش فہمی کے شکار افراد کے لیے چشم کشا!

ان 42 برسوں میں صرف دو تاریخیں ایسی ہیں جن کی شام ماہرینِ فلکیات کے مطابق رویتِ ہلال ممکن تھی، پہلی 26 جنوری 1963ء اور دوسری 31 مئی 1984ء۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مؤخرالذکر مہینے کی درست رویت کو یوں غلط کر دیا گیا کہ اس مہینے کے آخر میں 28 رمضان المبارک (28 جون 1984ء) کی شام حیرت انگیز طور پر شوال کا چاند دکھائی دیے جانے کا اعلان ہو گیا۔ جواز یہ قائم کیا گیا کہ غلطی کے باعث رمضان کے آغاز میں ایک روز کی تاخیر ہو گئی تھی۔ مضمون کے آخر میں اس تاریخ کے فلکیاتی کوائف بھی درج کر دیے گئے ہیں، جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس شام بھی رویتِ ہلال قطعی ناممکن تھی۔

اب نقشہ ملاحظہ فرمائیے۔ واضح رہے کہ یہ تمام اوقات سعودی عرب کے معیاری وقت کے مطابق ہیں جبکہ غروبِ قمر و غروبِ شمس اور اس سے اخذ ہونے والے نتائج مقام 'تبوک' سے متعلق ہیں۔

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات	اعلانِ رویت	غروبِ قمر	غروب شمس	غروبِ قمر کا تفاوت غروبِ شمس سے	پیدائشِ قمر سے قبل مبینہ رویت کی مقدار
05 فروری 1962ء (03-10)	04 فروری	17-46	18-16	30 منٹ قبل	09 گھنٹے قبل
25 جنوری 1963ء (16-42)	26 جنوری	19-09	18-08	61 منٹ بعد	

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات	اعلانِ رویت	غروبِ قمر	غروبِ شمس	غروبِ قمر کا تفاوت غروبِ شمس سے	پیدائشِ قمر سے قبل مبینہ رویت کی مقدار
14 جنوری 1964ء (23-43)	14 جنوری	17-38	17-58	20 منٹ قبل	06 گھنٹے قبل
03 جنوری 1965ء (00-07)	02 جنوری	17-28	17-50	22 منٹ قبل	06 گھنٹے قبل
23 دسمبر 1965ء (00-03)	22 دسمبر	17-18	17-43	25 منٹ قبل	06 گھنٹے قبل
12 دسمبر 1966ء (06-13)	12 دسمبر	17-50	17-39	11 منٹ بعد	
یکم دسمبر 1967ء (19-12)	یکم دسمبر	17-17	17-37	20 منٹ قبل	02 گھنٹے قبل
20 نومبر 1968ء (11-02)	20 نومبر	17-34	17-39	05 منٹ قبل	
10 نومبر 1969ء (01-11)	09 نومبر	17-10	17-44	34 منٹ قبل	07 گھنٹے قبل
30/اکتوبر 1970ء (09-28)	28 اکتوبر	16-38	17-53	75 منٹ قبل	40 گھنٹے قبل
19/اکتوبر 1971ء (10-59)	19 اکتوبر	17-48	18-01	13 منٹ قبل	
07/اکتوبر 1972ء (11-08)	07 اکتوبر	18-00	18-13	13 منٹ قبل	
26 ستمبر 1973ء (16-53)	26 ستمبر	18-05	18-26	21 منٹ قبل	
16 ستمبر 1974ء (05-45)	16 ستمبر	18-37	18-38	01 منٹ قبل	

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات	اعلانِ رویت	غروبِ قمر	غروب شمس	غروبِ قمر کا تفاوت غروبِ شمس سے	پیدائشِ قمر سے قبل مبینہ رویت کی مقدار
05 ستمبر 1975ء (22-19)	04 ستمبر	17-40	18-53	73 منٹ قبل	28 گھنٹے قبل
25/اگست 1976ء (14-01)	25 اگست	18-51	19-03	12 منٹ قبل	
15/اگست 1977ء (00-31)	14 اگست	18-46	19-14	28 منٹ قبل	05 گھنٹے قبل
04/اگست 1978ء (04-01)	04 اگست	19-30	19-23	07 منٹ بعد	
24 جولائی 1979ء (04-41)	24 جولائی	19-39	19-28	11 منٹ بعد	
12 جولائی 1980ء (09-46)	12 جولائی	19-41	19-34	07 منٹ بعد	
یکم جولائی 1981ء (22-03)	یکم جولائی	19-17	19-35	18 منٹ قبل	03 گھنٹے قبل
21 جون 1982ء (14-52)	21 جون	19-38	19-34	04 منٹ بعد	
11 جون 1983ء (07-38)	10 جون	18-50	19-31	41 منٹ قبل	13 گھنٹے قبل
30 مئی 1984ء (19-48)	31 مئی	20-22	19-26	56 منٹ بعد	
20 مئی 1985ء (00-41)	19 مئی	19-03	19-18	15 منٹ قبل	06 گھنٹے قبل
09 مئی 1986ء (01-10)	08 مئی	18-56	19-13	17 منٹ قبل	06 گھنٹے قبل

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات	اعلانِ رویت	غروبِ قمر	غروب شمس	غروبِ قمر کا تفاوت غروبِ شمس سے	پیدائشِ قمر سے قبل مبینہ رویت کی مقدار
28/اپریل 1987ء (04-34)	27 اپریل	18-40	19-06	26 منٹ قبل	10 گھنٹے قبل
16/اپریل 1988ء (15-00)	16 اپریل	19-08	19-00	08 منٹ بعد	
06/اپریل 1989ء (06-33)	05 اپریل	18-17	18-54	37 منٹ قبل	12 گھنٹے قبل
26 مارچ 1990ء (22-48)	26 مارچ	18-34	18-48	14 منٹ قبل	04 گھنٹے قبل
16 مارچ 1991ء (11-10)	16 مارچ	18-58	18-43	15 منٹ بعد	
04 مارچ 1992ء (16-22)	03 مارچ	17-46	18-35	49 منٹ قبل	23 گھنٹے قبل
21 فروری 1993ء (16-05)	21 فروری	18-32	18-29	03 منٹ بعد	
10 فروری 1994ء (17-30)	10 فروری	18-20	18-19	01 منٹ بعد	
31 جنوری 1995ء (01-48)	30 جنوری	17-53	18-12	19 منٹ قبل	08 گھنٹے قبل
20 جنوری 1996ء (15-50)	20 جنوری	18-12	18-03	09 منٹ بعد	
09 جنوری 1997ء (07-26)	09 جنوری	18-25	17-53	32 منٹ بعد	
29 دسمبر 1997ء (19-56)	29 دسمبر	17-47	17-47	.....	02 گھنٹے قبل

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات	اعلانِ رویت	غروبِ قمر	غروب شمس	غروبِ قمر کا تفاوت غروبِ شمس سے	پیدائشِ قمر سے قبل مبینہ رویت کی مقدار
19 دسمبر 1998ء (01-42)	18 دسمبر	17-32	17-41	09 منٹ قبل	08 گھنٹے قبل
08 دسمبر 1999ء (01-32)	08 دسمبر	18-11	17-35	36 منٹ بعد	
26 نومبر 2000ء (02-11)	26 نومبر	18-09	17-35	34 منٹ بعد	
15 نومبر 2001ء (09-40)	15 نومبر	17-58	17-39	19 منٹ بعد	

28 رمضان المبارک کی شام چاند دکھائی دیے جانے والے شوال کے چاند کی فلکیاتی کیفیت

29 جون 1984ء (06-18)	28 جون	19-10	19-34	24 منٹ قبل	11 گھنٹے قبل

نتیجہ یہ کہ رویتِ ہلال اس شام بلکہ گرینچ آبزرویٹری کے مطابق اس سے اگلی شام بھی ناممکن تھی۔

سعودی عرب کی رویت پر چلانے والوں کے لیے لمحہ فکریہ

”برطانیہ میں رویتِ ہلال کا مسئلہ، سعودی عرب کی رویت پر چلانے والوں کے لیے لمحہ فکریہ“ کے عنوان سے مانچسٹر کے حافظ محمد اقبال رنگونی کی درج ذیل تحریر قابلِ توجہ ہے۔ یہ مضمون ویب سائٹ http//moonsighting.com/urdu-uk-moonsighting.pdf پر موجود ہے۔

”رمضان المبارک اور عیدین کے موقع پر چاند کی رویت اور اس کے اعلان نے برطانیہ کے مسلمانوں کو ایک عرصہ سے پریشان کن حالات میں مبتلا کر رکھا ہے بہت ہی کم ایسا

ہوا کہ برطانیہ کے مسلمانوں نے اتحاد و اتفاق کے ساتھ رمضان اور عیدین کا اعلان کیا ہو اور اکٹھے رمضان کا آغاز یا عید کا انعقاد کیا ہو۔ ان مواقع پر اختلاف و انتشار کی ایسی لہر اُٹھتی ہے جو کہ کئی مہینوں تک یہاں کے مسلمانوں کو بے چین کئے رکھتی ہے۔

اس اختلاف و انتشار کا سبب کیا ہے؟ ذرا سے غور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رمضان اور عیدین کے مواقع پر اس انتشار و اختلاف کا اصل سبب سعودی عرب کی طرف سے کیا گیا رویت کا اعلان ہوتا ہے اور قطع نظر اس بات سے کہ برطانیہ میں چاند کی رویت کا امکان بھی ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ اس اعلان پر بلا تامل رمضان اور عیدین کا اعلان کر لیتے ہیں اور انہیں یہ سوچنے کی بھی فرصت نہیں ہوتی کہ سعودیہ کی رویت کی جو خبر دی جا رہی ہے وہ اپنی جگہ ہوئی بھی ہے یا نہیں؟ اور اگر کہیں کسی درجے میں واقع بھی ہو تو برطانیہ میں بھی اس کی پیروی کرنا کیا شرعی اصول کے درجے میں ہے؟

جہاں تک سعودی عرب کی رویت کا تعلق ہے، خود سعودیہ کے ماہرینِ فلکیات اور دنیا بھر کے دیگر مسلم اور غیر مسلم ماہرین سعودیہ کی رویت کے دعویٰ کو چیلنج کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ دانشور اور ماہرینِ فلکیات حیران و پریشان ہیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں جو چاند کے مطلع پر ممکن نہ ہونے کے باوجود اسے بڑی آسانی سے دستیاب کر لیتے ہیں اور انہیں بڑے آرام کے ساتھ مطلع پر چاند نظر آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چاند کا ایک نظام مقرر فرمایا ہے اور اس کی منزلیں ہیں جن سے وہ گزرتا ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مہینہ کی ابتدا ہلال سے کریں۔ یہ ہلال کیا ہے؟ چاند جب سورج کے بالمقابل آجائے تو اسے محاق کہا جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب چاند دنیا کے کسی حصے میں دکھائی نہیں دیتا۔ اب جونہی چاند سورج کے مقابل سے ہٹتا ہے تو اسے ولادت قمر...... (چاند کی پیدائش یا) نیو مون...... کہتے ہیں ماہرین فلکیات تسلیم کرتے ہیں کہ چاند کو ہلال بننے میں کئی گھنٹے درکار ہوتے ہیں تب جا کر کہیں وہ انسانی آنکھ سے دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ ماہرین کے درمیان اس بات پر اختلاف ہے کہ انسانی آنکھ

کب اسے دیکھ سکتی ہے تاہم یہ حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ چاند تقریباً 16 گھنٹے کی عمر سے کم میں دکھائی نہیں دے سکتا۔ اعلیٰ ترین دُوربین سے کام لیا جائے تو بھی 13 گھنٹے عمر سے کم کا چاند کبھی دکھائی نہیں دیتا۔ یہ بات صرف غیر مسلم ماہرینِ فلکیات نہیں کہتے بلکہ مسلم ماہرین بھی اس سے بھرپور اتفاق کرتے ہیں اور اسے ہی اپنی تحقیقات کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ سعودیہ کے ماہرینِ فلکیات سے بھی آپ پوچھیں تو وہ بھی اس سے اتفاق کریں گے۔

ان حقائق کے باوجود آخر سعودیہ میں وہ کونسی محترم ہستیاں ہیں جنہیں چاند اپنی ولادت سے صرف چند گھنٹے بعد ہی نہیں بلکہ اس سے کئی گھنٹے قبل بھی نظر آجاتا ہے۔ ان کے پاس وہ کونسا علم اور کونسی ایسی دُوربین ہے جو اس چاند کو اپنی پیدائش سے قبل بھی دیکھ لیتی ہے جبکہ اسی ملک اور اسی علاقے کے اور سینکڑوں لوگوں کو وہ چاند کہیں دکھائی نہیں دیتا۔

علما جانتے ہیں کہ مطلع کے صاف ہونے کی صورت میں محض ایک دو آدمیوں کی گواہی قابلِ اعتماد نہیں ہوا کرتی، اس کے لیے رویتِ عامہ ہونی چاہیئے اور ایک بڑی تعداد اس کے لیے بطورِ گواہ کے سامنے آئے .... آپ یہ بات فقہ حنفی کی اکثر کتابوں میں پائیں گے کہ مطلع کے صاف ہونے پر ایک بڑی جماعت چاند دیکھے۔ سوضروری ہے کہ مطلع کے صاف ہونے کی صورت میں مسلمانوں کا ایک جم غفیر چاند دیکھے۔ سو، پچاس نہ سہی کم از کم بیس پچیس آدمی تو ہوں جو چاند دیکھیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ لکھتے ہیں۔

''اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا، البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں۔ اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہوسکتا تب چاند ثابت ہوگا۔'' (بہشتی زیور حصہ 3 ص 6)

جامعہ دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جمِ غفیر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''شریعت مقدسہ میں چاند کی رویت کے لیے قانون یہ ہے کہ اگر 29 کی رات کو مطلع بالکل صاف شفاف ہو تو پھر جمِ غفیر کی رویت روزہ اور عید کے لیے ضروری ہے۔ جم غفیر کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ذخیرہ فقہ میں درج ہیں۔ بعض سے پچاس اور بعض سے پانچ سو وغیرہ مروی ہیں البتہ امام ابن عابدین نے تعداد سے قطع نظر کر کے قاضی کے مطمئن ہونے کو ترجیح دی ہے لیکن قاضی کا اطمینان بھی دو شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ (۱) امکان رویت۔ (۲) کثرتِ شہود...... اس لئے صاف مطلع کے دوران تین یا چار آدمیوں کی گواہی ناقابلِ قبول ہے۔''

کذا فی رد المحتار ج 2 ص 101 (فتاویٰ حقانیہ ص 1374)

ہندوستان کے معروف عالم حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

''(مطلع صاف ہو تو) ایسے موقع پر دو چار آدمیوں کی گواہی کافی نہیں ہوتی، جمِ غفیر اور مجمع کثیر کی گواہی ضروری ہے جس سے شرعی قاضی یا اس کے قائم مقام مفتی یا عالم کو چاند ہونے کا اطمینان ہو جائے اور شبہ قوی باقی نہ رہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج 10 ص 169)

آپ کو یہ جان کر حیرانگی ہو گی کہ سعودیہ میں کبھی رویتِ عامہ کی صورت سامنے نہیں آئی۔ ایک اسلامی ملک میں مطلع کے صاف ہونے اور آسمان کے کھلے ہونے کی صورت میں تو رویتِ عامہ ہونی چاہیئے تھی اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس چاند کو دیکھ پاتی جس کا دعویٰ حکومت کی جانب سے ہوتا ہے مگر وہاں سوائے ایک دو کے اور کوئی اس چاند کو دیکھ نہیں پاتا۔ ہم نہیں جانتے کہ سعودیہ کے قاضی کے ہاں جمع عظیم سے مراد ایک یا دو فرد کیسے سمجھ لیے گئے...... اس کے برعکس ہندو پاک اور دوسرے ممالک میں وہاں کے مسلمان رویتِ عامہ کرتے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد چاند کو دیکھتی ہے اور ایک دوسرے کو دکھاتی

بھی ہے...... کیا سعودیہ کے کروڑوں مسلمانوں کو چاند کی رویت سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی؟ اور کیا انہوں نے یہ ذمہ داری صرف دو چار حکومتی افراد کو دے رکھی ہے؟ اس سے زیادہ افسوس اور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ چاند کی رویت ایسے دو چار لوگ کرتے ہیں جو عام طور پر عمر میں ستر سے بھی متجاوز ہوتے ہیں اور ان سے اگر سعودیہ کے اخبار کے نمائندے ملاقات کرنا چاہیں اور کچھ تفصیل لینا بھی چاہیں تو انہیں اس کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ ادارہ کے سربراہ کی جانب سے دھمکی آمیز لب ولہجہ استعمال کیا جاتا ہے جس کا مشاہدہ گزشتہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر کیا گیا تھا۔ اس کی خبر سعودی اخبار الوطن کی 20 جنوری 2005ء (10 ذی الحج 1425ھ بروز جمعرات) کی اشاعت میں بھی آچکی ہے اور اس نے اس واقعہ کو ﴿شھود المستحیل﴾ کے عنوان سے نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔ روزنامہ جنگ لندن میں بھی اس واقعہ کی تفصیل شائع ہو چکی ہے اور اب یہ خبر مزید تفصیلات کے ساتھ انٹرنیٹ پر بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ گزشتہ سال سعودی عرب میں ذی الحج کے چاند کا جس طرح اعلان کرایا گیا اس نے خود سعودی عرب کے ماہرینِ فلکیات کو انتہائی حیرانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ یہ بات ان کی سمجھ سے بالا تھی کہ پوری دُنیا میں جب چاند کہیں بھی دیکھا نہیں جا سکتا اور چاند ان کے افق پر موجود بھی نہیں تو اس کی رویت کس طرح ہو گئی ہے؟

سعودی اخبار الحیات نے اپنے نمائندہ کو تحقیق کے لیے الرین بھیجا تا کہ چاند دیکھنے والوں سے معلوم کیا جا سکے کہ انہوں نے کس طرح ہلال دیکھا ہے مگر وہ ان سے ملاقات پر تیار نہ ہوئے اور حج کی تیاری کا بہانہ بنا کر ملنے سے معذوری ظاہر کر دی۔ نمائندہ کو یہ بھی بتایا گیا کہ وہ گواہوں سے مخصوص شرائط کے بغیر ملاقات نہیں کر سکتے تاہم علاقے کے لوگوں نے نمائندہ الحیات کو بتایا کہ جو گواہ پیش کئے گئے ہیں ان میں کوئی گواہ ایسی صلاحیت نہیں رکھتا جو رویت کے شرعی تقاضے کے مطابق ہو۔

معاملہ چونکہ اہم تھا اس لئے کنگ عبدالعزیز سٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے ماہرین پر مشتمل ایک وفد گواہوں سے تحقیق کرنے کے لیے الرین بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ یہ وفد

گواہوں سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ رویت کے سلسلے میں جو گواہ پیش کئے گئے اور جن کے دعویٰ کی بنیاد پر سعودی حکومت کی مجلسِ اعلیٰ نے ذی الحج کے چاند کا اعلان کیا وہ دو تھے اور ان دونوں کی عمر 80 سال سے بھی زیادہ تھی۔

اس سے زیادہ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ عرب کی وہ چھوٹی ریاستیں جو سعودی عرب کے بالکل قریب ہیں اور جو سعودیہ کے اعلان پر اپنے ملک میں اعلان کرتی ہیں، ان ممالک کے مسلمانوں کو بھی وہ چاند نظر نہیں آتا جس کے دیکھنے کا دعویٰ سعودیہ کے ایک دو افراد کرتے ہیں۔ کیا کبھی آپ نے سنا کہ عرب کی ان ریاستوں میں رمضان اور عیدین کے موقع پر رویتِ عامہ ہوئی ہو اور وہاں کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے چاند دیکھا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر واقعی چاند ان کے مطلع پر موجود تھا اور قابلِ رویت تھا تو ان ممالک کے مسلمانوں کو یہ چاند کیوں نظر نہ آیا۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس پورے عرب کی فضا میں سے اور اتنی بڑی مخلوقِ خدا میں چاند صرف سعودیہ کے دو چار افراد کو ہی کس طرح نظر آ جاتا ہے؟

بات یہ ہے کہ سعودیہ نے اپنے کیلنڈر کو عالمی نیومون یعنی گرین وِچ پر مرتب کیا ہے (جو چاند نظر آنے سے سوا دن مقدم ہے) اور یہ صرف ایک دو سال کے لیے نہیں بلکہ پورے 32 سال کے لیے ہے جس کا اعتراف سعودی کیلنڈر کے مرتبین کرتے ہیں جبکہ پاکستان، بنگلہ دیش، مراکش، ساؤتھ افریقہ، پرتگال وغیرہ ممالک نے اپنے کیلنڈر کو امکانِ رویت پر مرتب کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سعودیہ میں اکثر و بیشتر چاند کا اعلان دوسرے ممالک کے اعلان سے ایک یا دو دن پہلے ہوگا کیونکہ وہ اپنے اعلان کی بنیاد نیومون پر کرتے ہیں نہ کہ امکانِ رویت پر، بلکہ کبھی تو نیومون سے قبل بھی (جیسا کہ ذی الحج 1395ھ میں دس گھنٹے پہلے...... ذی الحج 1398ھ میں 5 گھنٹے پہلے...... ذی الحج 1404ھ میں 4 گھنٹے پہلے نیز بعد کے سالوں وغیرہ کے موقع پر) چاند کی رویت کا دعویٰ کر لیا جاتا ہے اور دنیا حیران رہ جاتی ہے کہ وہ کونسا چاند ہے جو قبل از ولادت ظہور میں آ گیا اور دو چار افراد کو اپنی زیارت کرا کر بخیر و عافیت واپس چلا گیا۔ یا وہ کونسا آلہ ہے جس سے سعودیہ کے دو چار

افراد نے ہی اس چاند کی زیارت کر لی اور سعودیہ اور اس کے قریب کی عرب ریاستوں میں رہنے والے کروڑوں مسلمان اس چاند کی زیارت سے محروم رہ گئے بلکہ بسا اوقات تو سورج گرہن کے دوران چاند دیکھنے کا اعلان بھی کیا گیا ہے (حالانکہ اس وقت چاند سورج کے بالکل سامنے آ جاتا ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ سعودیہ اور مراکش، پرتگال، پاک و ہند وغیرہ ممالک میں رویت کا فرق بڑا واضح رہا ہے اور ان ممالک میں چاند اسی وقت دکھائی دے گا جب وہ ہلال کی شکل میں آ چکا ہو۔ شریعت میں اسی ہلال سے اسلامی ماہ شروع کرنے کا حکم ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے معروف محدث اور مفتی حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

''سعودیہ کی خبر کے بارے میں بہت سے لوگوں کو گمان یہ ہے کہ وہاں رویت پر فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ نیا چاند پیدا ہوتے ہی رویت مان لی جاتی ہے اور اس بدگمانی کے لیے واضح قرائن ہیں۔ اس لیے سعودیہ کی رویت کی خبر پر فیصلہ کرنا جائز نہیں۔'' (مسئلہ رویتِ ہلال اور اسلامی ماہ ص 197)

سو یہ وہ حالات ہیں جن کی وجہ سے برطانیہ میں رمضان اور عیدین کے مواقع پر انتشار رہتا ہے۔ اگر سعودیہ کے ذمہ دار حضرات نیو مون کے بجائے امکانِ رویت پر اپنا کیلنڈر مرتب کرتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ سعودیہ اور مراکش میں نہ صرف یہ کہ اسلامی ماہ ایک ساتھ شروع ہوتا بلکہ سعودیہ کے بے شمار مسلمان بھی اپنی آنکھوں سے چاند کی رویت سے بہرہ ور ہو جایا کرتے اور پھر کوئی وجہ نہ رہے گی کہ برطانیہ کے مسلمان بھی اس رویت کو قابلِ عمل نہ سمجھ لیں۔

آپ سعودیہ کے کسی بھی ذمہ دار سے یہ بات دریافت کریں تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ ہمارے ہاں رویت پر فیصلہ ہوتا ہے اور گواہ ہوتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے اسلامی ملک میں صرف ایک دو افراد ہی کو چاند کیوں نظر آتا ہے؟ یہ کیسی رویت ہے جس کے گواہ صرف ایک یا دو ہیں اور اسے بڑی آسانی سے قاضی صاحب قبول کر رہے ہیں جبکہ

ماہرینِ فلکیات (مسلم اور غیر مسلم) اس رویت کو کسی طور پر بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور ان کے پاس اس کے بڑے قوی دلائل موجود ہیں۔ ان حالات میں دنیا بھر کے علما اور صاحب افتا نیز ماہرینِ فلکیات اور دانشوروں کا بیک وقت سعودیہ کی رویت کی اطلاع پر تنقید کرنا اور اسے محلِ نظر بتانا واقعی اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے اور ان کا حکومت سے یہ درخواست کرنا کہ وہ رویت کے معاملے پر غور وفکر سے کام لے تاکہ مسلمانوں میں پیدا ہونے والا انتشار ختم ہو، بہت وزن رکھتا ہے۔ ہندوستان کے معروف فقیہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاج پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس خدشہ کا کھلا اظہار کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

''سعودی عرب کے متعلق مشہور ہے کہ وہ چاند کے معاملہ میں شرعی ثبوت کی پروانہیں کرتے بلکہ آلاتِ رصدیہ اور حساب کے ذریعہ رمضان اور عیدین کا تعین کرتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہوتو یہ طریقہ شرعاً معتبر نہیں، اس بات کو بھی ضرور ملحوظ رکھا جائے۔'' (فتاویٰ رحیمیہ ج 7 ص 390)

آپ کے اس بیان اور خدشہ کی تردید ہماری نظر سے نہیں گزری ہے اور نہ کسی مفتی اور ماہرِ فن نے آپ کے اس خدشہ کو خلافِ واقعہ قرار دے کر اسے مسترد کرنے کی جرأت کی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سعودیہ کی رویت کی اطلاع واقعی اپنی جگہ محلِ نظر ہے اور اس پر برطانیہ کے مسلمانوں کو آنکھ بند کرکے عمل کرانا بڑے دل گردے کی بات ہے۔

ہندوستان کے فقیہ اور صاحب افتا بزرگ کی بات آپ نے پڑھ لی۔ اب پاکستان کے معروف ومشہور عالم فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ (سابق جسٹس) کی تشویش ملاحظہ فرمایئے۔ آپ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''احقر کی رائے میں اہلِ انگلینڈ کے لیے سعودی عرب کے اعلان کو بحالتِ موجودہ کافی سمجھنا مناسب نہیں بلکہ ان کو مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں مراکش سے رجوع کرنا چاہیے۔ سعودی عرب میں کئی مرتبہ چاند کی ولادت سے پہلے ہی شہادت کو معتبر ماننے کا جو واقعہ پیش

آیا ہے وہ احقر کی نظر میں محلِ نظر ہے اور متعدد سعودی علما سے احقر نے گفتگو کی ہے، وہ بھی اس معاملے میں پریشان نظر آئے لیکن چونکہ مسئلے کا تعلق مجلس القضاء الاعلیٰ (ریاض) سے ہے، اس لیے وہ بے بس تھے۔''

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کو برطانیہ کے دیوبندی حلقہ میں ہوئے اختلاف سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ آپ کا اپنا مشاہدہ اور تجزیہ اور سعودی علما سے اس مسئلے پر ہوئی گفتگو کا خلاصہ ہے۔ حضرت موصوف کے اس بیان کی بھی کوئی تردید سامنے نہیں آئی اور نہ ہی سعودی ذمہ داروں نے آپ کے اس بیان کو یکسر غلط قرار دیا۔ اس سے واضح ہے کہ آپ کی یہ بات اپنی جگہ درست ہے اور سعودی روئیت پر دوسرے ملکوں میں آنکھ بند کر کے چل پڑنا درست موقف نہیں ہے۔

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ بھی ان حالات سے ناواقف نہیں رہے اور آپ بھی اس معاملے میں تشویش میں مبتلا رہے۔ اس مسئلے پر آپ نے نہ صرف یہ کہ اپنی تشویش کا اظہار فرمایا بلکہ بین الاقوامی اداروں سے درخواست بھی کی کہ وہ بھی اس پر بے اطمینانی اور استعجاب کا اظہار کریں۔ آپ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

''مسئلہ (روئیت) حقیقتاً ایسا نازک اور اہم ہے کہ اس کی طرف بین الاقوامی سطح پر اور ممالکِ اسلامیہ کے موقر اور معروف اداروں کی طرف سے اظہارِ خیال اور بے اطمینانی واستعجاب کا اظہار ہونا چاہیئے اور اس مسئلہ پر پوری عالمانہ، فقیہانہ اور ذمہ دارانہ طریقہ پر توجہ کرنے کی دعوت دینی چاہیئے۔ راقم السطور اور مولانا برہان الدین صاحب اس موضوع پر گفتگو کرتے رہتے ہیں۔''

اب آپ ہی بتائیں کہ یہ حضرات جن کا علم اور جن کی دیانت مجروح نہیں ہے، کیا ایک بے معنی اور غلط بات کر رہے ہیں؟ اگر سعودیہ کی روئیت ہر تردد سے بالا ہوتی تو یہ حضرات کبھی کھل کر اس قسم کی تشویش کا اظہار کرتے؟ یہ اکابرین سعودی حکومت کے ہرگز

مخالفین میں سے نہ تھے بلکہ خیر خواہ تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ سعودی حکومت نے رویت کے معاملے میں جن لوگوں کو ذمہ دار بنایا ہے وہ اس غلطی کے نہ صرف یہ کہ مرتکب ہیں بلکہ اپنی غلطی اور غلط روی پر اصرار بھی کر رہے ہیں اور کھلی حقیقت کو بھی وہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب رمضان کا مہینہ پالو تو روزے شروع کرو۔ آنحضرتؐ کی حدیث مبارک سے پتہ چلتا ہے کہ رمضان کا یہ پانا ہلال سے ہوگا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سعودیہ کا اعلان رویتِ ہلال پر ہوتا ہے؟ اگر ہلال کی رویت پر ہوتا ہے تو پھر کیا اسے مسلمانوں کا جمِ غفیر یا ایک بڑی تعداد دیکھتی ہے؟ آپ جب بھی پوچھیں تو یہی جواب ملتا ہے کہ حکومت نے دیکھ لیا ہے، حکومت کا اعلان ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سعودیہ کا اعلان عموماً اپنے مرتبہ کیلنڈر کی روشنی میں ہوتا ہے اور ایسا بہت کم ہوا ہے کہ وہ اپنے مرتبہ کیلنڈر سے انحراف کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا جمِ غفیر اسے دیکھ نہیں پاتا بلکہ اسے حکومت کے فیصلے پر سر جھکائے بغیر اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ 1426ھ میں سعودی عرب کی جانب سے رمضان المبارک کے موقع پر جو اعلان نشر ہوا، اس نے خود سعودی رویتِ ہلال کمیٹی کے معزز حضرات کو تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔ دیوان ملکی کی جانب سے 3/اکتوبر 2005ء بروز سوموار یہ اعلان نشر ہوا کہ:

''حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد اطلاع دی جاتی ہے کہ شرعی طور پر معتبر اور معروف شہادتوں کی روشنی میں رویتِ ہلال رمضان ہو چکا ہے اس لئے منگل 4/اکتوبر کو رمضان کا پہلا دن ہو گا۔''

یہ معتبر اور معروف شہادتیں کہاں سے آئیں؟ کس طرح آئیں؟ کس نے لیں؟ اس کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا تاہم سعودی رویتِ ہلال کمیٹی کے معزز رکن ڈاکٹر صالح اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ اس قسم کی کوئی معروف اور معتبر شہادتیں آئی تھیں۔ روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والی یہ خبر ملاحظہ فرمائیں:

''ڈاکٹر صالح اس 6 رُکنی سرکاری سعودی رویتِ ہلال کمیٹی کے رُکن ہیں جن کے ذمے چاند دیکھے جانے کی شہادتیں لینے کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے 4 ر اکتوبر کو انٹرنیٹ پر اپنا بیان جاری کیا کہ ان کو کسی نے چاند دیکھنے کی اطلاع نہیں دی اور نہ ہی وہ اس فیصلے سے مطمئن ہیں۔ انہوں نے انٹرنیٹ پر اپنا موبائل نمبر بھی دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ پچھلے بیس سالوں سے سعودی حکمرانوں کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ رمضان اور عیدین کے ایام کے غلط فیصلوں کو نافذ نہ ہونے دیں لیکن مجلسِ اعلیٰ سے فیصلے صادر ہو جاتے ہیں۔''
(روزنامہ جنگ 11 ر اکتوبر 2005ء)

ڈیوز بری اور برطانیہ کے دوسرے شہروں کے بعض معزز علماء کرام نے ٹیلیفون پر بذات خود اس معزز رُکن سے گفتگو کی ہے اور ان سے اس سلسلے میں مزید تفصیلات بھی لی ہیں۔ علاوہ ازیں سعودی عرب کے ماہرِ فلکیات ڈاکٹر علی محمد الشکری (جو ایک جامعہ میں فزکس ڈیپارٹمنٹ کے چیئر مین ہیں) نے بھی اپنے ایک بیان میں کہا:

''بدھ 5 ر اکتوبر ہی پہلی رمضان المبارک ہے، اس سے پہلے رمضان کا آغاز ممکن نہیں۔ ان کا کہنا ہے منگل (یعنی 4 ر اکتوبر) کی شام کو ہی سعودی عرب میں چاند دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ منگل کی شام چاند کی عمر 29 گھنٹے ہو چکی ہوگی اور یہ 7.4 ڈگری افق کے اوپر ہوگا اور دیکھے جانے کے قابل ہوگا، اس لیے رمضان کا آغاز بدھ سے ہوگا (جنگ لندن 11 ر اکتوبر 2005ء)

لیکن سعودیہ میں سوموار کی رات رمضان کا اعلان کر دیا گیا اور منگل ان کا پہلا روزہ قرار پایا۔ اس سے آپ سعودی عرب میں ہونے والی رویت اور شہادت کی حقیقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ان سب حقائق کے ہوتے ہوئے سعودیہ کی رویت کو برطانیہ کے مسلمانوں پر لاگو کرنا اور اس اطلاع پر برطانیہ کے مسلمانوں سے روزے رکھوانا اور عید کرانا کہاں کا اسلامی حکم اور کہاں کی دانش مندی ہے؟ رمضان اور عید (2005ء) کے مواقع پر سعودیہ کے اعلان پر خود سعودی رصد گاہ بھی پریشان تھی اور اس نے اپنی اس پریشانی کا اظہار بھی کھلے

عام کردیا ہے۔ روزنامہ جنگ لندن میں صفحہ اول پر شائع ہونے والی یہ خبر ملاحظہ کیجئے۔

''رویت ہلال کی شہادت کے نام پر غلط دنوں میں رمضان اور عیدین کرانے کی حقیقت خود سعودی عرب کی ایک آبزرویٹری کی رپورٹ سے سامنے آگئی ہے۔قطیف آبزرویٹری کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بدھ 2 نومبر کو غروب آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے سے 130 افراد جمع ہوئے اور انہوں نے ٹیلی سکوپ سے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ فضا بالکل صاف تھی اور اس شہر کے مطلع پر چاند غروبِ آفتاب کے بعد 7 منٹ تک رہا لیکن اس کا آفتاب سے زاویہ 7 ڈگری سے بھی کم تھا نیز چاند کی اُفق سے بلندی بھی اتنی نہیں تھی کہ اس کی رویت ہو سکتی چنانچہ ٹیلی سکوپ سے بھی ہم چاند نہ دیکھ سکے، محض آنکھ سے دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ دوسرے روز جمعرات کو چاند 49 منٹ تک مطلع پر موجود تھا اور ہم سب نے بآسانی نئے چاند کی رویت کی۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قطیف آبزرویٹری نے رمضان کے چاند کی بھی سعودی عرب میں رویت کی تردید کی تھی اور رمضان 4 / اکتوبر کے بجائے 5 / اکتوبر سے شروع کیا اور جمعرات 3 نومبر کو سعودی آبزرویٹری نے 30 واں روزہ قرار دیا۔''(روزنامہ جنگ لندن)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خود سعودی عرب کے ماہرین بھی سعودی عرب میں ہونے والی رویت کی اطلاع پر کافی تشویش کا اظہار کر رہے ہیں اور بار بار ان حقائق کو سامنے لا کر فیصلہ نافذ کرنے والوں کو اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی اور غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سعودی عرب میں ہونے والی قبل از وقت رویت بھی غلط نہیں ہوتی، معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چار افراد نے آپس میں بھی چاند ضرور بالضرور دیکھ لیا ہے۔ ماہرینِ فن اس کی لاکھ تردید کرتے رہیں، انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس پر ہم بصد ادب کہیں گے کہ آپ اس رویت کو سعودیہ تک ہی محدود رکھئے۔اسے برطانیہ درآمد کرنا ہرگز قرینِ انصاف نہیں ہے۔ سعودیہ کی رویت (وہ غلط ہو یا صحیح) اس کی ذمہ دار، ان کی

حکومت ہے۔حکومت کے فیصلے پر وہاں کے عوام اگر رمضان اور عیدین کرتے ہیں تو وہ قابلِ مؤاخذہ نہیں ہیں۔مجلسِ اعلیٰ کے کہنے پر حکومت اگر غلط فیصلہ کر رہی ہے اور اس فیصلے پر وہاں کے عوام کو عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو قیامت کے دن عوام بری الذمہ ہونگے۔ سعودیہ کی حدود میں بسنے والے مسلمان بیشک اس حکم پر عمل کرتے رہیں، وہ مجرم نہیں ہیں لیکن اس چاند کو جو دنیا کے کسی خاص حصے میں نظر ہی نہیں آیا، اسے سعودیہ کی حدود سے باہر لانا اور برطانیہ کے مسلمانوں کو ان کے اس غلط فیصلے پر عمل کرانا یہ واقعی ایک جرم ہے اور یہ قابلِ مؤاخذہ ہے اور اگر اس غلط اعلان پر یہاں عمل کرنا فرض یا واجب کے درجے کی بات ہے تو وہ بھی سامنے لائی جائے تاکہ اس پر بھی نظر کی جائے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں، سعودی عرب میں رویت ہو جائے تو برطانیہ میں بھی اسے عمل میں لانا چاہیئے تو انہیں کم از کم یہ بھی واضح کرنا چاہیئے کہ آخر پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دوسرے ممالک کے علما اور فقہا اور ان کی رویتِ ہلال کمیٹیاں اسے کیوں تسلیم نہیں کرتیں۔جب اختلاف مطالع کا کہیں اعتبار نہیں تو انہیں سعودی عرب کی رویت پر اپنے ممالک میں رویت کا اعلان کرنے میں کیا پریشانی ہے؟ کیا وہ نہیں کہہ سکتے کہ اختلاف مطالع کے عدم اعتبار کی وجہ سے ہم سعودی عرب کی تقلید کر رہے ہیں؟ آخر وہ کیوں اپنی رویت پر فیصلہ کرتے ہیں اور سعودیہ کی اطلاع و اعلان کو تسلیم نہیں کرتے اور ہمیشہ سے وہ سعودی عرب سے الگ دنوں میں اپنے رمضان اور عیدین کا اعلان کرتے چلے آرہے ہیں۔اگر بات وہی ہوتی جو ہمارے یہ دوست کہتے ہیں تو پھر دنیا بھر میں چاند کا جھگڑا ہی کہیں نہ ہوتا۔جونہی سعودی عرب میں (غلط یا صحیح) اعلان ہوتا، دنیا بھر کے اسلامی ممالک اپنے اپنے ہاں بھی اس کا اعلان کر دیا کرتے مگر سب جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو رہا ہے بلکہ ہر ملک اپنے ہاں رویت کا اہتمام کرتا ہے، اس پر باقاعدہ شہادت ہوتی ہے اور اس کو اچھی طرح پرکھا جاتا ہے۔بعدازاں اس نئے اسلامی ماہ کی ابتدا کی جاتی ہے۔

اگر اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے تو احناف پھر جہاں کہیں بھی ہوں انہیں سعودیہ کی رویت پر عمل کر لینا چاہیے ۔ مثلاً اگر سعودیہ کی رویت ثابت ہو جائے تو پاک و ہند کے مسلمانوں پر اس رویت کی رُو سے اسلامی ماہ شروع کرنا ضروری ہو جائے گا ۔ آج سے تقریباً ساٹھ ستر سال قبل لکھے گئے فتویٰ میں اس کا ذکر ملتا ہے اور اس وقت اس فتویٰ سے کہیں اختلاف بھی نہیں سنا گیا مگر آپ بتائیں کیا انہوں نے کبھی سعودیہ کی رویت پر رمضان اور عید کے فیصلے کئے جبکہ سعودیہ اور پاک و ہند کے درمیان کا فاصلہ سعودیہ اور برطانیہ کی بہ نسبت بہت کم ہے ۔ اس کے باوجود ان ممالک کے مفتیانِ عظام نے جو فقہ حنفی پر عمل کرتے ہیں کبھی بھی سعودیہ رویت کو قابلِ عمل نہیں جانا بلکہ بہت سے اکابر اس پر تذبذب کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کرتے ہیں ۔

پاکستان کے جانے پہچانے فقیہ اور عالمِ کبیر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ اس سوال کے جواب میں کہ جب سعودیہ میں چاند کا اعلان ہوتا ہے تو اس پر پاکستان میں عمل کیوں نہیں کیا جاتا جبکہ اختلافِ مطالع کا عذر بھی نہیں چل سکتا، ...... آپ نے لکھا کہ:

''سعودی عرب میں رویتِ ہلال کی خبر کا حد استفاضہ کو پہنچنا محلِ تامل ہے ۔ (۲) حکومت سعودیہ میں رویت کا فیصلہ مسلک حنفیہ کے خلاف ہونے کے علاوہ بداہت کے بھی خلاف ہوتا ہے، اس لیے وہ پاکستان کے لیے حجت نہیں ۔ حنفیہ کے ہاں بحالتِ صحو جمع عظیم کی رویت شرط ہے مگر حکومت سعودیہ میں بہر کیف رمضان کے لیے خبر واحد اور شوال و ذی الحجہ کے لیے شہادۃ العدلین پر فیصلہ کر لیا جاتا ہے ۔'' (احسن الفتاویٰ ج 4 ص 417)

حضرت مفتی صاحب مرحوم نے ایک خط سعودی عرب کے ذمہ داروں کے نام لکھا اور انہیں مسئلے کی جانب توجہ دلائی ۔ ان کی طرف سے جو جواب ملا، حضرت مفتی صاحب اس سے مطمئن نہ ہوئے ۔ آپ نے پھر اس کا جواب لکھا، آپ لکھتے ہیں:

''اس کے جواب میں بندہ نے لکھا تھا کہ آپ کے ہاں رویتِ ہلال کا فیصلہ خلافِ ظاہر ہوتا

ہے اور میں نے اس کی وجوہ تحریر کی تھیں مگر پھر کوئی جواب نہیں ملا (خلاف ظاہر ہونے کی وجوہ یہ ہیں)

1- بحالت صحو جبکہ رویت سے کوئی امر مانع نہیں، پوری مملکت میں صرف ایک یا دو افراد کا چاند دیکھنا اور ان کے سوا اور کسی کو چاند نظر نہ آنا محال عادی ہے۔

2- وہاں شہادت سے دوسرے روز بھی رویتِ عامہ نہیں ہوتی یعنی دوسری رات کا چاند بھی عوام کو دکھائی نہیں دیتا۔

3- چودھویں یا پندرھویں شب کو اس کا بدر کامل ہونا لازم ہے مگر شہادت کے لحاظ سے سولہویں یا سترہویں کو بدر کامل ہو رہا ہے۔

4- جس روز مشرق کی طرف بوقت صبح چاند نظر آئے اس روز بلکہ اس سے ایک روز بعد بھی رویتِ ہلال محال ہے کیونکہ ان ایام میں غروبِ شمس سے قبل ہی قمر غروب ہو جاتا ہے اور حکومت سعودیہ میں بسا اوقات خود اسی روز ہی رویت کا اعلان ہو جاتا ہے جس روز بوقت صبح مشرق میں چاند دیکھا گیا ہے۔

5- (سعودیہ میں) جہاں رویت پر شہادت ہوئی، اس کے سوا دنیا میں کہیں بھی حتیٰ کہ مغربِ بعید میں بھی اس روز کہیں رویت نہیں ہوتی۔

6- شہادت کی رو سے چاند کی عمر کا پہلا دن پہلی تاریخ قرار پا رہا ہے۔ یہ بدیہی البطلان ہے۔ اس لئے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہلال پیدائش سے بھی قبل نظر آ سکتا ہے۔''

(احسن الفتاویٰ ج4 ص418)

......ندوۃ العلما لکھنؤ کے استادِ حدیث اور مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ کے ناظم حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی مدظلہ اپنی کتاب ''رویتِ ہلال کا مسئلہ عصرِ حاضر کے وسائل و ترقیات کی روشنی میں'' میں لکھتے ہیں۔

''اب تمام مذاہب فقہ اس پر متفق ہیں کہ کسی جگہ کی رویت اس مقام سے دور دراز علاقہ

بہتر بنانے کے لیے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ محض سہولت پسندی کے لیے قریب کے اسلامی ملک کی رویت ترک کر کے بعید کی رویت پر فیصلہ کرنا غیر مناسب رویہ ہے۔ اس مؤقف کے حامی شروع دن سے مراکش کی رویت پر ہی عمل کرتے رہے اور اسی کے مطابق رمضان اور عید کے فیصلے کرتے رہے اور انہوں نے اپنے پہلے فیصلہ کو نہ بدلا تاہم جمعیت علماء برطانیہ کے کچھ علما نے سہولت کی خاطر سعودیہ کی رویت کو قابلِ عمل بتایا اور اسے ہی حق قرار دے کر تصویر کا دوسرا رُخ ہمیشہ کے لیے دبنے کی خواہش کی تاہم یہ صحیح ہے کہ یہاں کے حلقہ دیوبند میں دونوں طریقوں پر ہی عمل ہوتا رہا اور آج بھی ہو رہا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض دوست عوام میں یہ غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں کہ آج سے بیس پچیس سال قبل یہاں کے علماء دیوبند نے جب سعودی فیصلے پر اعتماد کا اظہار کر دیا تھا اور اس پر ان کے دستخط بھی ہیں تو اب وہ سعودی فیصلے سے کیوں اختلاف کر رہے ہیں۔

جواباً گذارش ہے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ اس وقت سب علماء دیوبند اس فیصلے سے متفق تھے۔ ہم ابھی بتا آئے ہیں کہ علماء دیوبند کا ایک حلقہ اس وقت بھی مراکش کی رویت پر فیصلہ کرتا رہا اور انہوں نے آج تک اپنا مؤقف نہیں بدلا۔ ڈیوزبری، بولٹن وغیرہ میں اب تک مراکش کی رویت پر عمل ہو رہا ہے۔ جن لوگوں نے اس وقت اتفاق کیا تھا اور آج وہ اس فیصلے سے متفق نہیں تو اس کی وجہ رویتِ ہلال کا مسئلہ نہیں بلکہ سعودی عرب کا نظامِ رویت ہے۔ برطانیہ میں رویت کی دشواری اور مطلع ابر آلود رہنے نیز قریبی ممالک سے تاخیر سے خبر ملنے کی بنا پر سعودی رویت پر عمل کرنے کی گنجائش دی گئی تھی۔ اس وقت کسی کو بھی علم نہ تھا کہ سعودی عرب میں رویت کا نظام کیا ہے؟ اور نہ کسی نے تحقیق کی ضرورت محسوس کی تھی مگر جُوں جُوں وقت گزرتا گیا سعودی رویت کی خرابیاں اور بے اعتدالیاں سامنے آتی گئیں اور دنیا کے نہ صرف مسلم ماہرین خود سعودی عرب کے ماہرینِ فلکیات اس پر تشویش کا اظہار

کرنے لگے بلکہ ہندو پاک کے جید علماء کرام نے بھی اپنی اس پریشانی کا برسرِ عام اظہار کر دیا۔ جب تک سعودی نظام رویت کا پورا علم نہ تھا اور نہ کوئی تحقیق تھی، اس وقت تک اس پر عمل کیا گیا مگر جب اس نظام کی غلطی واضح ہوگئی اور علماء دیوبند نے بھی اس پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کر دیا تو اس صورت میں رویت کے متعلق سعودی فیصلے اب کس طرح قابل تسلیم ہو سکتے ہیں؟...... عجیب بات ہے کہ جو لوگ غلطی کے واضح ہو جانے پر اب اس غلطی پر قائم نہ رہیں اور صحیح مؤقف اپنا لیں، انہیں اسی غلطی پر قائم رہنے پر اصرار کیا جائے اور اسی پرانے مؤقف پر ہی عمل کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جائے گویا یہ فیصلہ انسانی نہیں، آسمانی تھا کہ اب قیامت تو آ جائے مگر اس فیصلے سے انحراف نہیں ہو سکتا خواہ اس کا غلط ہونا کتنا ہی واضح کیوں نہ ہو۔ ان کو کم از کم یہ تو معلوم ہوگا کہ حالات کے بدلنے سے فتویٰ بھی بدل جاتا ہے......۔

جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں وہ جاہل تو ہو سکتے ہیں لیکن علما سے اس طرح کی باتیں ہرگز زیب نہیں دیتیں۔ علما کی شان یہ ہے کہ اگر کسی موقع پر اپنی کوئی غلطی واضح ہو جائے تو اس سے رجوع کر لیتے ہیں، اس پر ضد نہیں کرتے اور نہ کسی کو اس غلطی پر چلانے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں۔ ترجیح الراجح کے ابواب آپ کو تمام کتبِ فتاویٰ میں ملیں گے۔

ہم اوپر بتا رہے تھے کہ جُوں جُوں وقت آگے بڑھتا گیا، سعودی رویت اور اس کے فیصلے اور زیادہ زیرِ بحث آ گئے۔ تجربات اور مشاہدات کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ سعودیہ کی جانب سے رویت کی اطلاع قبل از وقت ہو رہی ہے۔ سعودیہ تقویم کے ذمہ دار اور برطانیہ کے بعض علما کے درمیان ہونے والی خط و کتابت اور گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا کیلنڈر گرین وِچ کے نیومون پر ترتیب دیا گیا ہے اور وہاں اسلامی ماہ عموماً اسی کی رُو سے شروع کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودیہ کی رویت ہمیشہ سے دوسرے ممالک سے مقدم رہتی ہے اور یہ تقدیم کبھی تو ایک دن کی ہوتی ہے اور کبھی دو دنوں کا فاصلہ لیتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اسلام میں نیومون یا چاند کے محاق سے نکلنے پر اسلامی ماہ شروع کرنے کی کہیں ہدایت نہیں ملتی، ہلال سے روزہ شروع کرنے اور اسی ہلال پر روزہ ختم کرنے کا حکم

ہے مگر سعودیہ میں چاند کے ہلال نہ ہوتے ہوئے بھی اسے ہلال منوایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال پختہ علم کے علما اور مفتیانِ عظام کے لیے کسی طرح قابلِ قبول نہیں ہوسکتی۔

علاوہ ازیں اس سے زیادہ افسوسناک اور پریشان کن بات یہ ہے کہ سعودیہ میں نیومون (اجتماع شمس وقمر) سے پہلے بھی چاند کی رویت کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور وہاں موجود کسی اللہ کے بندے کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ اس بات کی تحقیق کریں کہ جن ایک دو افراد نے چاند دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ ایک ایسی بات جسے نہ نقل قبول کرتی ہو نہ عقل اور نہ اس فن کے ماہرین اسے مانتے ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کہ قاضی اسے مسلسل کس طرح مانتے چلے آرہے ہیں؟ آخر وہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ یہ ایک دو افراد جس چاند کو دیکھنے کا دعویٰ کررہے ہیں اسے مسلمانوں کی بڑی جماعت کیوں دیکھ نہیں پاتی اور وہ چاند ان ممالک کے مسلمانوں کو کیوں نظر نہیں آتا جہاں سعودیہ سے سات آٹھ گھنٹے کے بعد سورج غروب ہورہا ہے۔ اگر وہ چاند سعودیہ میں نظر آیا تھا تو اس کا لازمی تقاضا تھا کہ یہ چاند ان ممالک میں بھی دکھائی دیتا جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ایک یا دو روز کے بعد ہی انہیں دکھائی دیتا ہے۔ کیا اس سے سعودیہ کی رویت کا حال سامنے نہیں آجاتا؟ یہی وجہ ہے کہ اونچے درجہ کے علما اس طرح کی کسی شہادت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور اس شہادت کو باطل اور غیر معتبر بتاتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے معروف مفتی اور محدث حضرت شیخ مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"اگر کوئی شخص شہادت دے کہ میں نے قرانِ شمس وقمر سے پہلے نیا چاند دیکھا ہے تو یہ شہادت باطل وغیر معتبر ہے، اس لیے کہ یہ شہادت عقلاً ونقلاً ہر طرح سے غلط ہے، اس لیے کہ قرانِ شمس وقمر ماہ قمری کی 27 تاریخ کے بعد جورات آتی ہے اس میں اور کبھی 28 تاریخ کے بعد جورات آتی ہے اس میں ہوتا ہے اور اس سے قبل تو چاند موجود ہی رہتا ہے تو نیا چاند کہاں سے دیکھ سکتا ہے نیز اگر تسلیم کرلیا جائے تو پھر یا تو مہینہ 27 دن کا ہونا یا 28 دن کا ہونا لازم آئے گا اور دونوں صورت میں صحیح حدیث .... کے خلاف ہوگا جو ہرگز قابل

التفات نہ ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین

مفتی دار العلوم دیوبند

13 جولائی 1986ء (1406/11/5ھ)''

(ماخوذ از مسئلہ رویتِ ہلال اور اسلامی ماہ ص 199)

اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ اونچے درجہ کے علما اور فقہا کا اس باب میں موقف کیا ہے جبکہ دوسری طرف ہمیں اس رویت کو تسلیم کرنے پر اصرار کیا جاتا ہے جو قرانِ وشمس و قمر سے پہلے ہو رہی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ برطانیہ کے وہ لوگ جو سعودیہ رویت پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے چلے آرہے ہیں وہ یہ سوچنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ چاند کا ہلال ہونا تو دور کی بات ہے، جب چاند ہی برطانیہ کے مطلع پر موجود نہیں ہے اور وہ سورج غروب ہونے سے قبل غروب بھی ہو چکا ہے پھر کیوں کر روزہ اور عید کا اعلان کیا جائے بلکہ بسا اوقات چاند سعودیہ کی فضا پر بھی موجود نہیں ہوتا اور وہاں بھی غروبِ شمس سے قبل غروب ہو جاتا ہے، اس کے باوجود رویت کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور ہم اسے بڑی آسانی سے تسلیم کر لیتے ہیں اور نہ ماننے والوں پر اس طرح برستے ہیں گویا انہوں نے کسی وحی کا انکار کر دیا ہو۔

معروف ماہرِ فلکیات فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ اور قدوری کے شارح جناب مولانا ثمیر الدین صاحب قاسمی مدظلہ اس موضوع پر کہ سعودیہ رویت اپنے اندر بہت سے کمزور پہلو لیے ہوئے ہے، سعودی عرب کے بڑے علما سے بارہا بالمشافہ گفتگو کر چکے ہیں اور ان سے کی جانے والی بحث اور اپنی تحقیق کی روشنی میں وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سعودی عرب کے اعلانِ رویت میں تین خامیاں اور کمزوریاں بڑی بدیہی اور واضح ہیں اور یہ ذرا سے غور سے واضح ہو سکتی ہیں۔ جناب موصوف کا کہنا ہے کہ:

-1 سعودیہ کا 32 سالہ کیلنڈر مرتبہ اور شائع شدہ ہے جو گرین وِچ نیومون پر مرتب ہے،

جو چاند نظر آنے سے سوا دن مقدم ہے اور اسی بنیاد پر وہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں جو تاریخ حقیقت میں ساڑھے ستائیس ہوتی ہے اور اگر یہ لوگ تیس پورا کریں تو یہ پھر ساڑھے اٹھائیس ہوتی ہے۔

2- سعودیہ کے قاضی صاحبان مطلع صاف ہونے کے باوجود عیدین کے لیے صرف دو شہادتیں (خواہ وہ ستر اسی سال کا بوڑھا ہی کیوں نہ ہو) اور رمضان کے لیے صرف ایک گواہی لینے کے قائل ہیں اور اسی پر وہ اصرار کرتے ہیں، رویت عامہ کو وہ بدعت گمان کرتے ہیں۔

3- سعودیہ میں رویت کا اعلان کرنے والی کمیٹی (مجلس القضاء الاعلیٰ) گواہوں کو تفتیش کیے بغیر صرف فون سے خبر لے کر اعلان کرتی ہے۔''

مولانا موصوف کے اس بیان سے یہ بات واضح ہے کہ سعودیہ رویت اور پھر اس کا اعلان واقعی محلِ تامل ہے۔ اگر سعودیہ کے قاضی صاحبان اپنی ہی بات پر اڑے رہیں تو کم از کم برطانیہ کے مولوی صاحبان کو تو اس پر اڑنا نہیں چاہیئے کہ حقائق ان کے سامنے ہیں اور خود سعودیہ کے قاضی صاحبان بھی برطانیہ کے مولوی صاحبان سے نہیں کہتے کہ تم ہمارے ہی فیصلہ کے مطابق اپنے ہاں رمضان اور عیدین کرو ورنہ تم عظمتِ حرمین کے منکر سمجھے جاؤ گے۔

برطانیہ کے وہ مولوی صاحبان جو سعودی رویت ہی کو حق بتا کر اس کے مطابق فیصلہ کرنے پر مُصر ہیں وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ قبل از وقت ادا کی جانے والی عبادت شرعاً معتبر نہیں ہوتی۔ سعودی رویت میں بھی یہ مشکل پیش آتی ہے۔ ابھی رمضان شروع نہیں ہوتا کہ روزہ کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور شوال کا چاند کہیں دکھائی نہیں دیتا مگر عید پڑھالی جاتی ہے۔ کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟ جب یہ بات پختہ طریقہ سے سامنے آچکی ہے کہ سعودیہ میں قبل از وقت بھی رویت کی اطلاع دی جاتی ہے اور چاند کے مطلع پر نہ ہونے کے باوجود رویت کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور پورے عرب میں مطلع کے صاف ہونے کے باوجود ایک دو فرد کی بات

مان لی جاتی ہے تو پھر اس کی تقلید کرنا کہاں کی علمی شرافت ہے اور کیا یہ ایک عبادت کو اس کے غیر وقت میں ادا کرنا نہ ہوا؟ جس طرح نماز کو اپنے وقت سے پہلے ادا کرنا درست نہیں اور وہ فریضہ ذمہ سے ساقط نہ ہوگا، اسی طرح وہ روزہ کیسے ادا ہوگا جو غیر رمضان میں ادا ہو رہا ہے اور وہ عید کیسے مانی جائے گی جو رمضان میں پڑھائی جارہی ہے۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سعودیہ کی رویت پر عجلت میں فیصلے کرنے اور سہولت پسندی میں پڑنے کے بجائے کیوں نہ ہم وہ طریقہ اپنائیں جس سے اسلامی اور فقہی اصول قائم رہے اور جو شک وشبہ سے بھی محفوظ ہو۔

یہ صحیح ہے کہ حدیث شریف میں ہلال کو دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا حکم ہے۔ اسلام نے اپنے مذہبی تہواروں کو حساب وکتاب پر نہیں رکھا۔ حساب وکتاب کو قطعیت کا درجہ دینا اور اسی پر رمضان وعید کے فیصلے کرنا منع ہے لیکن بحالتِ مجبوری ماہرینِ فن کے تجربات اور ان کی تحقیقات سے فائدہ اُٹھانا اور اپنی بات کی تائید میں اسے لانا یہ بھی کوئی غیر شرعی طریقہ نہیں ہے۔ مشہور تابعی حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر (95ھ) اس کے قائل رہے ہیں (دیکھئے نووی شرح صحیح مسلم ج1 ص347)

چاند کی اپنی منزلیں ہیں۔ ایک عام آدمی چاند کے ان منازل اور اس کے قواعد سے واقف نہیں۔ اس پر جو لوگ محنت کر رہے ہیں اور نئی نئی تحقیقات جو دن بدن سامنے آرہی ہیں اس سے اگر انسان فائدہ اُٹھائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اگر رمضان اور عید کے موقع پر آبزرویٹری کو صرف تائیداً (قطعاً نہیں) سامنے رکھیں تو اس میں کونسی قباحت ہے؟ اور یہ کونسا کفر واسلام یا حق وباطل کا معرکہ بن جاتا ہے۔ کیا یہ مذاق نہیں کہ سعودیہ کی اس رویت کو ثابت کرایا جارہا ہے جس کا کہیں اتہ پتہ تک نہیں ہے اور پھر اس رویت کے جو دلائل مہیا کئے جارہے ہیں اس سے دوسرے تو کیا خود سعودیہ کے علما اور دانشور بھی مطمئن نہیں ہیں۔ ان سب کے ہوتے ہوئے اگر کوئی دلائل کے ساتھ اس رویت سے اختلاف کرتا ہے تو ان کو قبر میں منہ پھرنے کی وعید سنادی جاتی ہے اور ان پر طرح طرح کی پھبتی کسی جاتی

ہے...........۔

غور فرمائیے کہ دنیا بھر کے ماہرینِ فلکیات اور رصد گاہیں بالاتفاق یہ بتاتی ہیں کہ فلاں دن دنیا بھر میں کسی جگہ چاند کا دیکھا جانا ممکن نہیں ہے بیشک چاند اپنی جگہ موجود ہے۔ دنیا بھر میں انسانی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی کیونکہ وہ اس وقت اس حد پر نہیں آیا کہ اسے دیکھنا ممکن ہو سکے اور وہ ہلال بن سکے۔ اب اس وقت سعودیہ میں رویت کا دعویٰ ایک دو فرد کرتے ہیں اور کرنے والے بھی عموماً ستر اسی سال سے متجاوز ہوتے ہیں تو کیا ان کی بات اور گواہی تسلیم کی جائے گی؟ علماء کبار فرماتے ہیں کہ اس وقت ان کی گواہی رد کر دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ ان حضرات کو غلطی لگی ہے یا وہ عمداً غلط بیانی کر رہے ہیں۔ حضرت علامہ تقی الدین سبکی (756ھ) نے اپنے فتاویٰ میں یہ بات کھل کر لکھی ہے کہ اگر ماہرینِ فلکیات قطعیت کے ساتھ یہ بتائیں کہ رویت کا امکان نہیں ہے تو اس وقت اگر کوئی رویت کی گواہی دے تو اس کی یہ گواہی نہیں مانی جائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو یا جھوٹ بول رہا ہو کیونکہ حساب یقینی ہے اور شہادت اور خبر دونوں ظنی ہیں اور ظن یقین کا مقابلہ نہیں کر سکتا چہ جائے کہ ظن کو یقین پر ترجیح دی جائے اور شہادت کے لیے وہی دلیل مانی جائے گی جو عقلاً اور شرعاً قابل قبول ہو۔ اگر حساب کے اعتبار سے واضح ہو جائے کہ رویت کا امکان نہیں تو پھر اس وقت گواہی کو قبول کرنا امر مستحیل کو قبول کرنا ہوگا اور حق یہ ہے کہ شریعت مستحیل چیزوں کا حکم نہیں دیا کرتی۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علامہ سبکی حساب کے قائل نہ تھے ان کا سمجھنا صحیح نہیں۔ حضرت علامہ سبکی جس حساب کے قائل نہ تھے وہ نیو مون کا حساب ہے کہ نئے چاند پر مہینہ کی ابتدا کر لی جائے۔ آپ اس کو شرعاً درست نہیں جانتے تھے۔ آپ کے ہاں وہی چاند شرعاً قابلِ قبول ہے جو ہلال کی صورت میں آئے کہ لوگوں کے لیے اس کا دیکھنا ممکن ہو (یعنی آپ امکان رویت کے قائل تھے۔) اس قسم کے بیانات دیگر علما سے بھی ملتے ہیں۔ ....ان بزرگوں کا یہ کہنا بتاتا ہے کہ اسلامی مہینہ نہ تو نیو مون سے شروع کیا جاتا ہے نہ

وجودِ قمر سے کیا جاتا ہے بلکہ ہلال سے ہوتا ہے اور چاند کے ہلال کی شکل میں آنے (یعنی امکانِ رویت) سے پہلے اگر کوئی کہے کہ میں نے دیکھا ہے تو اس کا یہ کہنا نا قابلِ اعتبار ہوگا اور اس کی یہ بات مانی نہیں جائے گی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں حضرت امام سبکی تو شافعی المسلک بزرگ اور فقیہ ہوئے ہیں، ہم حنفیوں کو ان کی بات کی پیروی نہیں کرنا چاہیئے تو کیا حنفیوں میں سے بھی کوئی یہ مانتا ہے؟

جواباً گذارش ہے کہ تبلیغی جماعت کے سابق امیر حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ تو شافعی نہ تھے۔ آپ حنفی المذہب بزرگ اور عالم گزرے ہیں۔ آپ کے علم اور تقویٰ کا ہر کوئی معترف ہے۔ جن دنوں برطانیہ میں (علماء دیوبند کے حلقہ میں) مراکش اور سعودیہ کی رویت پر بحث ہو رہی تھی ان دنوں حضرت جی سے بھی گزارش کی گئی کہ آپ اپنا مؤقف تحریری ارسال فرمائیں تو شاید اختلاف کی فضا کچھ کم ہو سکے تو آپ نے 15 شعبان المعظم 1407ھ (مطابق 15/اپریل 87ء) کو ڈیوزبری مرکز کے امیر محترم جناب حافظ پٹیل صاحب مدظلہ اور دوسرے اہلِ شوریٰ کے نام ایک مفصل عریضہ تحریر فرمایا جس میں رویتِ ہلال کی شرعی حیثیت کو نہایت عام فہم پیرائے میں واضح کیا۔ اپنے گرامی نامہ کے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''رہا حساب داں جس تاریخ کو امکانِ رویت بتاتے ہیں، اس دن سے پہلے اگر رویتِ ہلال کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور یہ جمہور کے تعامل کے بھی خلاف ہے۔''

ڈیوزبری کے معروف عالم مولانا محمد یعقوب کاوی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ ....(25 شعبان 1414ھ، 5 فروری 1994ء بروز ہفتہ) تبلیغی مرکز ڈیوزبری کے اہل شوریٰ ان کے گھر تشریف لائے اور اصرار کر کے ڈیوزبری کے تبلیغی مرکز لے گئے جہاں پھر اہلِ شوریٰ بیٹھے۔ امیرِ جماعت محترم حافظ پٹیل صاحب نے اہلِ شوری کے سامنے کہا کہ:

''حضرت جی نے ہمیں (شوریٰ والوں) کو بلا کر برطانیہ میں چاند کے بارے میں فرمایا کہ

''غلط کو صحیح کرو'' راقم (مولانا یعقوب صاحب) نے عرض کیا کہ یہ تو بہت اچھا ہے، اب صحیح کریں۔ ہم احباب کو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اکابر کا منشاء سمجھنے کی کوشش کرو اور یہ تو اب حضرت جی کا صریح حکم وفرمان ہے (اخبار المجلس ڈیوز بری۔ جنوری 1999ء)

مرکزی جمعیت علماء برطانیہ کے صدر حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہ (خلیفہ امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ) لکھتے ہیں کہ:

''1995ء میں حج کے موقع پر خانہ کعبہ کے بالکل قریب مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ سے سوال کیا کہ برطانیہ میں تین تین عیدیں ہوتی ہیں اس لیے اس کی رویت کے متعلق کچھ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے ڈیوز بری (برطانیہ کے تبلیغی مرکز) کو خط لکھوا دیا ہے۔ اب وہ عمل نہ کریں تو ان کی غلطی ہے۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت جی بھی یہ سمجھتے تھے کہ برطانیہ میں چاند کے بارے میں سعودی موقف اختیار کرنا درست موقف نہیں ہے اور یہ غلطی ہے۔ اگر یہ بات غلط نہ ہوتی تو آپ کبھی یہ نہ فرماتے کہ غلطی کو صحیح کرو۔ اس سے آپ سعودیہ رویت پر چلنے والوں کی غلطی معلوم کر سکتے ہیں۔ معلوم نہیں کونسی مصلحت آڑے آ گئی کہ ڈیوز بری مرکز کے محترم اہل شوریٰ حضرت جی قدس سرہ کی ہدایت پر اب تک عمل نہیں کر سکے۔ .... اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت جی رحمتہ اللہ تعالیٰ حدیثِ نبوی (نحن امۃ امیۃ) کے مخالف تھے؟ حدیث کے مقابل حساب دانوں کی بات مانتے تھے؟ اور سعودیہ کی رویت کے خلاف ہو کر باطل پرست بن گئے تھے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ حضرت جیؒ نے شرعی اصول وقواعد کو سامنے رکھ کر جو بات کہی ہے وہ ان کی اپنی اکیلی رائے نہیں۔ اس سے پہلے بھی یہ بات کہی جا چکی ہے اور بتایا جا چکا ہے کہ ماہرینِ فن کی باتوں کو جہاں قطعیت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا وہیں ان کے تجربات اور تحقیقات سے صرفِ نظر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہر فن کے ماہرین سے اس فن میں مدد لی جا سکتی ہے جبکہ زیر بحث مسئلہ میں غیر مسلم ماہرین ہی نہیں بلکہ مسلم ماہرین بھی یہ بات کہتے

چلے آرہے ہیں اور ان کی بات رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ دار العلوم ندوۃ العلماء کے استادِ حدیث وتفسیر حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی مدظلہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

''چاند اور سورج کی رفتار نہایت محکم اور مقرر ہے، مقررہ رفتار وحساب سے یہ دونوں سر موتجاوز نہیں کرتے۔ بنابریں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں چاند دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے جب کہ عقلاً اس کا منظر آنا یعنی حسابی طور سے اس کا دیکھا جانا ممکن نہ ہو تو یہی کہا جانا چاہیئے کہ اس شخص کو وہم ہوا ہے (اگر یہ جان بوجھ کر غلط بیانی نہیں کررہا ہے) اور بعض اوقات ایسے موقعہ پر چاند دیکھنے کا دعویٰ کرنے والوں نے اپنے وہم کا اعتراف بھی کرلیا ہے۔ اسی کے قریب قریب ایک واقعہ خیر القرون میں بھی پیش آچکا ہے جس میں قاضی شریح نے ایک نہایت قابلِ احترام شخصیت کے چاند کی رویت کے دعویٰ کو واہمہ قرار دیا تھا اور اس کے لیے نہایت حکیمانہ تدبیر اختیار کی تھی جس سے شاہد نے خود اپنے وہم کا اقرار کرلیا تھا۔ اس طرح کے متعدد واقعات علامہ طنطاویؒ نے اپنے رسالہ مسئلۃ رویت الہلال میں ذکر کئے ہیں جس میں شہادت کے (حسابی اعتبار سے) غلط ثابت ہونے پر اسے شہادت دینے والوں کے وہم یا کذب پر محمول کیا گیا اور شہادت رد کردی گئی۔''

(مسئلہ رویتِ ہلال ص 52 ...... جدید مسائل کا شرعی حل ص65)

حضرت موصوف اس سے ذرا پہلے یہ بات بھی تفصیل سے لکھ آئے ہیں کہ

''اگر کوئی ثقہ شخص بھی ہلال کی رویت پر ایسی صورت میں گواہی دیتا ہے جبکہ عقلاً رویت محال ہو تو اس کی گواہی رد کردی جائے گی اور عقل کے تقاضہ پر عمل ہوگا۔'' (ایضاً ص49)

لیجئے اس غلط بیانی کے دو واقعات بھی سامنے رکھیے جو حال ہی میں شائع ہو کر سامنے آئے ہیں۔

1- جسٹس مولانا مفتی تقی عثمانی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مولوی صاحب کو بیت اللہ پر زاروقطار روتے ہوئے دیکھا۔ تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ حضرت جلد بازی کر

کے وقت سے پہلے روزہ اور عید کرواتے رہے۔ اب رو رو کر خدا سے معافی مانگ رہے ہیں۔ (روزنامہ جنگ لندن 5/ اکتوبر 2005ء)

2- پاکستان کے مشہور علمی مرکز جامعہ خیر المدارس کے ترجمان ماہنامہ الخیر ملتان کی اکتوبر 2005ء (رمضان 1426ھ) کی اشاعت میں جناب بشیر احمد صاحب نے سعودی عرب کی رویت پر ایک مضمون ''سعودی عرب کے مطابق پاکستان میں روزے شروع کرنا اور عیدین منانا درست نہیں'' کے عنوان سے تحریر فرمایا جس میں ہندوپاک کے مستند علماء کرام کی آراء اس مضمون پر نقل کیں۔ اس مضمون کا یہ حصہ قابلِ غور ہے۔

''احقر کے ہمسائے اچھے پکے تبلیغی اور ریلوے ملازم جناب ملک محی الدین لہڑی نے فرمایا کہ ''جماعت کے ایک ساتھی مقیم قریب سرحد نے روتے ہوئے بتایا کہ میں اور چند ساتھی رمضان اور عیدین کے چاند دیکھنے کی غلط شہادت دیتے تھے۔ چند غلط بہانوں اور تاویلات کا سہارا لے کر دل کو سمجھاتے اور ضمیر کو سلاتے تھے۔ اب توبہ واستغفار کیا ہے۔ دعا فرمادیں اللہ معاف فرمائے'' بذریعہ خط یا ذاتی طور پر تصدیق کرا سکتے ہیں۔

(ماہنامہ الخیر ص 14)

ان حقائق وشواہد کے ہوتے ہوئے اب بھی جو لوگ سعودیہ کی رویت کی اطلاع کو ہی حق سمجھتے ہیں اور علماء دیوبند کے مجبوری کے پیش نظر دئے گئے فتویٰ جواز کو ہی حرفِ آخر جانتے ہیں، وہ بڑی غلطی کے مرتکب ہیں۔ سعودیہ رویت کا حال ہندوپاک کے بڑے علما کے سامنے آچکا ہے اور اب وہ کسی رُو رعایت کے قائل نہیں ہیں۔ پاک وہند کے علمی مراکز اور علماء دیوبند کے دوسرے مستند اور معتمد ادارے کھل کر فتویٰ دے رہے ہیں کہ ان حالات میں سعودیہ رویت کی اطلاع پر برطانیہ کے مسلمانوں کو عمل کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ انہیں اپنے قریب کے اسلامی ملک کی رویت پر عمل کرنا چاہیے اور اسی کو قابل عمل بنانا چاہیئے مگر افسوس کہ برطانیہ کے دیوبندی علما میں سے ایک گروپ ابھی تک اپنی ضد پر قائم ہے۔ ہماری ان سے پھر ایک مرتبہ درخواست ہے کہ وہ اس موضوع پر کم از کم غور تو کریں۔ جو حقائق

گزشتہ کچھ عرصہ سے مسلسل سامنے آئے اور آ رہے ہیں، اگر وہ غلط ہیں تو ان کو چیلنج کیجئے اور دنیا بھر کے ماہرین اور صاحب افتاء اکابرین کے فتاویٰ کو اور ان کی تشویش کو غلط ثابت کیجئے اور اگر یہ تشویش اپنی جگہ بجا ہے تو ان غلطیوں اور کمزوریوں کو دور کرانے کے لیے سعودی عرب کے ذمہ داروں سے گفتگو کا کوئی راستہ نکالئے تا کہ پوری دنیا کے اہلِ علم اور دانشوروں میں پائی جانے والی تشویش دور ہو سکے۔

محترم جناب ضیاء الدین صاحب لاہوری نے 1984ء میں سعودی عرب کے ذمہ داروں کے سامنے ایک تجویز پیش کی تھی۔ اگر اس وقت یہ تجویز قبول کر لی جاتی تو سعودی عرب کی رویت کا مسئلہ کبھی انتشار کا باعث نہ بنتا مگر ایسا نہ ہو سکا۔ آج بھی یہ تجویز سعودی عرب کے ذمہ داروں کے ہاں شرف قبولیت پا جائے تو انتشار و اختلاف کے ختم ہونے کی اُمید ہو سکتی ہے۔ لیجئے یہ تجویز ملاحظہ کیجئے، موصوف لکھتے ہیں:

''ہم فلکیاتی توضیحات کے چکر میں نہیں پڑتے بلکہ اس سے بالکل لاتعلق ہو کر صرف ان شکوک کو دور کرنے کے لیے سعودی عرب میں نئے چاند کا مشاہدہ کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ برصغیر کے ممتاز علماء کرام پر مشتمل ایک جماعت وہاں جا کر چند مہینوں کے چاند اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کرے اور یقین حاصل کرے کہ جس روز سعودی عرب میں چاند ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے وہاں چاند واقعی نظر آتا ہے۔ اس ارض مقدس سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو جذباتی لگاؤ ہے۔ کیا سعودی حکومت کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اگر وہ خود کو حق پر سمجھتی ہے تو مذکورہ تجویز کے مطابق علماء کرام کی ایک جماعت کو اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لیے اپنے ہاں آنے کی دعوت دے مگر شرط یہ ہے کہ انہیں صرف نظامِ رویتِ ہلال کے طریقہ کار کی تفصیلات اور شہادتوں کے عمل سے ہی آگاہ نہ کیا جائے بلکہ رمضان سے ذوالحجہ تک ہر ماہ انہیں چاند دکھا کر ان کی تسلی کی جائے۔ اگر وہاں اعلان کردہ تاریخوں پر چاند واقعی نظر آ جاتا ہے تو ہم دنیا کی عظیم رصدگاہوں کو یہ بتانے پر مجبور ہونگے کہ ان کا علم مشاہدات کی بناء پر گمراہ کن حد تک غلط ثابت ہوا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہم یہ سوچنے پر

بھی مجبور ہونگے کہ اگر یہ رصد گاہیں رویتِ ہلال کے بارے میں ہمیں غلط معلومات بہم پہنچا سکتی ہیں تو نمازوں کے اوقات کے معاملے میں بھی ان کی معلومات غلط ہوسکتی ہیں ۔ لہٰذا ہم ان اوقات کی دوبارہ تحقیق پر بھی مجبور ہونگے ۔''

(ماہنامہ بینات کراچی...... محرم الحرام 1405ھ ص 18)

یہ تجویز 1405 ھ بمطابق 1984ء میں دی گئی تھی مگر جواب سے ابھی تک محرومی ہے اور دنیا بھر بالخصوص یورپ اور امریکہ کے مسلمان رمضان اور عیدین کے موقع پر ایک افسوسناک صورت حال سے دوچار ہوجاتے ہیں ۔ اگر یہ تجویز آئندہ کسی وقت عملی جامہ پہن لے تو انشاء اللہ سعودی عرب میں ہونے والی رویت کا معاملہ بہت واضح ہوکر سامنے آجائے گا اور مسلمان اس پریشانی سے ضرور باہر نکل آئیں گے ۔

برطانیہ میں سعودی عرب کی رویت کے مسئلہ پر حلقہ دیوبند کے اہلِ علم میں چونکہ کافی بے چینی پائی جاتی تھی اور بعض لوگ آج سے بیس پچیس سال قبل دی جانے والی گنجائش کو ہی حرف آخر سمجھ بیٹھے تھے اور اس نئی صورتِ حال کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے اس لیے بعض اہلِ علم نے مجبوراً مادرِ علمی دارالعلوم اور ہندو پاک کے دیگر علمی مدارس کی طرف رجوع کیا اور اس نئی صورت حال کو سامنے رکھ کر پوچھا کہ ان حالات میں برطانیہ کے مسلمانوں کو کونسی راہ اپنانی چاہیئے ۔ استادِ حدیث حضرت مولانا محمد ایوب صاحب بندہ الٰہی مدظلہ خلیفہ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ و ناظم مجلسِ دعوۃ الحق لیسٹر نے ایک تفصیلی سوالنامہ مرتب کیا اور اکابر علما کی خدمت میں روانہ کیا ۔ بعض حضرات کی خواہش اور اصرار پر ہم یہاں مولانا موصوف کا وہ گرامی نامہ بھی درج کیۓ دیتے ہیں جس کا جواب اکابر علماء کرام نے دیا ہے اور غور کیجیۓ کہ دارالعلوم دیوبند اور دیگر مستند دیوبندی مدارس کے مفتیانِ کرام کے اس صریح فتویٰ کے خلاف چلنے والوں کا مؤقف کس قدر کمزور ہے ۔

''بخدمت گرامی قدر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون امید ہے کہ مزاج بخیر وعافیت ہوگا

دیگر عرض اینکہ چند باتیں طالب علمانہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ بنظرِ اصلاح ملاحظہ فرما کر اپنی رائے عالی سے مطلع فرما کر ممنون فرماویں گے۔

اس ملک میں ماہ رمضان وعید کے موقع پر ثبوت ہلال کے باب میں جو اختلاف ہے وہ آنجناب کو معلوم ہی ہے۔ ایک مدت تک ہمارے علماء اہلِ حق علماء دیو بند کا نمائندہ طبقہ قریبی ملک مراکش کی رویت کی معتمد خبر کی بنیاد پر فیصلے کرتا تھا اور وہی اقرب الی الصحۃ قابل اطمینان اور حنفیہ کے اصول کے مطابق حزم واحتیاط پر مبنی تھا مگر چونکہ وہاں سے عموماً اطلاع ملنے میں تاخیر ہوتی تھی جس کی وجہ سے لوگوں کو انتظار کرنا پڑتا تھا اور ایک مرتبہ پہلے عید کا چاند نہ ہونے کی اور پھر دوسرے روز ثبوت ہو جانے پر عید کی اطلاع اور روزوں کے توڑنے کی خبر دی گئی جس سے لوگوں میں کافی بے چینی پیدا ہوگئی حالانکہ بے چین اور پریشان ہونے کی کوئی خاص بات نہ تھی۔ اس طرح کے واقعات کبھی کبھار ہر جگہ ہی پیش آتے ہیں۔ ضرورت تھی کہ ہمارے علما کا وہ طبقہ جو اس وقت چاند کی اطلاع اور تحقیق کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے، عامۃ الناس کو اطمینان وسکون کی تلقین کرتا اور انہیں سمجھاتا مگر انہوں نے ان احوال کو مجبور کن احوال بتا کر ملک وبیرون ملک ارباب فقہ و افتاء کی خدمت میں پیش فرما کر سعودی رویت کے مطابق رمضان وعید کی ابتدا کے جواز کا فتویٰ حاصل کر لیا اور اس کی خوب اشاعت کی اور اس طرح کا ماحول بنا دیا کہ یہی حق ہے اور اس کے خلاف سراسر باطل ہے حالانکہ ان تمام مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی حقیقت صرف اتنی تھی اور ہے کہ ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ گنجائش دینا اور وقتی حل پیش کرنا اور چیز ہے اور صحیح فتویٰ مطابق واقعہ ہونا امر آخر ہے۔ مشکل یہ پیش آئی کہ وقتی حل کو دائمی حل سمجھ لیا گیا۔ بہر حال ایک فضا سعودی رویت کو درست بنانے کی قائم کر دی گئی اور اس پر کسی حد تک عمل بھی شروع ہو گیا مگر جو علما تحقیق حق کرتے رہے ان کا ضمیر نہ اس وقت مطمئن ہوا اور نہ اب مطمئن ہے اور وقتاً فوقتاً ایسے حالات بھی پیش آتے رہے جس نے سعودی رویت کے دعویٰ کو غلط بتا دیا۔

اگر سعودی رویت کی اطلاع بالکل صحیح تھی تب تو ہمیں کیا کسی فرد مسلم کو بھی اس خبر کے قبول کرنے میں تامل نہ کرنا چاہیئے مگر کئی برس کے مشاہدہ اور تجربہ کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آ رہی ہے کہ اکثر اوقات میں ان کے ہاں رمضان اور عیدین کی اطلاع قبل از وقت ہو رہی ہے جس کی کھلی دلیل یہ ہے کہ سعودی مملکت کی طرف سے رویت کے اعلان کے باوجود ایشیا و افریقہ کے خطوں میں جہاں مطالع صاف ہوتے ہیں کہیں چاند کی رویت نہیں ہوتی بلکہ امریکہ کینیڈا اور ویسٹ انڈیز کے ممالک جہاں سعودیہ کے غروبِ آفتاب کے آٹھ گھنٹوں کے بعد سورج غروب ہوتا ہے اور اکثر جگہوں پر مطلع صاف رہتا ہے، کہیں چاند نظر نہیں آتا۔

اسی شوال (1423 ھ) بدھ کی شام سعودیہ سے عید کے چاند کی خبر آ گئی اور یہاں ہمارے ایک طبقہ نے سعودیہ کی موافقت میں عید کر لی جبکہ اس دن امریکہ، کینیڈا اور پناما بار بڈوس سب جگہ روزہ تھا اور انہوں نے جمعہ کو عید کی ہے یہ قصہ تقریباً ہر سال کا ہے۔

(نوٹ) امسال 1426 ھ کے رمضان کے موقعہ پر بھی دو دنوں کے فاصلہ نے سب کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ ناقل)

اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ جس رویت کی خبر پر ہم اطمینان سے روزہ اور عید کر رہے ہیں اس کے مفاسد پر اجمالی روشنی ڈالی جائے تا کہ اگر یہ چیز قابلِ اصلاح ہے تو اس کی اصلاح کی فکر کی جائے۔

جب سعودیہ کی رویت کی اطلاع قبل از وقت آئے گی تو حسب ذیل مفاسد پیدا ہونگے۔

1- ماہ شعبان میں رمضان کا کم از کم ایک روزہ ہونا جو حدیث لاتتقدموا رمضان بصوم یوم اور یومین (الحدیث) کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو مستلزم ہے کہ لوگ اسے رمضان کا روزہ رکھ کر سمجھیں گے کہ ہم نے رمضان کا روزہ رکھ لیا ہے حالانکہ وہ رمضان کا روزہ ہے ہی نہیں۔

-2 شعبان کے ایک یا دو دن کو رمضان بنا دینا جو آیت کریمہ انما النسئی زیادة فی الکفر والی صورت ہے۔ اہلِ جاہلیت کسی اور غرض سے مہینوں کی تقدیم و تاخیر کر دیا کرتے تھے، یہاں دنوں میں وہ عمل ہوتا رہتا ہے جو غلط ہے۔

-3 ماہ رمضان میں عید کا ہونا اس لیے کہ جب جلدی فیصلہ کر لیا جائے گا تو لامحالہ عید کا چاند نہ ہو گا اور عید کر لی جائے گی تو عید رمضان کے آخری دنوں میں ہو گی اور اس میں ایک اور بڑی خرابی یہ ہو گی کہ

-4 رمضان کے ایک روزہ کا فوت ہونا جبکہ رمضان کا ہر روزہ فرضیت میں برابر ہے اور جلد بازی کی صورت میں اکثر و بیشتر ہی امت ایک فرض روزہ کی تارک بن رہی ہے۔

-5 رمضان کو شوال بنانا جو نمبر 2 کی طرح مذموم ہے۔

-6 بہت سے صلحاء شوال کے چھ روزے رکھتے ہیں اور وہ فضیلت حاصل کرنے کے لیے عید کے دوسرے روز ہی سے روزے رکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں ان کا پہلا روزہ حقیقتاً عید کا دن ہو گا جو الا لاتصوموا فی ھذالایام کے صریح مخالف ہے۔ اس طرح ایک اچھا طبقہ اس فکر میں مبتلا ہے کہ وہ عید کے دن روزہ رکھتا ہے۔

-7 کتب حدیث و فقہ سے یہ مسئلہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی عبادت، نماز، قربانی، روزہ وغیرہ کو وقت سے پہلے ادا کرنا درست ہے نہ ہی وہ عبادت ادا ہو گی لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہو گئی اور وقت گزارنے کے بعد ادا کی گئی تو وہ قضا کی صورت میں بھی ادا ہو جائے گی اور فریضہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ مثلاً ظہر کی نماز زوال سے دو منٹ پہلے پڑھ لی جائے چاہے کیسا ہی قوی عذر کیوں نہ ہو وہ کسی طرح بھی ادا نہیں ہو گی۔ اگر پڑھ لی تو دوبارہ پڑھنا ضروری ہو گا لیکن کسی معذوری کے سبب تاخیر ہو گئی اور عصر کے وقت ادا کر لی تو فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور عذر کی وجہ سے گناہ بھی نہ ہو گا۔ اسی طرح قربانی دسویں کو نہ ہو، گیارہویں یا بارہویں کو بھی ہو سکتی ہے لیکن اگر

کسی نے نویں ذی الحج کو قربانی کر لی یا............ عید کی رات کو قربانی کر لی تو قربانی صحیح نہ ہوگی ۔ اس طرح کے کئی مسائلِ فقہ ہیں جو آپ کے علم میں ہیں ۔ روزہ اور عید میں بھی یہی دو صورتیں ہیں ۔ اگر یہ قبل از وقت کر لی گئیں تو نہ ادا ہوئیں اور نہ ذمہ سے ساقط ہوئیں لیکن اگر احتیاط یا چاند کی خبر کے متحقق نہ ہونے کی وجہ سے تاخیر کی تو ضرور ادا ہو جائیں گی اور ذمہ سے بھی ساقط ہو جائیں گی ۔

8- جب کبھی بھی سعودیہ نے ہلال کے سلسلہ میں جلد فیصلہ کر لیا تو ایشیا، افریقہ اور مغربی ممالک میں باوجود مطلع کے صاف ہونے کے اکثر و بیشتر چاند نظر نہیں آتا ۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت سعودیہ کے مطلع پر چاند نظر آئے تو امریکہ، کینیڈا اور ویسٹ انڈیز جہاں سعودیہ سے آٹھ گھنٹہ بعد غروبِ آفتاب ہو، باوجود مطلع کے صاف ہونے کے چاند نظر نہ آئے چنانچہ اس سال بھی یہی معاملہ پیش آیا ۔ اس لیے ایسے موقع پر سعودیہ کا دعویٰ رویت کرنا خود اپنے دعویٰ کو مخدوش بنا دیتا ہے ۔

9- حدیث شریف میں............ چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر افطار کرنے کا حکم ہے ۔ آج کے اپنے احوال میں اگر جائزہ لیا جائے تو ہم نے اس حدیث پر عمل کرنا ہی چھوڑ دیا ہے ۔ کیا موسم کے ابر آلود ہونے کی شکل میں 30 شعبان یا 30 رمضان پورا کرنے کی گنجائش نہیں ہے؟ اور اس صورت میں بھی سعودیہ کا فیصلہ بہر حال واجب العمل ہوگا جبکہ تاخیر میں کوئی نقصان نہیں ہے اور جلدی میں خطرہ ہے کہ وہ فریضہ ہی ادا نہ ہو ۔ ضرورت ہے کہ صرف اور صرف اسی کے فیصلہ اور خبر پر مدار رکھے بغیر کوئی ایسی تجویز اختیار کی جائے جس میں عجلت کے نقصانات سے حفاظت ہو جائے ۔

10- حنفی نقطہ نظر سے ثبوتِ رمضان کی اطلاع میں ایک عادل کی خبر کافی ہے مگر ہلال عید کے ثبوت کے لیے اگر مطلع صاف ہو تو بڑی جماعت کی گواہی جن کی خبر سے علم (یعنی

یقین واطمینان) حاصل ہو ضروری ہے .... جبکہ ان کے ہاں ہلال عید کے ثبوت میں بھی ایک فرد یا دو افراد کی شہادت معتبر سمجھ لی جاتی ہے۔

11- اختلاف کا وجود...... جب کبھی بھی سعودیہ کی جلد رویت کے مطابق فیصلہ کیا گیا تو پورے ملک میں نزاع وخلاف اور اخبار میں بحث ومباحثہ کی ایسی تیز ہوا چلتی ہے جس کا اثر ہر خاص وعام پر پڑتا ہے اور جب وہ اطمینان سے 30 شعبان یا 30 رمضان پورے کر کے فیصلہ کرتا ہے تو پورے ملک میں اطمینان وسکون کی لہر دوڑ جاتی ہے اور ایک ہی تاریخ میں رمضان وعید ہوتی ہے جیسا کہ گزشتہ دو ایک سال میں ایسا بھی ہوا ہے۔ یہ اتفاق اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ہم یہاں اپنی تاریخ کے مطابق ہلالِ عید و رمضان دیکھنے یا ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ سعودیہ کی ابتدا ماہ ہمیشہ سے مختلف فیہ اور ما بہ النزاع رہی۔ ہمارے تمام اکابر ومشائخ اس پر تذبذب کا اظہار کرتے رہے۔ اگر وہ تاریخ صحیح ہوا کرے تو ہندوستان وپاکستان والوں کے لیے اس کے قبول کرنے کا حق زیادہ بنتا ہے بہ نسبت انگلینڈ والوں کے لیے۔ اس لیے کہ ہندو پاک سعودیہ سے قریب ہے بہ نسبت برطانیہ کے...... حضرت حکیم الامت تھانوی کا قول فتاویٰ رحیمیہ جلد سابع کے آخر میں نقل کیا گیا ہے (اس بات پر کہ حنفیہ کے یہاں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں) اگر سعودیہ کی رویت ثابت ہو جائے تو اہل ہند پر بھی اس کے مطابق رمضان وعید کرنا ضروری ہو جائے گا۔ یہ بات آج سے ساٹھ ستر سال پہلے کہی گئی ہے لیکن آج تک کبھی بھی اہل ہندو پاک نے وہاں سے چاند کی اطلاع کی تقلید نہیں کی حالانکہ سعودیہ اور ہندو پاک کے درمیان صرف بحیرہ عرب حائل ہے اور وقت کا فاصلہ بھی کم ہے جبکہ سعودیہ اور برطانیہ کے درمیان دوگنا سے زیادہ فاصلہ ہے۔

12- جب سعودیہ کی خبر پر فیصلے ہوتے رہیں گے تو لوگ اور عوام الناس علما اور ذمہ دار حضرات سے رفتہ رفتہ آزاد ہو کر خود ہی فیصلے شروع کر دیں گے۔ اس لیے کہ وہاں

سے ٹیلیفون اور ٹی وی اور سٹیلائٹ کا سلسلہ اس قدر عام ہے کہ اس پر دیکھنے اور خبر معلوم کر لینے کے بعد پھر کسی واسطے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی اور پھر آئندہ کبھی اس کے خلاف فیصلہ ہوگا تو اس پر عمل کرنا دشوار ہو جائے گا چنانچہ یہ مشاہدہ ہو رہا ہے کہ کئی مرتبہ وہاں سے قبلِ مغرب ہی اطلاع حاصل کر کے لوگ خود ہی اعلان اور شور شروع کر دیتے ہیں۔ آئندہ لوگ مساجد کی طرف سے اعلان کا انتظار بھی نہیں کریں گے۔

یہ چند اہم اہم مفاسد اور نقصانات ہیں قبل از وقت چاند کی اطلاع ملنے پر جن کی طرف اجمالی اشارہ کیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کے مختلف فکر و خیال کے ارباب حل وعقد اس موضوع پر اب بھی سنجیدگی سے غور و فکر کر رہے ہیں اور کسی بہتر حل کی تلاش میں ہیں مگر ہمارا طبقہ علماء اہل حق علماء دیوبند کا برسر اقتدار طبقہ نہایت خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے اور جس چیز کو مجبوری اور اضطرار کی حالت میں .... گنجائش اور جواز کا درجہ دیا گیا تھا اس پر ایسا قانع ہے کہ اب وہی آخری حل معلوم ہوتا ہے حالانکہ عجلت میں سراسر نقصان ہے اور تاخیر میں کوئی نقصان نہیں۔ ہر عبادت اپنے اپنے وقت پر ادا ہوگی۔

الحمد للہ علمی ذوق رکھنے والے حضرات اور فکر و تحقیق کے خواہش منداحباب اور نئی نسل کے انگریزی پڑھے لکھے نوجوان مسلمان سعودیہ کے فیصلہ کی کمزوری کو محسوس کر رہے ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ ہمارے علما مل جل کر بیٹھیں۔ عوام ابھی بھی علما کے صحیح فیصلوں کے منتظر ہیں اور ان کے اس قدام پر وہ لبیک کہنے کو تیار ہیں اس لیے ایک ایک شہر کے علما بھی کم از کم اس مسئلہ کو حل کرنے کوشش کریں اور اپنے یہاں کی مقامی مجلس علما (جس نام سے بھی ہو) کے پلیٹ فارم سے اس کی اشاعت کریں تو ایک مفید اقدام ہوگا۔

علماء حق کا یہ شیوہ ہے کہ کسی فیصلہ کے غلط پہلو سامنے آجائیں تو اس سے رجوع کرنے میں ذرہ برابر عار محسوس نہیں کرتے ہیں۔

احقر اپنے علم و تجربہ کی حد تک یقین رکھتا ہے کہ عوام میں اس تبدیلی کے قبول کرنے کا پورا پورا جذبہ موجود ہے، اس لئے کہ سعودیہ کے فیصلہ کو واقع کے خلاف دیکھ رہے ہیں۔

آئے دن اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ حکمت و موعظت کے ساتھ بیانات و خطابات اور عمومی و خصوصی مجالس میں ان غلطیوں کی نشاندہی کی جائے تو کوئی وجہ فتنہ اور اختلاف کی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خیر و صلاح کی توفیق بخشے۔ والسلام مع الاکرام

اخوکم فی اللہ محمد ایوب عفا اللہ

(خادم مجلس دعوۃ الحق ...... یوکے)"

حضرت مولانا موصوف نے اپنے گرامی نامہ میں جن اہم مفاسد کی جانب نشاندہی فرمائی ہے، پچھلے دو سالوں میں یہ مفاسد اور زیادہ کھل کر سامنے آئے ہیں اور جیسا کہ ہم عرض کر آئے ہیں کہ خود سعودی عرب کے دانشور اور ماہرین (اور دیگر عرب و عجم کے علما و دانشور) بھی اب اس پر کھل کر اظہارِ تعجب کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا موصوف کے اس گرامی نامہ کے جواب میں مادرِ علمی دار العلوم دیو بند اور دیگر مدارس کے مفتیانِ کرام نے جو فتویٰ تحریر فرمایا ہے، اسے دیکھئے اور بتلائیے کہ ان حقائق اور فتاویٰ کی روشنی میں ایک انصاف پسند مسلمان کو کیا کرنا چاہیئے۔

رمضان اور عید کے چاند کے متعلق مادرِ علمی دار العلوم دیو بند کا تازہ فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب و باللہ التوفیق...... آپ کی تحریر غور کے ساتھ پڑھی، اس سے قبل بھی یہاں سے لکھا جا چکا ہے کہ اپنے قریبی ملک مراکش کی رویت کی خبر کی بنیاد پر اپنے یہاں رویت کا اعلان کریں۔ بطریقِ موجب خبر کے آنے کا سال میں ایک مرتبہ انتظام کر لینا مناسب ہوگا۔ سہولت پسندی میں پڑ کر سعودی رویت کے مطابق اپنے یہاں رمضان اور عید کا اعلان کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی فتویٰ بھی اس طرح کا حاصل کر لیا گیا ہے تو یہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔ برطانیہ سے سعودیہ کی مسافت بہت لمبی ہے جبکہ مراکش بالکل قریب ہے۔ مقامِ قریب کی رویت سے یکسر صرف نظر کر لینا اور سعودیہ کی رویت پر عمل کرنا فقہی

اصول کے بھی خلاف ہے ۔ پھر سعودیہ کی رویت کا جو حال آپ نے تحریر فرمایا ہے اور پھر اس کے مفاسد کی طرف جو توجہ دلائی گئی ہے، اس کو پڑھنے کے بعد کبھی بھی آنکھ بند کر کے سعودیہ کی رویت پر اپنے یہاں فیصلہ نہ کرنا چاہیئے ۔ آپ پوری قوت کے ساتھ مراکش کی رویت کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کا رواج ڈالیں، یہی اقرب الی الصحۃ ہے ۔ فقط واللہ اعلم

(مولانا مفتی) حبیب الرحمن عفااللہ عنہ، مفتی دار العلوم دیو بند ۔

18 صفر 1424ھ (20 اپریل 2003ء)

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط	مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب	مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب

ہندوستان کے دیوبندی مسلک کا دوسرا سب سے بڑا مرکز مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ہے ۔ یہاں کے مفتیانِ گرامی قدر نے بھی دار العلوم دیوبند کے مذکورہ فتویٰ سے بھرپور اتفاق کیا ہے اور اپنی تائید اس طرح کی ہے ۔

مفتیانِ مظاہر العلوم سہارنپور کا بیان

جواب صحیح اور قواعد شرعیہ کے مطابق ہے ۔ اپنے قریبی ممالک کا اعتبار ہونا چاہیئے، جہاں طلوع وغیرہ میں زیادہ تفاوت نہ ہو ۔

(العبد ...... محمد طاہر عفا اللہ عنہ ...... مظاہر علوم سہارنپور یکم شعبان 1424ھ)

(العبد ...... مقصود 1424/8/2ھ دار الافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور)

مفتی گجرات حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب مدظلہ کی تائید مزید

ہندوستان کے صوبہ گجرات کے رہنے والے ڈابھیل ضلع سورت کے مدرسہ تعلیم الدین سے ناواقف نہیں ہیں ۔ یہ گجرات کا ایک بڑا علمی اور دینی مدرسہ اور مرکز ہے ۔

حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب مدظلہ العالی اس مدرسہ کے مفتی اعظم اور گجرات کے مسلمانوں کے مرجع ہیں۔ گجرات کے مسلمان دینی اور روحانی مسائل میں آپ کی جانب ہی رجوع کرتے ہیں۔ آپ نے برطانیہ کا سفر بھی کیا ہوا ہے اور یہاں کے حالات سے بھی تھوڑی بہت واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ نے بھی دار العلوم دیوبند کے مذکورہ فتویٰ سے اتفاق کیا ہے۔ آپ نے اپنی تائید اس طرح لکھی ہے۔

احقر بھی جواب بالا سے پورے طور پر متفق ہے

العبد احمد خانپوری عفا اللہ عنہ

(1424/4/2ھ، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک ضلع نوساری)

نوٹ: دار العلوم دیوبند مظاہر علوم سہارنپور اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے مفتیان عظام کا تازہ فتوی آپ کے سامنے ہے۔ اس میں خصوصی طور پر جس چیز کی جانب توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ کہ:

-1 برطانیہ کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے قریبی اسلامی ملک کی رویت پر عمل کریں اور اس پر رمضان اور عید کا اعلان کریں گو اس خبر کے آنے میں کچھ انتظار بھی کرنا پڑ جائے تو اس سے دریغ نہ کریں۔

-2 سہولت پسندی میں پڑ کر سعودیہ کے فیصلے پر اعلان کرنا درست نہیں ہے اور اس طرح کا اعلان شرعی اصول کے بھی خلاف ہے۔

-3 قریبی ممالک کے بجائے سعودیہ کے اعلان پر عمل کرنا فقہی اصول کے بھی خلاف ہے۔

-4 برطانیہ کے مسلمانوں کو آنکھ بند کر کے سعودیہ کے اعلان پر فیصلہ نہ کرنا چاہیئے۔

-5 دار العلوم دیوبند کا فتویٰ قواعد شرعیہ کے مطابق ہے، سو اسی کی روشنی میں رویت کا اعلان کیا جائے۔

-6 سعودی عرب کی رویت کا تعلق سعودی عرب سے ہے۔ اسے مسلمانانِ برطانیہ پر لازم کرنے اور شرعی اور فقہی اصولوں کو ترک کرنے کی روش ترک کر دینی چاہیئے۔

اگر اس فتویٰ میں کہیں سے بھی کوئی اصولی فقہی قباحت ہوتی اور کہیں بھی کوئی کمزور پہلو ہوتا تو آپ ہی بتائیں کہ ہندوستان کے مذکورہ بڑے مدارس کبھی اس فتوی کی تائید میں آگے بڑھتے۔ان کا اس فتویٰ کی تائید میں آگے بڑھنا بتلاتا ہے کہ وہ بھی اس مسئلے پر سعودیہ رویت سے اختلاف رکھتے ہیں اور برطانیہ کے مسلمانوں کے لیے یہ بات شرعاً ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ سعودیہ رویت کی اطلاع پر رمضان اور عید کے فیصلے نہ کریں بلکہ اپنے قریب کے ممالک کی رویت کو قابل جانیں اور اسی کے مطابق اعلانات کئے جائیں۔

رہے پاکستان کے علماء کرام اور مفتیان عظام تو آپ یقین کریں ان حضرات کا مؤقف بھی وہی ہے جو ہم نے اوپر درج کیا ہے۔اگر سعودیہ رویت کسی درجے میں دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے لیے شرعاً فرض ہوتی تو یہ حضرات سب سے پہلے آگے بڑھتے اور اس پر عمل کرنے کو اسلامی فریضہ سمجھتے مگر ان میں سے کوئی بھی اس پر عمل کرنے کے لیے نہ پہلے کبھی تیار ہوئے اور نہ اب ہیں اور برطانیہ کے مسلمانوں کے لیے بھی شرعاً یہ ہی ضروری جانتے ہیں کہ وہ اپنے سے قریب ملک کی رویت کو قابلِ عمل بنائیں یا اس کے قریب قریب کوئی اور راستہ تلاش کرلیں جہاں رویت کا صحیح انتظام ہو اور شرعی قواعد کی روشنی میں رویت کا نظام موجود ہو لیکن سعودیہ رویت پر مدار بنانا ان کے نزدیک بھی جائز نہیں سمجھا گیا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ معروف ومشہور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔مسئلہ کی تفصیل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"برطانیہ کے مسلمانوں کے لیے شرعاً یہ ضروری ہے کہ مراکش اور الجزائر میں سے جو ملک برطانیہ کے قریب ترین ہے، اس کی رویت کا اعتبار کریں۔سعودی عرب پاکستان یا برطانیہ سے دور اور کسی ملک کی رویت کا اعتبار کرنا جائز نہیں ہے......

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے علما اور عوام ملتان کے معروف علمی مرکز مدرسہ خیر المدارس سے ناواقف نہیں ہیں۔جامعہ کے حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ کا

فتویٰ ملاحظہ فرمایئے۔

''انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سعودیہ میں 32 سال کا کیلنڈر گرین وِچ کے مطابق مرتب کرلیا گیا ہے۔اسی کے مطابق رمضان وعید کا اعلان ہوتا ہے۔چاند دیکھ کر یا شہادت شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جاتا جس کی ایک بنیادی دلیل سعودیہ کیلنڈر کے مقدمہ میں اس کی تصریح ہے۔مقدمہ کی عبارت درج ذیل ہے۔

تصدر هذا التقويم الهجرى لاثنين ثلاثين سنة قادمة بناء على الحسابات العلميه الفلكيه التى تعتبر التوقيت العالمى لولادة الهلال لفلكية اساسا لد خول الشهر.

دلیل ثانی۔سعودیہ وزارۃ الدفاع والطیران سے پوچھا گیا کہ 21 فروری کو آپ کے ہاں تیس شعبان ہوگی۔کیا 21 فروری شام کو رمضان کا چاند نظر آنا ممکن بھی ہے۔ان دونوں نے واضح الفاظ میں اعتراف کیا کہ 21 فروری کو چاند کا نظر آنا قمری حساب سے ممکن ہی نہیں لیکن اس کے باوجود 21 فروری کی رات رمضان شروع ہونے کا اعلان ہوگیا۔

سعودیہ میں مطلع صاف ہونے کے باوجود بھی رویت عامہ نہیں ہوتی حالانکہ مطلع صاف ہونے کی صورت میں رویت متواتر ضروری ہے......سعودیہ اعلان کے دو یا تین دن بعد عموماً رویت ہوتی ہے......سعودیہ اعلان کے مطابق چودہ تاریخ کو چاند کبھی بھی مکمل نہیں ہوتا جبکہ سات تاریخ کو نصف اور چودہ کو مکمل ہونا چاہیئے۔اب بھی اس چیز کا ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے۔ان دلائل سے معلوم ہوا کہ سعودیہ میں رمضان اور عید کے چاند کا فیصلہ رویت سے نہیں ہوتا لہٰذا سعودیہ کو اس بارے میں مدار بنانا گویا عبادت کو ضیاع پر پیش کرنے کے مترادف ہے۔حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی بھی یہی رائے ہے......فقط و اللہ اعلم (بندہ عبدالستار عفی عنہ)

الجواب صحیح......محمد عبداللہ عفی عنہ مہر رئیس دارالافتاء جامعہ خیرالمدارس

بریڈفورڈ کے مشہور عالم حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی صاحب (دارالافتاء والارشاد، بریڈفورڈ) آج سے دس سال پہلے یہ فتویٰ دے چکے ہیں۔

''آپ نے جو حالات و واقعات لکھے ہیں اس کے پیشِ نظر ہم اہلِ برطانیہ کے لیے سعودیہ کی رویتِ ہلال کے اعلان پر عمل کرنا درست نہیں۔ یکم محرم 1412ھ اور یکم رجب 1412ھ کے سعودیہ کے اعلان سے ثابت ہو گیا کہ ان کا اعلان بداہت کے بھی خلاف ہے کیونکہ دنیا میں ایک ہی سورج اور چاند ہے اور محرم کے اعلان کے وقت ہوائی میں اور رجب کے چاند کے اعلان کے وقت امریکہ میں سورج گرہن کی تصویریں لی گئیں نیز احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ حکومت سعودیہ میں رویتِ ہلال کا فیصلہ مسلک حنفیہ کے خلاف ہونے کے علاوہ بداہت کے خلاف بھی ہوتا ہے، اس لیے پاکستان کے لیے حجت نہیں لہٰذا اہلِ برطانیہ کے لیے بھی اسے حجت قرار نہیں دیا جائے گا۔

(مولانا مفتی) اسماعیل کچھولوی...... 16 جنوری 1992ء

ہندو پاک کے اکابر علماء دیوبند اور ان کے جامعات کے فتاوی آپ کے سامنے ہیں۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان حالات میں برطانیہ کے مسلمانوں کو سعودیہ اعلان پر عمل کرنے کی کوئی راہ باقی رہ جاتی ہے؟ اب جو لوگ خوامخواہ ضد کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو جذباتی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ حقیقت میں لوگوں کی توجہ اصل مسئلہ سے ہٹاتے ہیں۔ اگر آج سے بیس پچیس سال قبل کسی گنجائش کی راہ نکالی بھی گئی تھی تو وہ مذکورہ فتاویٰ کی رُو سے ناقابلِ عمل رہ گئی ہے۔ اب محض سہولت پسندی بلکہ انا پسندی کے لیے لاکھوں مسلمانوں کی عبادت کو خطرے میں ڈالنا بڑی بیباکی اور زیادتی ہے۔''

رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان

اسلامی یا ہجری یا قمری سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے ایسے ہوتے ہیں جن کے آغاز سے متعلق عوام الناس ہلال کی رویت پر نسبتاً زیادہ توجہ دیتے ہیں یا باخبر رہنا چاہتے ہیں۔ ان چار مہینوں میں ہجری سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام، نواں مہینہ رمضان المبارک، دسواں مہینہ شوال المکرّم اور آخری مہینہ ذوالحجہ شامل ہیں۔ ان مہینوں کے آغاز سے متعلق اعلان میں تاخیر پر لوگوں کی بے چینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ماہنامہ ''فقہ اسلامی'' کراچی کے شمارہ بابت اکتوبر 2004ء میں جریدہ کے مؤسس پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز اپنے مضمون بعنوان ''رویتِ ہلال کے سلسلہ میں چند معروضات'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اعلان تاخیر سے کیوں ہوتا ہے؟

''عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رویتِ ہلال کا اعلان عموماً تاخیر سے کیوں کیا جاتا ہے جبکہ چاند عموماً غروب آفتاب کے پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر نظر آجایا کرتا ہے۔ یہ سوال دراصل اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رویتِ ہلال کمیٹی چاند دیکھنے کے لیے بیٹھی ہے اور اگر اسے غروبِ آفتاب کے بعد پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر چاند نظر نہیں آتا تو وہ اعلان کر دے کہ چاند نظر نہیں آیا حالانکہ رویتِ ہلال کمیٹی کا اجلاس اس مقصد کے لیے نہیں ہو رہا ہوتا کہ وہ خود چاند دیکھے بلکہ اس کے اجلاس کا

اصل مقصد تو پورے ملک سے چاند نظر آنے یا نہ آنے کی اطلاع اور شہادت حاصل کرنا اور پھر اس کی روشنی میں فیصلہ کر کے کوئی اعلان کرنا ہوتا ہے۔ ہم اسے ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ رویتِ ہلال کے سلسلہ میں بعض عوامی شکوک وشبہات کا خاتمہ ہو سکے۔

رویتِ ہلال کمیٹی کے قیام کی ضرورت

قیامِ پاکستان کے بعد سے پچیس برس تک ملک میں دینی تقریبات خصوصاً رمضان و عیدین کے تعین کا معاملہ کلی طور پر حکمرانوں کے رحم وکرم پر تھا اور حکومت ان تقریبات کے ایام کے سلسلہ میں رویتِ ہلال اور اس کے اعلان کا کوئی خاص اہتمام نہ کرتی تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ ایک ہی ملک میں مختلف شہروں میں مختلف ایام میں رمضان کا آغاز واختتام اور دو دو عیدیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک موقع ایسا بھی آیا جب حکومت اور علما میں عید کے مسئلہ پر آپس میں ٹھن گئی۔ سرکاری اعلان کے مطابق رمضان ختم ہو چکا تھا اور صبح عید تھی۔ سرکاری انتظامات کے تحت بڑے شہروں میں مختلف مقامات پر نمازِ عید کی ادائیگی کا اعلان ہوا مگر ملک کے اکثر علما نے عید کے چاند نظر نہ آنے کی بناء پر اس روز عوام کو روزہ رکھنے اور عید نہ منانے کی ہدایت کی۔ بس پھر کیا تھا، ہر طرف حکومتی کارندوں نے علما کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ بعض کو زبردستی روزہ افطار کرنے اور بعض سے جبراً نمازِ عید پڑھوانے کی کوشش کی گئی۔ ایسا ہی ایک دلچسپ واقعہ ایک بڑے شہر (کراچی) کی سرکاری عید گاہ میں پیش آیا، جب زبردستی نماز پڑھانے کے لیے لایا گیا امام پہلی رکعت کے سجدہ سے اُٹھ کر بھاگ لیا۔ اس طرح کی صورتحال کے پیشِ نظر بعض درد دل رکھنے والے لوگوں نے حکومت کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ ملک میں ایک ایسا دستوری ادارہ قائم کرے جو شرعی تقاضوں کے مطابق چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کرنے کا مجاز ہو اور ملک میں اس ادارہ کے فیصلہ کی پابندی کو اس طرح یقینی بنایا جائے کہ ملک مذہبی انارکی کا شکار ہونے سے بچے اور اتحاد و یگانگت کو

فروغ حاصل ہو۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں قومی اسمبلی نے ''رویتِ ہلال کمیٹی'' کے قیام کا بل پاس کیا اور ملک میں ایک مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی قائم کی گئی جس کے ماتحت چاروں صوبوں میں صوبائی یا زونل رویتِ ہلال کمیٹیاں اور تمام اضلاع میں ضلعی رویتِ ہلال کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

رویتِ ہلال کمیٹی کی ذمہ داری

رویت ہلال کمیٹی کی اصل ذمہ داری یہ مقرر کی گئی ہے کہ وہ ملک کے کسی بھی بڑے شہر میں اس غرض سے اجلاس منعقد کرے کہ ملک بھر سے چاند دیکھے جانے کی اطلاعات حاصل کر کے زونل یا ضلعی رویتِ ہلال کمیٹیوں کے ذریعہ ان اطلاعات کے مصدقہ ہونے کے بارے میں شرعی طریقہ کے مطابق شرعی شہادتیں حاصل کرے اور جب اسے یہ اطمینان ہو جائے کہ ملک کے بعض یا اکثر حصوں میں یا کسی بھی حصہ میں چاند ہونے کی اطلاع شرعی شہادت کی صورت میں کسی بھی ضلعی یا زونل یا خود مرکزی کمیٹی کے سامنے آ چکی ہے تو اس کی روشنی میں وہ چاند ہونے کا فیصلہ کر کے اعلان کرے۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ جب تک چاند ہونے کی اطلاعات شرعی شہادتوں کی صورت میں اسے حاصل نہ ہوں وہ چاند ہونے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ رویتِ ہلال کمیٹی کے اراکین عام لوگوں میں سے لئے جانے کی بجائے علماء کرام میں سے لئے جاتے ہیں کیونکہ کمیٹی کا کام چاند دیکھنا نہیں بلکہ چاند کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں موصولہ اطلاعات و شہادتوں کو شرعی میزان میں رکھ کر کوئی حتمی فیصلہ کرنا ہے۔ خود چاند دیکھنا کمیٹی کا ایک اختیاری و استحبابی امر ہے۔ واضح رہے کہ پوری اسلامی دنیا میں رویتِ ہلال کی ذمہ داری عوام پر اور رویت کا فیصلہ و اعلان علما پر مشتمل رویتِ ہلال کمیٹی کے سپرد ہے۔

روئیتِ ہلال کمیٹی کا طریقہ کار

روئیتِ ہلال کمیٹی کس طرح کام کرتی ہے یا اس کا طریقہ کار کیا ہے؟ روئیتِ ہلال کمیٹی کے ایک سابق چیئرمین و معزز رکن کے بقول: مرکزی کمیٹی کے ماتحت ہر صوبہ میں زونل اور ہر ضلع میں ضلعی روئیتِ ہلال کمیٹی کا اجلاس قمری ماہ کی ۲۹ رتاریخ کو غروب آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے، ضلعی کمیٹی میں علاقہ کا ڈپٹی کمشنر یا اس کا نمائندہ شرکت کرنے کا پابند ہے۔ ہر کمیٹی کے ارکان خود بھی چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں کی طرف سے چاند کی شہادتیں ملنے کا انتظار کرتے ہیں۔ جب کسی بھی شہر سے انہیں بذریعہ فون اطلاع ملتی ہے کہ چاند نظر آ گیا ہے تو وہ فوری طور پر چاند کی اطلاع دینے والوں کو کمیٹی کے روبرو پیش ہونے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جب چاند دیکھنے والے افراد کمیٹی کے سامنے پیش ہوتے ہیں تو ان سے کمیٹی کے اراکین چاند کے مشاہدہ کی کیفیت دریافت کرتے اور شرعی شہادت حاصل کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اطلاع کرنے یا شہادت دینے والا شخص یا اشخاص کردار و دیانت کے اعتبار سے کس قسم کے ہیں۔ کیا شرعی اعتبار سے ان کی گواہی قابلِ قبول ہے۔ بھی یا نہیں؟ پھر حاصل شدہ شہادتوں کے بارے میں وہ زونل کمیٹی کو مطلع کرتے ہیں اور زونل کمیٹی مرکزی کمیٹی کو مطلع کرتی ہے۔ اس طرح اس سارے عمل (Process) کی تکمیل میں کچھ وقت صرف ہوتا ہے۔ چاند ہونے کی گواہی یا شہادت دینے والے لوگ اگر ضلعی صدر مقام سے دور کسی بستی، گاؤں یا گوٹھ میں ہوں تو ان سے شہادتیں حاصل کرنے میں مزید وقت لگ سکتا ہے۔ اس طرح شرعی شہادتوں کے تقاضے پورے کرنے میں بسا اوقات بہت تاخیر ہو جاتی ہے اور جب تاخیر سے اعلان ہوتا ہے تو بے صبرے عوام بلبلا اُٹھتے ہیں کہ آدھی رات گزرنے کے بعد مولویوں نے چاند کہاں اور کیسے دیکھ لیا؟

رویتِ ہلال کے بارے میں دو متضاد اعلانات

ذہنوں میں ایک سوال یہ اُبھرتا ہے کہ چاند ہونے کا اعلان تاخیر سے ہونا تو کسی حد تک قابلِ قبول ہوسکتا ہے مگر یہ کیونکہ ممکن ہے کہ رات کو اعلان ہو کہ چاند کہیں نظر نہیں آیا اور عین سحری کے وقت سائرن بجنے لگیں، توپیں چلنے لگیں، نقارے بجوائے جائیں اور مساجد سے اعلان ہو کہ رمضان کا چاند نظر آ گیا ہے لہٰذا آج پہلا روزہ ہے۔

جی ہاں! یہ ممکن ہے اور یہ اس لیے ممکن ہے کہ فرض کیجئے ۲۹ رشعبان کو رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس رات گئے تک جاری رہا اور کوئی شہادت چاند ہونے کی کہیں سے بھی نہ مل سکی اور کمیٹی نے یہ اعلان کر دیا کہ چونکہ ملک بھر سے کوئی شہادت چاند ہونے کی کہیں سے نہیں ملی لہٰذا کل روزہ نہیں ہوگا بلکہ تیس شعبان ہوگی اس اعلان کو ریڈیو اور ٹی وی سے نشر کیا گیا اور کسی ایسے علاقہ کے لوگوں نے بھی سنا جنہوں نے رات کو خود چاند دیکھا تھا تو لازمی طور پر انہیں اس اعلان پر حیرت ہوگی اور وہ اس کا اظہار اس وقت علاقہ کے کسی امام، عالم یا سرکاری افسر سے کریں گے تاکہ ان کی اس تشویش اور چاند دیکھنے کی اطلاع کسی طرح مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کو ہو تو اب اس کا طریقہ غالباً یہ ہوگا کہ وہ لوگ یہ اطلاع کسی بھی ذریعہ سے حکومت کے کسی اعلیٰ عہدیدار یا کسی بڑے افسر یا معروف عالمِ دین کو کریں گے جو بذریعہ فون مرکزی رویتِ ہلال یا زونل رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین تک اسے پہنچا سکے جبکہ کمیٹی کے چیئرمین اور اراکین اجلاس برخاست کر کے اپنی آرام گاہوں میں جا چکے ہوں گے اور پھر انہیں نیند سے بیدار کر کے یہ اطلاع دی جائے گی تو اس صورت میں رویتِ ہلال کمیٹی کے سامنے دو صورتیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ وہ اس اطلاع کو درخورِ اعتناء ہی نہ سمجھے اور یوں اگلے روز جو کہ رمضان کا پہلا دن ہے، کو شعبان کا تیسواں دن قرار دے کر (سابقہ فیصلہ کے مطابق) پوری قوم کے ایک روزہ رمضان نہ رکھنے اور احترامِ رمضان نہ کرنے کا وبال اپنے سر لے لے (جو کہ کسی حقیقی عالمِ دین سے متوقع نہیں) یا وہ فوری طور پر دیگر

اراکین کمیٹی کو بھی فون پر یا جس طرح ممکن ہو مطلع کر کے ہنگامی اجلاس بلائے اور ادھر اطلاع کنندگان کے شرعی بیانات (شہادتیں) حاصل کرنے کی غرض سے ان کی قریب ترین کسی مرکز پر علاقائی کمیٹی یا علماء کرام یا علاقائی سرکاری افسران کو جمع کرے جو ان سے شہادتیں حاصل کریں اور چاند ہونے کا اطمینان ہو جانے کی صورت میں چاند ہونے کا اعلان کرانے کی بھرپور کوشش کرے کہ روزہ نہ رکھنے کے وبال سے خود کو اور پوری قوم کو بچانے کی سعی کرے۔ (یقیناً ایک عالم دین سے یہی توقع کی جا سکتی ہے) چنانچہ اگر وہ ایسا کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اعلان شدہ فیصلہ تبدیل ہوتا ہے اور لوگ اس کمیٹی یا چیئر مین کو بُرا بھلا کہتے ہیں تو کہا کریں۔ عوام کو شعور نہیں ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کریں بلکہ اس نئے اعلان پر کمیٹی کی دیانت داری کے پیشِ نظر اس کی تحسین کریں گے، اس نئے فیصلہ کو سراہیں گے کہ ان کا ایک فرض روزہ ضائع ہونے سے بچ گیا۔''

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے اعلان شدہ فیصلہ کی تبدیلی پر عوامی ردعمل اور عالم دین کے جس متوقع کردار کا ذکر کیا ہے، 1987ء کے ایک واقعہ سے اس کی وضاحت ہو جائے لیکن اس سے قبل 2003ء کا ایک واقعہ۔

روزنامہ ''جنگ'' لاہور مورخہ 27 اکتوبر 2003ء کے صفحہ اول پر شائع ہونے والی ایک تین کالم خبر دن بھر لوگوں میں موضوعِ بحث رہی۔

''پشاور (نمائندگان جنگ + ٹی وی رپورٹ) مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ آج چاند نظر نہیں آیا جبکہ سرحد کے وزیر مذہبی امور نے کہا ہے کہ آج روزہ ہے۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا گزشتہ شام پشاور میں اجلاس ہوا۔ چیئر مین مولانا منیب الرحمٰن نے رات ساڑھے سات بجے اعلان کیا کہ رمضان کا چاند نظر نہیں آیا، اس لیے پہلا روزہ 28/اکتوبر بروز منگل ہوگا لیکن قلات اور کوئٹہ سے چاند نظر آنے کی شہادتوں کے بعد رات بارہ بجے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا ہنگامی اجلاس دوبارہ بلا لیا گیا۔ چاند نظر آنے کی یہ اطلاعات کمیٹی کے رُکن شبیر احمد خان کاکاخیل

کو ملی تھیں ۔ چیئرمین مولانا منیب الرحمٰن کی سربراہی میں ہونے والے دوبارہ اجلاس کے آخر میں چیئرمین نے اعلان کیا کہ وہ اپنے پہلے اعلان پر قائم ہیں یعنی آج روزہ نہیں، چاند نظر آیا البتہ جو لوگ نئی شہادت کی روشنی میں آج روزہ رکھنا چاہتے ہیں، وہ رکھ سکتے ہیں لیکن کمیٹی کے دو ارکان شبیر احمد اور مولانا حسن نے کہا کہ آج روزہ ہے۔ چیئرمین نے سرحد حکومت کی کارکردگی پر بھی کافی تنقید کی اور کہا کہ صوبائی حکومت نے متوازن کمیٹیاں بنائی تھیں جو غیر سرکاری تھیں، ان کی کارروائی نہیں روکی گئی اور سرکاری کمیٹی کی کارروائی کو تضادات کا شکار بنایا گیا لیکن منیب الرحمٰن کے اس اعلان کے بعد اجلاس میں موجود سرحد حکومت کے وزیر مذہبی امور نے اعلان کیا کہ آج روزہ ہے، ہم آج روزہ رکھیں گے۔ اس موقع پر یہاں موجود سرحد کے وزیر اطلاعات نے کہا کہ کمیٹی نے اپنے اجلاس میں شہادتوں کا انتظار کیا نہ ہی گواہوں کی شرعی حیثیت کو اہمیت دی۔ صوبائی وزیر نے کہا کہ آج پیر کو پہلا روزہ درست ہے۔ سرحد میں سرکاری رویت ہلال کمیٹی کے دو ارکان مولانا حسن جان اور مولانا شبیر احمد خان کاکاخیل نے بھی اجلاس میں کہا کہ آج روزہ ہوگا، ہم چیئرمین کے اعلان کے ساتھ متفق نہیں ہیں۔ دوسری طرف پشاور کے مقامی علما کی کمیٹی نے اعلان کیا کہ پشاور، چارسدہ اور نوشہرہ سے چاند دیکھنے کی اطلاعات ملی ہیں، اس لیے آج روزہ ہوگا۔ مسجد قاسم علی خان میں ہونے والے اجلاس میں مولانا خیر البشر، مفتی قمر، مولانا سراج الاسلام، مولانا عبد الرؤف جان، پروفیسر مولانا حبیب الرحمٰن، قاری شفیق الرحمٰن، ارشاد الحق مدنی، قاری یونس اور کئی دوسرے علماء نے شرکت کی۔ اجلاس کے بعد مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے اعلان کیا کہ انہیں مضافاتی علاقوں سے شہادتیں موصول ہوئی ہیں جنہیں تسلیم کرتے ہوئے آج سرحد میں پہلا روزہ ہوگا اور ماضی کی طرح اس مرتبہ بھی صوبہ سرحد میں ایک ہی دن روزہ نہیں رکھا جا سکے گا۔ کوئٹہ سے نمائندہ جنگ کے مطابق جامعہ مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی نے رات گئے اعلان کیا کہ پیر کو پہلا روزہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہنہ کے علما اور دیگر مقامات سے 6/افراد نے شہادت دی کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ پشین میں علما کے سامنے 70/افراد نے

چاند ہونے کی شہادت دی ہے۔ مختلف شہروں سے تواتر سے چاند دیکھنے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔"

اس خبر کے ساتھ شائع ہونے والی ایک اور خبر اس طرح تھی:

"سعودی عرب اور دوسری خلیجی ریاستوں میں آج پہلا روزہ ہے۔ سعودی عرب کی رویت ہلال کمیٹی کے مطابق ہفتے کی رات نیا چاند نظر نہیں آسکا لہٰذا اتوار شعبان المعظم کا آخری دن ہوگا اور آج پیر کو حجاز مقدس میں روزہ ہوگا۔ اسی طرح بحرین، اومان، قطر اور متحدہ عرب امارات میں آج پیر کو پہلا روزہ ہوگا۔"

اگلے روز 28/ اکتوبر منگل کو روزنامہ جنگ کے صفحہ اول پر ہی شائع ہونے والی اس خبر نے حیران کر دیا کہ مردان، نوشہرہ، کوہاٹ، کرک، بنوں، سوات، صوابی اور چارسدہ میں 26/ اکتوبر اتوار کو پہلا روزہ رکھا گیا۔ اِن شہروں کے جن علماء کرام نے نصف شب کے بعد مسجدوں میں اعلانات کے ذریعے اپنے معتقدین کو اتوار کا روزہ رکھنے کی ہدایت کی، انہیں یقیناً یہ شہادت دی گئی ہوگی کہ چاند بروز ہفتہ 25/ اکتوبر کی شام دیکھ لیا گیا ہے۔

مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئر مین مولانا منیب الرحمٰن نے رمضان المبارک کے چاند سے متعلق کمیٹی کے ہنگامی اجلاس میں اگر اپنے سابقہ فیصلے پر نظر ثانی سے انکار کر دیا تو غلط نہیں کیا۔ جن علاقوں سے اتوار کی شام چاند دیکھے جانے کی اطلاع اتنی دیر سے موصول ہوئی، ان علاقوں میں تو ہفتہ کی شام چاند دیکھے جانے کی شہادت بھی دی گئی تھی۔ اگر ہفتہ کی شام چاند دکھائی دینے کی شہادت جھوٹی نہیں تھی تو پھر اتوار کی شام چاند واضح دکھائی دینا چاہیے تھا اور ایسی صورت میں کمیٹی تک بروقت اطلاع پہنچ جاتی۔ یاد رہے کہ 2002ء میں ربیع الاول کا چاند دیکھنے کے لیے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس ....

منعقد ہوا تھا۔ کمیٹی نے پہلے چاند دکھائی نہ دیئے جانے کا اعلان کیا لیکن رات بارہ بجے مولانا منیب الرحمٰن نے اپنے سابقہ اعلان پر نظر ثانی کرتے ہوئے اعلان کیا کہ چاند نظر آ گیا ہے۔ اس واقعہ

کی یاددہانی کا مقصد یہ ہے کہ مولانا منیب الرحمٰن اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے میں دیر نہیں لگاتے بشرطیکہ اُنہیں شہادتوں کے سچے ہونے کا یقین آجائے۔

چیئرمین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کی وضاحت

30 مارچ 1987ء کو شعبان المعظم کا چاند دیکھنے کے لیے منعقدہ اجلاس کے بعد کمیٹی نے اعلان کیا کہ چاند دکھائی نہیں دیا لہٰذا یکم شعبان یکم اپریل کو ہوگی۔ 12 اپریل کو یکا یک مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین کا اعلان ٹیلی ویژن اور ریڈیو سے نشر کیا گیا کہ چاند 30 مارچ کو نظر آگیا تھا لہٰذا شبِ برات پرسوں کی بجائے کل ہے۔ فیصلے کی تبدیلی 13 دنوں بعد کیوں ہوئی؟ اس کی وضاحت رویتِ ہلال کمیٹی کے اُس وقت کے چیئرمین پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے وزارتِ مذہبی امور کو لکھے گئے خط سے ہوتی ہے جو ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور کے شمارہ بابت مئی 1987ء میں شائع ہوا۔ پیر کرم شاہ الازہری تحریر فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے میں اپنا یہ اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ ٹی۔ وی۔ ریڈیو، APP اور تمام اخبارات کا دلی طور پر شکریہ ادا کروں جنہوں نے وقت کی تنگی کے باوجود میرے بیان کو بلا تاخیر شائع کیا۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اعلان بارہ دن کی تاخیر کے بعد نشر کیا گیا اور بعض احباب کو پریشانی بھی ہوئی ہوگی اور اس ترقی یافتہ دور میں چاند کے بارے میں بارہ تیرہ دن کے بعد یہ اعلان ناقابلِ فہم بھی ہے اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ صورتِ حال سے تمام اہلِ وطن کو مطلع کردوں تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ اس تاخیر میں میری یا مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی کوتاہی کا کوئی دخل نہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے جو خط مجھے ملا وہ قاری غلام محی الدین چشتی صاحب نے

۶/اپریل کو مری سے لکھا جو ڈاکخانہ کی مہر کے مطابق ۹/اپریل کو مجھے موصول ہوا۔ اس خط میں انہوں نے کوئی فون نمبر نہیں لکھا تھا تاکہ ان سے فوری رابطہ قائم کیا جاسکے۔ اسی تاریخ کو واہ کینٹ سے قاضی سعید احمد صاحب کا خط موصول ہوا، انہوں نے فون نمبر تحریر کیا تھا۔ ان سے رابطہ قائم کیا اور انہیں کہا کہ مولانا صاحبزادہ فیض علی فیضی کے پاس جا کر اپنی شہادت دیں۔ ۱۱/اپریل کو صاحبزادہ فیضی صاحب نے مجھے مطلع کیا کہ واہ کینٹ سے دو صاحبان تشریف لائے تھے، میں نے ان سے شہادتیں لی ہیں۔ وہ دونوں قابلِ اعتبار شاہد ہیں۔ اس کے بعد ۱۱/اپریل کو صاحبزادہ سلیم چشتی صاحب ممبر ڈسٹرکٹ کونسل مظفر آباد کا خطر موصول ہوا جس میں انہوں نے مطلع کیا کہ نثراں شریف میں عرس شریف کی تقریب تھی، انہوں نے کم از کم پانچ سو افراد سمیت چاند دیکھا۔ انہوں نے اپنے خط میں نہ اپنا فون نمبر لکھا اور نہ تاریخ لکھی۔ پتہ بھی چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی، اسلام آباد تحریر کیا۔ وہ خط ۸/اپریل کو اسلام آباد پہنچا۔ وہاں سے ہوتا ہوا۔ ۸۷-۴-۱۱ کو ڈاکخانہ کی مہر کے مطابق بھیرہ پہنچا۔ اسی اثناء میں مرحبا ہوٹل مری کے مالکان کا خط بھی اسلام آباد سے ہوتا ہوا ۸۷-۴-۱۱ کو بھیرہ موصول ہوا۔ انہوں نے بھی اپنا فون نمبر لکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ مری ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے ان کا نمبر حاصل کیا گیا۔ اس نمبر پر فون کرنے سے معلوم ہوا کہ حاجی یعقوب خاں صاحب راولپنڈی چلے گئے ہیں۔ راولپنڈی میں ان کا فون نمبر جو انہوں نے بتایا اس پر فون کیا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ دوسرے روز پھر مری فون کیا، پتہ چلا کہ حاجی صاحب ابھی تک واپس نہیں آئے۔ ان سے کہا کہ پہلے نمبر پر حاجی صاحب نہیں ملے، ان کا کوئی اور نمبر ہو تو بتائیں۔ انہوں نے ایک اور نمبر دیا جس پر اُن سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں بھائی مری سے راولپنڈی آرہے تھے۔ گھوڑا گلی میں مغرب کی نماز ادا کر کے روانہ ہوئے تو ان دونوں نے چاند دیکھا۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ دونوں صاحبان صاحبزادہ فیضی صاحب کے پاس جا کر اپنی شہادتیں دیں۔ پھر صاحبزادہ فیضی صاحب سے رابطہ قائم کیا اور انہیں عرض کی کہ مری کے دو صاحبان چاند کی شہادت دینے کے لیے آپ کے پاس آئیں گے آپ شرعی طریقہ سے ان سے

شہادت لیں اور پھر مجھے مطلع کریں ۸۷-۴-۱۲ کا واقعہ ہے، اسی روز وزارتِ مذہبی امور کے ڈی جی صاحب سے رابطہ قائم کیا کہ یہ صورتحال ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بہاولپور سے انہیں بھی مخدوم زادہ سید محمد علی شاہ سیکرٹری ضلعی رویت ہلال کمیٹی کا خط موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ضلعی کمیٹی کا اجلاس اسسٹنٹ کمشنر کی زیرِ صدارت منعقد ہوا اور ہم سب نے چاند دیکھا۔ میں نے کوشش کی کہ ڈپٹی کمشنر مظفر آباد سے رابطہ قائم کروں تا کہ رویت ہلال کے بارے میں یقینی اور مصدّقہ اطلاع حاصل کی جاسکے۔ انہوں نے بتایا کہ صاحبزادہ سلیم چشتی نے ان سے رویتِ ہلال کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ انہیں بلوائیں اور ان سے شرعی شہادت لیں اور مجھے فوراً مطلع کریں۔ اس کے بعد میرا فون خراب ہو گیا۔ دن بھر کوشش کے باوجود وہ درست نہ ہو سکا۔ کیونکہ معاملہ از حد اہم تھا اور وقت کم تھا، اس لیے میں اسسٹنٹ کمشنر بھلوال کے دفتر میں چلا گیا جہاں ڈائرکٹ ڈائلنگ کی سہولت میسر تھی۔ وہاں سے ڈپٹی کمشنر مظفر آباد اور اے سی بہاولپور سے رابطہ قائم کیا۔ دونوں نے ۳۰ / مارچ کو رویت ہلال کی تصدیق کی۔

صاحبزادہ فیض علی فیضی صاحب نے بتایا کہ واہ کینٹ سے دو اور مرحبا ہوٹل مری کے مالک دو حاجی صاحبان نے رویت ہلال کی میری پاس شہادت دی۔

ان تمام مصدقہ اطلاعات کے علاوہ میرے پاس بھنگالی شریف کے صدر مدرس تشریف لائے۔ انہوں نے شہادت دی کہ انہوں نے اور ان کے بہت سے احباب نے ۳۰ / مارچ کو چاند دیکھا ہے۔

جب میں ان تحقیقات سے فارغ ہوا تو میں نے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ممبران سے رابطہ قائم کیا۔ چند حضرات مل گئے، دیگر حضرات اپنے مقام پر نہ تھے۔ جو ملے انہوں نے اعلان کرنے کی اجازت دیدی۔

اسی تگ و دو میں شام کے آٹھ بج گئے۔ میں نے اپنا بیان ٹیلی ویژن کے نیوز ایڈیٹر بٹ صاحب کو لکھوایا اور اے پی پی کے چیف بیورو محمد شریف صاحب کو لکھوایا۔ میں

ان کے تعاون کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بروقت اس کی اشاعت کا اہتمام فرما دیا۔ اگر چہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ اس سلسلے میں چہ میگوئیاں ہوں گی اور میری ذات بھی ہدف تنقید بنے گی لیکن یہ شریعت کا مسئلہ تھا۔ جب میرے پاس ہر قسم کی شرعی شہادتیں اور مصدقہ اطلاعات فراہم ہو گئیں تو میں نے اس اعلان کو اپنا شرعی فریضہ سمجھا اور اس کو ادا کیا۔

اعلان کرنے میں تاخیر ہوئی، اس سے طرح طرح کی غلط فہمیوں کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے لیکن اس کے ازالہ کی یہی صورت ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی کارکردگی کو زیادہ موثر بنایا جائے اور اس کے لیے ہر ضلع کے ڈی سی اس میں پوری دلچسپی لیں اور اپنی تحقیقات سے فوری طور پر مرکز کو مطلع کریں۔ پاکستان کے عوام بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کریں، اگر کسی کو چاند نظر آجائے تو کم از کم اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو ضرور مطلع کرے۔ باہمی تعاون سے ہی ہم اس مشکل پر کامیابی سے قابو پا سکتے ہیں۔"

کمیٹی کی کارکردگی مزید مؤثر بنانے کے لیے تجویز

رویتِ ہلال کمیٹی کی کارکردگی کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز ماہنامہ "فقہ اسلامی" کراچی کے متذکرہ مضمون کے آغاز میں لکھتے ہیں:۔

"کچھ عرصہ سے ہمارے ملک کے شہری علاقوں کی یہ ریت بن گئی ہے کہ رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر لوگ خود چاند دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ محض رویتِ ہلال کمیٹی کے اعلان کے منتظر رہتے ہیں اور پھر اگر رویتِ ہلال کمیٹی کی طرف سے چاند ہو جانے کا اعلان تاخیر سے ہو تو یہ جملہ زبان زد خاص و عام ہوتا ہے کہ "ان مولویوں کو ہمیشہ آدھی رات کو چاند نظر آتا ہے۔" "ساری دنیا میں عید ہو گئی مگر ہمارے ملاؤں کو ابھی تک چاند دکھائی نہیں دیا۔" اس طرح کی غیر مہذب گفتگو کرنے والا طبقہ جاہل ہو تو دوسری بات ہے مگر پڑھا لکھا اور ترقی یافتہ کہلانے والا طبقہ اگر اس قسم کی باتیں کرے تو اس کے دو مطلب

ہو سکتے ہیں۔

۱۔ رویتِ ہلال کے شرعی تقاضوں اور اعلان رویتِ ہلال کے طریقہ کار سے ناواقفیت۔

۲۔ علماء دیندار طبقہ کے خلاف پروپیگنڈہ اور تنفر کی کوشش۔

وزارت مذہبی امور اور چیئرمین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا یہ فرض ہے کہ وہ رمضان المبارک کے چاند اور عید کے چاند کے موقع پر ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ عوام الناس کو رویتِ ہلال کے شرعی طریقہ رویتِ ہلال کمیٹیوں کے طریقہ کار (Working Process) سے متعلق وسیع پیمانے پر عوامی آگہی (Public Awareness) کا بندوبست کرے۔ ادھر رویت ہلال کمیٹیوں کے اجلاس شروع ہوں، ادھر ریڈیو، ٹی وی سے رویتِ ہلال کے بارے میں اہلِ علم کی گفتگو نشر کی جائے اور درمیان میں وقفہ وقفہ سے مختلف اضلاع میں ہونے والے رویتِ ہلال کمیٹیوں کے اضلاع کے اجلاسوں کی جھلکیاں دکھائی جائیں تاکہ عوام میں یہ شعور پیدا ہوا کہ رویتِ ہلال ایک اہم دینی مسئلہ ہے اور انہیں یہ بھی پتہ چل سکے کہ ہر ضلع میں رویتِ ہلال کمیٹی کا اجلاس فلاں مقام پر ہو رہا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی سے یہ اعلان بار بار نشر کیا جائے کہ اگر کسی کو چاند دکھائی دے تو وہ اس کی اطلاع اور شہادت کے سلسلہ میں فون نمبر فلاں پر رابطہ قائم کرے یا خود قریبی مرکز اطلاعات میں جا کر اطلاع کرے، ہر ضلعی رویتِ ہلال کمیٹی کا فون نمبر نشر کیا جائے اور اخبارات ضلعی کمیٹیوں کے مقام اجلاس اور فون نمبروں کی فہرست قمری ماہ کی انتیس تاریخ کو شائع کریں۔''

❀❀❀

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب نے 2004ء میں رویتِ ہلال کمیٹی کی کارکردگی کو زیادہ مؤثر بنانے کیلئے جو تجاویز دی تھیں، ان پر 2019 میں مکمل عمل ہو رہا ہے۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے ساتھ ساتھ جامعۃ الرشید، کراچی کے شعبہ فلکیات کے

سربراہ مولانا محمد سلطان عالم صاحب ملک بھر میں اپنے ساتھیوں کو رویت ہلال کی اطلاعات کیلئے ہر ماہ چوکس رکھتے ہیں ۔ جامعہ نعیمیہ کراچی کے معلم اور ادارہ علمِ توقیت کے نوجوان سربراہ مولانا محمد عرفان رضوی صاحب نے نا صرف سوشل میڈیا بھرپور طریقے سے سنبھال رکھا ہے بلکہ وہ ملک بھر کی مختلف جامعات میں رویتِ ہلال کے موضوع پر مسلسل درس دے رہے ہیں ۔ اس طرح دونوں صاحبان مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی اور اس کی ذیلی کمیٹیوں کے مددگار ثابت ہو رہے ہیں ۔

مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین صاحب سے میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ میری تجویز کو بھی شرف قبولیت بخشیں کہ اگر کسی ماہ سائنسی اعتبار سے مطلع صاف ہونے کی صورت میں ہلال با آسانی دکھائی دینے کے واضح امکانات موجود ہوں لیکن بادلوں کی وجہ سے اُس ماہ کے 30 دن مکمل کر کے نئے ماہ کا آغاز کیا گیا ہے تو نئے قمری ماہ کی 28 تاریخ کو بھی مرکزی اور ذیلی کمیٹیوں کے اجلاس بلائے جائیں تا کہ آئندہ قمری ماہ کا درست آغاز یقینی بنایا جا سکے اور کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے ۔

پاکستان میں رویتِ ہلال پر انتشار

صوبہ خیبر پختونخوا (سرحد) اور رویتِ ہلال

پاکستان میں رویت ہلال کے معاملہ میں انتشار کی کیفیت رمضان المبارک، شوال اور ذی الحجہ مہینوں کے آغاز پر زیادہ واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔ اگرچہ من حیث القوم عوام کی اکثریت مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق ان مہینوں کا آغاز کرتی ہے لیکن صوبہ خیبر پختونخوا (سرحد) میں لوگ تقسیم ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات فرق دو دن پر محیط ہو جاتا ہے۔ عام لوگوں سے قطع نظر صوبہ خیبر پختونخوا (سرحد) میں کئی مرتبہ سرکاری طور پر عیدیں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کے برعکس ملک کے دیگر حصوں سے ایک روز قبل منائی گئیں۔ ہمارے علماء کرام اور عوام کی اکثریت علم ہیئت و فلک سے ناآشنا ہے۔ وہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے فیصلہ پر عملدرآمد تو کر لیتی ہے لیکن کثیر تعداد کمیٹی کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتی ہے۔ اگرچہ پاکستان کی مرکزی رویت ہلال کمیٹی رویت ہلال کے تمام تقاضوں کو مدنظر رکھ کر فیصلے کرتی ہے اور اس کے اکثر فیصلے شک وشبہ سے بالاتر ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھار فلکیاتی اعداد و شمار کے برعکس فیصلہ بھی ہو جاتا ہے جس کی بنیادی وجہ جھوٹی شہادتوں کو شرفِ قبولیت بخشنا ہے۔

پیر کرم شاہ الازہری اپنی تصنیف ''رویت ہلال اور اس کا شرعی ثبوت'' میں

رقمطراز ہیں:۔

"مسلسل کئی سالوں سے رمضان المبارک اور عید الفطر کے چاند کے بارے میں بدمزگی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ رویت ہلال کمیٹی اپنی تحقیق کے مطابق رویت ہلال کا اعلان کرتی ہے لیکن صوبہ سرحد میں بعض مقامات پر رویت ہلال کمیٹی کی اعلان کردہ تاریخ سے ایک دن پہلے اور بعض دفعہ دو دن پہلے رمضان المبارک کی آمد اور عید الفطر منانے کا اعلان کر دیا جاتا ہے جس سے صوبہ سرحد کے لوگ تو پریشانی کا شکار ہوتے ہی ہیں، ملک کے دوسرے صوبوں کے لوگوں کو بھی تشویش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس بدمزگی پر قابو پانے کے لئے اور اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے میں نے فیصلہ کیا کہ شعبان 1405ھ کا چاند دیکھنے کے لئے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس پشاور میں منعقد کیا جائے۔ اس سے میرے دو مقصد تھے۔ ایک تو یہ کہ اس شکوہ کو دور کیا جائے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی اپنے اجلاس دوسرے صوبوں میں منعقد کرتی ہے لیکن صوبہ سرحد کو ہمیشہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ پشاور جا کر سرحد کے علما سے تبادلۂ خیال کر کے اتحاد و اتفاق کی صورت نکالی جائے کیونکہ ماہ رمضان کے روزے ہوں یا یکم شوال کی عید الفطر، یہ دونوں احکام شرعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل کرتے ہوئے ہم روزے بھی رکھتے ہیں اور عید بھی مناتے ہیں، اس میں نہ کسی کا کوئی ذاتی مفاد ہے اور نہ صوبائی عصبیت۔ میں نے صوبہ سرحد کے ناظم اعلیٰ اوقاف جناب سیٹھی صاحب کو پیغام بھیجا کہ اس اجلاس میں مرکزی اور زونل رویت ہلال کمیٹی کے ارکان کے علاوہ سرحد کے دیگر علما کو بھی شمولیت کی دعوت دی جائے تاکہ ان سے تبادلۂ خیال ہو سکے۔

چنانچہ میں اور دیگر اراکین 29 رجب المرجب 1405ھ بمطابق 20/ اپریل 1985ء کو پشاور پہنچے۔ غروبِ آفتاب سے قبل بالا حصار میں علما کا اجتماع ہوا۔ وہاں بھی میں نے ان حضرات کی خدمت میں یہاں اجلاس منعقد کرنے کے ان دونوں مقاصد کی وضاحت کی۔ مغرب کی نماز بالا حصار کی مسجد میں ادا کی، اس کے بعد چاند دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اگرچہ

بالا حصار کا یہ گوشہ سارے علاقہ میں بلند ترین گوشہ تھا اور سامنے کوئی آڑ بھی نہ تھی لیکن کوشش بسیار کے باوجود کسی کو بھی چاند نظر نہ آیا۔ پھر ہم صوبائی سیکرٹریٹ میں ناظم اعلیٰ اوقاف کے دفتر میں آ گئے۔ وہاں پھر علما کا اجتماع ہوا۔ صوبہ سرحد کے تقریباً تمام اضلاع کے ڈی سی صاحبان سے فون کے ذریعہ رابطہ قائم کیا گیا جن کی صدارت میں ضلعی رویت ہلال کمیٹیوں کے اجلاس منعقد ہو رہے تھے لیکن سب نے یہی جواب دیا کہ بڑی کوشش کے باوجود شعبان المعظم کا چاند نظر نہیں آیا۔ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے اہم مقامات پر منعقد ہونے والے اجلاسوں سے رابطہ قائم کیا۔ پنجاب، سندھ، بلوچستان سب نے یہی اطلاع دی کہ چاند نظر نہیں آیا۔ اگرچہ بعض مقامات پر مطلع گرد آلود تھا لیکن بہت سے ایسے مقامات بھی تھے جہاں سے اطلاع ملی کہ مطلع صاف ہے، باوجود کوشش کے چاند نظر نہیں آیا، محکمہ موسمیات کے افسران بھی اس اجتماع میں شریک تھے جنہوں نے ہمیں مفصل تحریری رپورٹ دی کہ آج پاکستان کے کسی صوبہ کے کسی مقام پر رویت ہلال کا کوئی امکان نہیں۔ وہ تفصیلی رپورٹ میرے پاس ریکارڈ میں ہے اور محکمہ موسمیات کے دفتر سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی جس میں مولانا حسن جان صاحب جو سرحد کے نمائندہ ہیں وہ بھی شریک تھے۔ سب نے متفقہ طور پر چاند کے نظر نہ آنے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلہ پر مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے اراکین اور صوبہ سرحد کے زونل رویت ہلال کمیٹی کے اراکین نے بھی اپنے دستخط ثبت کئے جس میں مولانا حسن جان صاحب سرفہرست تھے اور اس فیصلہ کے مطابق چاند کے نظر نہ آنے کا اعلان کیا گیا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد سرحد کے علماء کرام سے اس بدمزگی پر قابو پانے کے لئے گفتگو کا آغاز ہوا۔ وہاں کے علما نے فرمایا کہ ہمارے یہاں لوگ دور دراز علاقوں میں آباد ہیں، ہمارے پاس رویت ہلال کی شہادت دیر سے پہنچتی ہے جب کہ کمیٹی کا اجلاس اختتام پذیر ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہوتا کہ ہم گواہان کی شہادتوں کے مطابق اپنے طور پر ہی چاند کے دیکھے جانے کا اعلان کر دیں۔ میں نے گزارش کی کہ جس طرح ہمارا فرض ہے کہ اس سلسلہ میں ہم آپ کو مطمئن کریں،

آپ کا بھی فرض ہے کہ آپ رویت ہلال کمیٹی کے دیگر اراکین کو بھی مطمئن کریں۔ یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ ہم لوگ آپ کی رویت کو تسلیم نہیں کرتے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ سال رمضان المبارک کا چاند پاکستان میں کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ سارے صوبہ سرحد میں صرف بنّوں سے رویت کی خبر ملنے پر مرکزی رویت ہلال کمیٹی نے رمضان المبارک کے چاند کے دیکھے جانے کا اعلان کر دیا تھا۔

لاہور کے ایک عالم صاحب نے ہمارے اس اعلان کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اتفاق سے یکم رمضان المبارک کو جمعہ کا دن تھا۔ انہوں نے مسجد کے منبر پر بیٹھ کر خود بھی بوتل پی کر روزہ توڑا اور اپنی جیب سے بوتلیں خرید کر اپنے معتقدین اور سامعین کو پیش کیں اور انہیں حکم دیا کہ روزہ توڑ دیں۔ ایک عالم کی حیثیت سے انہیں اس مسئلہ کا یقینی علم ہوگا کہ جب ملک کا حاکم یا اس کا نائب رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں اعلان کر دے تو اس کی پابندی لازمی ہوتی ہے اور جو شخص اس اعلان کے بعد روزہ توڑتا ہے، اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔

اس کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ بعض حضرات نے اس رویت کو تسلیم نہیں کیا لیکن مرکزی رویت ہلال کمیٹی نے اس کو تسلیم بھی کیا، اس کے مطابق اعلان بھی کیا اور اس پر عمل بھی کیا، اس لئے یہ خیال غلط ہے کہ صوبہ سرحد میں اگر چاند دیکھا جائے تو دوسرے صوبوں والے اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ شرعی دلائل کے مطابق رویت کے بارے میں ہمیں مطمئن کر دیں گے تو ہم اس کو ماننے میں قطعاً پس و پیش نہیں کریں گے اور رویت کے بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر مطلع گرد آلود یا ابر آلود ہو تو رمضان شریف کے لئے ایک آدمی کی خبر اور عید الفطر وغیرہ کے لئے دو مَردوں یا ایک مَرد اور دو عورتوں کی شہادت کافی ہے لیکن اگر مطلع صاف ہو تو پھر دو چار، دس بیس آدمیوں کی شہادت سے رویت ثابت نہیں ہوتی جب تک جم غفیر رویت ہلال کی گواہی نہ دے۔

یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ...... صرف دُور دراز کے دیہات میں بسنے والے

چند آدمیوں کو چاند نظر آ جائے اور اگر ایسا ہو بھی تو آج کل ٹیلی فون کی سہولتیں دُور دراز علاقوں میں بھی میسر ہیں۔ کم از کم ہر تھانہ میں فون موجود ہے۔ غروب آفتاب کے بعد ایک گھنٹہ کے اندر اندر چاند نظر آنا ہو تو نظر آ جاتا ہے اور جنہیں چاند نظر آئے وہ بآسانی ایک گھنٹے کے اندر اندر ٹیلی فون تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر ہم سے رابطہ قائم کریں کہ ہم نے چاند دیکھ لیا ہے، ہم ان کا انتظار کریں گے اور اگر مان لیا جائے کہ یہاں صرف دیہات میں چاند نظر آتا ہے جہاں آبادی بھی قلیل ہے اور چاند دیکھنے کے مواقع بھی کم ہیں اور گاؤں فون سے اس قدر دُور ہے کہ وہاں پہنچنے میں طویل وقت درکار ہے تو اس صورت میں باہمی مشورہ سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایسے گواہوں کو جتنا جلدی ممکن ہو سکے زونل رویت ہلال کمیٹی کے ارکان کے سامنے پیش کیا جائے۔ وہ اگر بالاتفاق ان کی شہادت کو قبول کر کے رویت کا فیصلہ دے دیں تو مجھے مطلع کر دیا جائے تا کہ میں سابقہ اعلان کی بجائے نیا اعلان کر دوں کہ چاند نظر آنے کی شرعی شہادت مل گئی ہے، اہلِ پاکستان اس کے مطابق روزہ رکھیں یا عید منائیں۔ چنانچہ اس بات پر تمام شرکا نے اتفاق کیا اور میں خوش خوش واپس آیا کہ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا ہے اور اختلاف کو ختم کرنے کی ایک قابلِ عمل صورت نکل آئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق منظور کر لیا ہے۔ ہم نے وہ رات پشاور میں گزاری، اگلا پورا دن بھی وہیں بسر کیا اور مغرب سے پہلے واپسی ہوئی۔ اتنے عرصہ میں ہمیں کسی نے اطلاع نہ دی کہ کسی نزدیک یا دُور دراز علاقہ سے ہلالِ شعبان کی رویت کی شہادت مل گئی ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق جس کی تصدیق محکمہ موسمیات کی رپورٹ سے ہو گئی تھی اور ملک کے تمام اضلاع سے آمدہ اطلاعات نے بھی اس کی تصویب کر دی تھی کہ انتیس رجب کو شعبان کا چاند نظر نہیں آیا۔ نصف سے زیادہ شعبان خاموشی سے گزر گیا، ہمیں کسی نے اطلاع نہ دی کہ چاند ایک دن پہلے دیکھا گیا ہے۔ بیس شعبان کے بعد یہ افواہیں گرم ہوئیں کہ صوبہ سرحد کے بعض علما نے ایک دن پہلے ہلالِ شعبان کے دیکھے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ علما کے اس اجتماع میں جو متفقہ فیصلہ کیا گیا تھا اس کی خلاف ورزی کیوں کی گئی۔ اگر واقعی

وہاں کے علما کے سامنے ہلالِ شعبان کی رویت ایک دن پہلے ثابت ہوگئی تھی تو انہوں نے معاہدہ کے مطابق فوری طور پر زونل رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس کیوں طلب نہ کیا اور اس کمیٹی کے سامنے گواہوں کی شہادتیں کیوں نہ لیں اور اس فیصلہ سے ہمیں کیوں مطلع نہ کیا گیا۔

انتیس شعبان بمطابق بیس مئی، جب ماہ رمضان کے ہلال کی رویت کے لئے کراچی میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس وقت چارسدہ کے متعدد علما کا یہ فتویٰ پیش ہوا کہ آج انتیس نہیں، بلکہ تیس شعبان ہے لیکن مطلع صاف ہونے کے باوجود پاکستان کے کسی گوشہ سے چاند کے دیکھنے کی اطلاع نہ ملی، سرحد سے بھی زونل کمیٹی یا کسی ضلعی کمیٹی کی طرف سے چاند دیکھنے کی اطلاع نہ ملی حالانکہ آج اگر چاند کی تیس تاریخ ہوتی تو چاند کا نظر آنا یقینی تھا۔ اس رات کو مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند کا نظر نہ آنا علماء چارسدہ کے فتویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی تھا نیز محکمہ موسمیات کے ماہرین بھی اس اجتماع میں شریک تھے۔ انہوں نے جو رپورٹ پیش کی اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ آج پاکستان کے کسی حصہ میں چاند نظر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ چنانچہ پوری تحقیق کے بعد مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور کراچی زونل رویت ہلال کمیٹی کے جملہ اراکین نے متفقہ فیصلہ کیا کہ رمضان المبارک کا چاند آج کہیں نظر نہیں آیا اس لئے پہلا روزہ کل بروز منگل کے بجائے پرسوں بروز بدھ مطابق 22 مئی کو ہوگا۔ اس فیصلہ پر بھی سرحد کے حضرت مولانا حسن جان صاحب نے دوسرے اراکین کی طرح دستخط کئے اور میں نے اس کا اعلان بطور چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو پاکستان سے کیا۔

لوگ اطمینان سے رمضان المبارک کی برکتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے تھے یکا یک معلوم ہوا کہ سرحد کے بعض علما کا ایک اجلاس 21 رمضان المبارک بمطابق 11 جون 85ء منعقد ہوا ہے جس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ چاند کی رویت ہو یا نہ ہو، اٹھارہ جون کو تیس ماہ رمضان قرار دیا جائے اور انیس جون کو عید الفطر منائی جائے۔

یہ فیصلہ سراسر احکام شریعت کے خلاف ہے کیونکہ چاند انتیس کا بھی ہوسکتا ہے اور تیس کا بھی۔ انہیں کس نے بتایا کہ اس دفعہ چاند تیس کا ہوگا اور عید بروز بدھ 19 جون کو منائی جائے گی۔ ہوسکتا تھا کہ چاند انتیس کا ہوتا اور ایک دن قبل طلوع ہو جاتا اور ان کے حساب کے مطابق عید منگل کو منائی جاتی۔ دس دن قبل عید کا یہ تعین کم از کم شریعت اسلامیہ سے ہرگز مطابقت نہیں رکھتا۔

پوری ایمانداری سے انتہائی کوشش کرنے کے باوجود ہم اپنے ان بزرگ علما کے فیصلوں کی صحیح توجیہہ نہیں کر سکے اور نہ ہمیں اس کی حقیقت تک رسائی حاصل ہوئی ہے۔ ہمیں یہ فیصلے خصوصاً عید کے بارے میں ان کا فیصلہ احکام شرعیہ کے سراسر خلاف نظر آتا ہے۔ میں ان علما کی خدمت میں مئودبانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں اور اسے اپنی اَنا یا کسی عصبیت کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شاہراہ ہدایت ہمیں دکھائی ہے اس پر ثابت قدمی سے چلتے رہیں، اس سے ہمارا افتراق وانتشار، اتفاق واتحاد سے بدل سکتا ہے اور اس سے ہم باطل کی طاغوتی طاقتوں کے سامنے ایک فولادی چٹان بن کر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

.... میں حکومت پاکستان کے جملہ کار پردازوں سے خصوصاً محترم گورنر سرحد اور جناب وزیر اعلیٰ سرحد کی خدمت میں پرزور التماس کرتا ہوں کہ وہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ان فیصلوں کا جو بڑی تحقیق اور پوری ذمہ داری سے کئے جاتے ہیں، خود بھی احترام کریں اور عوام کو بھی ان کے احترام کرنے کی تلقین کریں تاکہ ان عناصر کی حوصلہ شکنی ہو جو دین کے پردے میں ملک میں انتشار وافتراق کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں اور اپنے طرزِ عمل سے دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دینِ اسلام میں اور شریعتِ اسلامیہ میں اب اتنی تاب وتواں نہیں کہ وہ ملت کو متحد ومنظم رکھ سکے۔''

قبائلی علاقہ جات اور رویتِ ہلال

مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے سائنسی مشیر اور ستارۂ امتیاز کے حامل سائنسدان،

پاکستان اکیڈمی آف سائنسز اسلام آباد کے مظہر محمود قریشی اپنے کتابچہ ''یکساں اسلامی قمری کیلنڈر'' میں دسمبر 1998ء میں رمضان المبارک کے چاند سے متعلق ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''............ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں روایتی کیلنڈر میں مہینہ کا آغاز کنجنکشن سے (فوراً بعد) ہوتا ہے...... دراصل قبائلی طریقہ کار جیسا کہ ان لوگوں سے معلوم کیا گیا ہے جو شمال مغربی سرحدی صوبے اور قبائلی علاقوں میں رہ رہے ہیں (یہ معلومات ذاتی ملاقاتوں پر مبنی ہے) وہ یہ ہے کہ علما کا ایک گروہ اپنا حساب کتاب (Calculations) کرتا ہے اور پھر پیشین گوئی زبانی طور پر نشر ہوتی ہے اور یوں ایک پہلے سے سوچے ہوئے دن کے لیے کافی تعداد میں خودساختہ (Self Induced) رویت کی رپورٹیں میسر آجاتی ہیں۔ چونکہ ان رپورٹوں یا شہادتوں پر کسی قسم کی تنقید یا سوالات نہیں کیے جاتے لہٰذا اس دن پر ہلال کا دیکھا جانا گویا Confirm ہو جاتا ہے۔

قابلِ ذکر معاملہ رمضان المبارک 1419ھ (دسمبر 1998ء) کے بارہ میں یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ رمضان کا چاند پاکستان میں 20 دسمبر 1998ء کو ہی نظر آئے گا، 19 دسمبر کو ہرگز نظر نہیں آئے گا جبکہ اس کی عمر صرف 14 گھنٹے ہوگی، جو کہ عملی طور پر نظر نہیں آسکتی۔ دراصل 19 تاریخ کو چاند پاکستان میں کہیں نہیں دیکھا جاسکا حالانکہ جنوبی پاکستان میں آسمان کافی حد تک صاف تھا۔ ان معروف فلکیاتی اوامر کے باوجود صوبہ سرحد میں سنجیدگی سے یہ کوشش کی گئی کہ رمضان 19 دسمبر کو غروب سے شروع کیا جائے اور بعض جگہوں میں تو اس سے بھی ایک دن پہلے جبکہ چاند 18 دسمبر کو سورج سے دس گھنٹے پہلے غروب ہوا، شروع کرنے کی کوشش کی گئی نیز اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے دو ممبران تو 19 دسمبر کو چاند نظر نہ آنے کے اعلان سے پہلے ہی کمیٹی کے اجلاس سے اٹھ کر چلے گئے کیونکہ ان کے محلوں میں نماز تراویح تو پہلے ہی شروع کی جاچکی تھی، یہ پہلے سے طے شدہ غلط فیصلہ کی ترویج کی ایک واضح مثال ہے۔''

صوبائی اسمبلی سرحد کی قرارداد

ماہنامہ ''فقہ اسلامی'' کراچی کے شمارہ بابت نومبر 2004ء کے اداریہ کے درجِ ذیل اقتباسات قابلِ غور ہیں:۔

''الحمدللہ اس بار ماہِ رمضان المبارک کا چاند خود اپنے ہونے کی دلیل و برہان بن کر سامنے آیا اور کسی خوردبین، دوربین یا آبزرویٹری کے ذریعہ اسے تلاش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ عوام کی ایک بڑی تعداد نے چاند دیکھا اور چاند ثابت کرنے کے لیے کسی شہادت کے پیدا کرنے اور اس پر اصرار کرنے کی ضرورت بھی ٹل گئی۔ اسی کے ساتھ رویتِ ہلال کے حوالہ سے پیدا ہونے والی بے چینی بھی ختم ہوگئی کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے خود چاند دیکھ کر شکر کا کلمہ پڑھا۔ افسوس ناک امر ہے کہ اس بار بھی صوبہ سرحد کے بعض لوگوں نے ایک روز قبل جھوٹی سچی شہادت کی بنا پر یا محض بغضِ معاویہ میں جمعہ کا روزہ رکھا جبکہ جمعہ کو چاند نظر آنے کے قطعاً کوئی امکانات پاکستان میں کہیں نہیں تھے۔ ممکن ہے انہوں نے صوبہ سرحد کی ''شرعی اسمبلی'' کی قرارداد کے احترام میں ایسا کیا ہو...............؟

حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی معاملہ کسی نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

وطنِ عزیز پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے ساتھ ہی یہ خیال بھی معرضِ وجود میں لایا گیا کہ اسمبلیوں کو اجتہاد کا حق حاصل ہونا چاہیے اور تمام مذہبی امور و معاملات میں اسمبلیوں کو قانون سازی کا حق دیا جانا چاہیئے۔ اس خیال کے موجد اس کی نسبت علامہ اقبال کی طرف بھی کرتے رہے ہیں کہ انہوں نے فقہ اسلامی کی تدوینِ نو کی بات کی اور اجتہاد کا بند دروازہ کھولنے پر زور دیا۔ ہم اقبالیات کے عالم نہیں اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ اقبال کے کس خطبہ و خطاب سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے لیکن علامہ اقبال کے پختہ ایمان و ایقان اور ان کی عشق و محبت رسولؐ پر مبنی فکر کے پیشِ نظر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اقبال کم از کم جاہلوں کی

کسی اسمبلی کو اجتہاد کا اختیار ہرگز دلوانے کے حق میں نہیں رہے ہوں گے۔

الحمدللہ العزیز دینِ متین کے محافظ و خدمت گار علماء کرام نے ہمیشہ دین کا دفاع کیا اور اجتہاد کا حق اہلِ علم کے سوا کسی اور کو دینے پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ اس پر علما کو دین کے ٹھیکیدار بن بیٹھنے اور کبھی دین میں مناپلی بنا لینے کے طعنے بھی دیئے گئے لیکن علما کی طرف سے بڑی استقامت کے ساتھ ایسی تمام باتوں کو برداشت کیا گیا۔

حال ہی میں متحدہ مجلس عمل کی سرحد (صوبائی) اسمبلی نے اراکینِ اسمبلی کو اجتہاد فی المذہب کا اختیار دیتے ہوئے رویتِ ہلال کے شرعی معاملہ میں دخل ورائے زنی کا حق دیا، چنانچہ اس اسمبلی نے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی ختم کرنے اور سعودی عرب کے اعلانِ رویتِ ہلال کے ساتھ رمضان وعید کو منسلک کرنے کا socalled اجتہادی فیصلہ دیا حالانکہ اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ سعودی عرب کی رویت کا پاکستان میں اعتبار نہیں کیا جاسکتا اور دونوں ممالک میں سالہا سال سے رمضان وعید کے چاند میں ایک دن کا واضح فرق ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں...... سعودی عرب میں چاند کا اعلان رویت (چاند دیکھنے) سے نہیں بلکہ تولید (چاند کی ولادت) سے کیا جاتا ہے جو کہ مسلمہ شرعی اصولوں کے خلاف ہے۔

سرحد اسمبلی کی قرارداد ایک ایسی اسمبلی کی قرارداد ہے جس کے اراکین میں علما کی ایک خاصی تعداد ہونے کے علاوہ اس کے اکثر اراکین کا تعلق ملک کی مذہبی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلسِ عمل سے ہے۔ جب علما پر مشتمل اور علما کی آشیرباد سے قائم اسمبلی کے اجتہاد کا عالم یہ ہے کہ خلاف اصول شرعیہ اجتہادی فیصلہ دینے میں دریغ نہیں کیا تو ایسی اسمبلیاں جن میں نہ علما ہوں نہ علما کی آشیرباد انہیں حاصل ہو، کس قسم کا اجتہاد کریں گی، اس کا اندازہ سرحد اسمبلی کی قرارداد سے لگایا جاسکتا ہے۔

قیاس کن زِ گلستانِ من بہارِ مرا

............اسمبلیوں کو مذہبی معاملات میں اجتہادی فیصلے کرنے اور اجتہاد کے منصب پر فائز

کرنے کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں اب اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ متحدہ مجلس عمل نے اگر اسی طرح دو چار دیگر شرعی معاملات میں اس اسمبلی کو اختیارِ اجتہاد سے سرفراز کیا تو لوگ دیکھ لیں گے کہ

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کارِ طفلاں تمام خواہد شد

ہمارے خیال میں اسمبلیوں میں شرعی مسائل پر بحث کی بجائے علماء کرام کے کسی فورم پر ایسے مسائل کو لایا جانا چاہئے۔

سرحد اسمبلی کی قرارداد بہر کیف مرکز کو کمزور کرنے کی سازش ہو یا نہ ہو، مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کو کمزور اور ختم کرنے کی کوشش ضرور ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ملک کے اکثریتی اہلِ علم طبقہ کے نزدیک مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا وجود باعثِ خیر ہے، اس کو برقرار رہنا چاہئے اور اسے مزید جدید وسائل مہیا کئے جانے چاہئیں تاکہ وہ رویتِ ہلال کا صحیح اعلان کر کے پاکستان میں چاند کے مسئلہ پر یکجہتی، اتحاد اور یگانگت کو قائم رکھ سکے۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی ملکی یکجہتی کی ایک علامت ہے اور اس کی خدمات بلاشبہ قابلِ قدر ہیں۔ ہاں البتہ اس میں سیاسی سے زیادہ علمی شخصیات کو شامل کیا جانا چاہئے اور کمیٹی کی جب بھی تشکیلِ نو ہو، اس میں مزید سکہ بند قسم کے ایسے جید علماء کرام کو شامل کیا جانا چاہئے جو کسی لومۃ لائم کی پروا کئے بغیر اپنا فرض شرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ادا کرسکیں۔ حکومتی کارندوں بشمول وزا کو رویتِ ہلال کمیٹی کے معاملات میں مداخلت سے باز رہنا چاہئے، سرحد اسمبلی کو اپنی قرارداد واپس لینی چاہیئے، متحدہ مجلسِ عمل کو اس سلسلہ میں خصوصی کردار ادا کرنا چاہیئے۔ سرحد اسمبلی کی قرارداد سے رویتِ ہلال کمیٹی کی جو توہین ہوئی ہے وہ دراصل کمیٹی کے اراکین (معزز علماء کرام) کی توہین ہے جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے اکثر اراکین و چیئرمین ملک کے نامور علماء کرام ہیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ حکومتیں بوقتِ ضرورت انہی

علماء کرام سے امن و آشتی کی بھیک مانگتی ہیں اور انہی کے ذریعہ لوگوں میں اثر و رسوخ حاصل کرتی ہیں، چنانچہ مرکزی حکومت کا فرض ہے کہ وہ سرحد اسمبلی کی قرارداد واپس کرانے میں اپنا خصوصی اثر و رسوخ استعمال کرے۔ متحدہ مجلسِ عمل کی قیادت کو بھی اس سلسلہ میں کسی مصلحت و منفعتِ ذاتی سے بالاتر ہو کر علما کے وقار اور مسلمہ شرعی اصولوں کی برتری کی خاطر اس قرارداد کو واپس کرانا چاہیے۔

رویتِ ہلال کے حوالہ سے سرحد اسمبلی کے اراکین ہوں یا بعض دیگر جوشیلے شیدائیانِ اسلام، سعودی عرب کے ساتھ صیام وعید کی بات کرتے وقت کبھی نہیں سوچتے کہ خود سعودی عرب میں رویتِ ہلال کی صورت کیا ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں فہمِ حق اور اتباعِ سنت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)"

اللہ تعالیٰ کے تعین کردہ دن اور ان سے انحراف

خاص اوقات میں برکاتِ الٰہی کا نزول

سورۃ بقرہ آیت 185 میں اللہ تعالیٰ ماہ رمضان المبارک کے بارے میں یوں فرماتا ہے:۔

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں کہ قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے رہنما ہے اور ہدایت اور فیصلہ (حق اور باطل میں تمیز) کی روشن صداقتیں رکھتا ہے، تو (اے مسلمانو) تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اسے چاہئے کہ اس کے روزے رکھے...۔''

بزرگوار ضیاء الدین لاہوری نے ''رویت ہلال موجودہ دور میں'' میں اللہ تعالیٰ کے تعین کردہ دنوں سے انحراف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

''اس آیتِ کریمہ کے پہلے حصے میں قرآن حکیم کے ماہ نزول اور اس کی صفات عالیہ کے حوالے سے رمضان کے مہینے کی شناخت کرائی گئی ہے جس سے اس ماہ کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے۔ اس کے بعد اس بڑائی کے باعث رمضان کے روزوں کا ذکر کیا گیا

ہے جس سے اس مہینے کا مزید بابرکت ہونا واضح ہوتا ہے۔اس جل شانہ نے سورۃ قدر میں کتابِ ہدایت کے حوالے سے ہی اس خاص رات کی فضیلت بیان کی ہے جس میں کہ قرآن مجید نازل ہوا۔ارشاد ہوتا ہے۔

''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا، اور (اے پیغمبرؐ) کیا آپ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر (خیر و برکت میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اس (رات) میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے (زمین پر) اترتے ہیں، اور اس کی سلامتی فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

مندرجہ بالا آیات کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص قمری مہینوں اور ان کے بعض حصوں کو اپنی برکات سے مخصوص کر رکھا ہے اور اس کا تعین اسی کی طرف سے مقرر ہے۔اس کا نظام بندوں کی مرضی کے تابع نہیں کہ کسی شاہی فرمان کو دیکھتے ہوئے وہ اپنے رحمت کے فرشتوں کو ایک یا دو روز قبل ہی اترنے کا حکم دے دے یا انسانوں کے بدلتے رہنے والے فیصلوں کی روشنی میں ان بابرکت اوقات کے تعین میں تبدیلیاں کرتا رہے۔اس کے نظام قدرت میں یہ اوقات اس کے اپنے بیان کردہ احکام کے مطابق ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

مخصوص مہینوں میں ادل بدل کرنے پر قرآنی حکم

ہم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ایام کو اپنی منشا کے مطابق تبدیل نہیں کر سکتے۔اگر ہم ایسا کریں تو نہ صرف یہ کہ ان اوقات کے خواص کی فیضیابی سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ فرائض و واجبات کی غلط ایام میں ادائیگی سے اس کی حکم عدولی کے مرتکب ہو کر اپنی عبادات کو ضائع کر دیتے ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مخصوص مہینوں میں ادل بدل کرنے والوں سے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔سورۃ توبہ آیت 36۔37 میں اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے۔

''جس دن خدا نے آسمان وزمین پیدا کئے تب ہی سے اس کے یہاں مہینوں کی گنتی کتاب اللہ (یعنی لوح محفوظ) میں بارہ مہینے لکھی چلی آتی ہے۔ان میں سے چار مہینے حرمت وادب کے ہیں۔دین کا راستہ یہی ہے۔تو (اے مسلمانو) ان (مہینوں) میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔اور تم سب مشرکوں سے لڑو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جانے رہو کہ اللہ تعالیٰ زیادتی سے بچنے والوں کا ساتھی ہے۔نسئی (یعنی مہینوں میں ادل بدل کرنا) ایک کفر مزید ہے جس کی وجہ سے کافر گمراہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک برس ایک مہینے کو حلال بنا لیتے ہیں اور دوسرے برس حرام تا کہ اللہ نے جو مہینے حرام کئے ہیں اپنی گنتی سے اس گنتی کو مطابق کر کے اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کو حلال کرلیں،ان کی بدکاریاں ان کو بھلی لگتی ہیں اور اللہ ان لوگوں کو جو کفر کرتے ہیں،ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

ان آیات میں جن چار مہینوں کا ذکر ہے وہ رجب،ذی قعدہ،ذوالحجہ اور محرم ہیں۔عرب کے لوگ قدیم سے ان مہینوں کے ادب پر یقین کرتے چلے آرہے تھے اور اس دوران کشت وخون اور جنگ وجدل سے پرہیز کرتے تھے مگر بعض اوقات جنگی مصلحتوں کے تحت ان مہینوں کے ناموں میں ادل بدل کر کے حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنے یا اسے جاری رکھنے کا بہانہ بنا لیتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو"زیادۃ فی الکفر" قرار دیا ہے۔کیا سعودی رویت اسی زمرے میں نہیں آتی؟ رمضان کے مہینے میں بلاعذر روزہ نہ رکھنا اور دن میں کھانا پینا حرام کیا گیا۔موجودہ صورت میں ماہ رمضان کو ایک یا دو روز پہلے ہی شروع کر کے اللہ کی طرف سے دن میں کھانے کے لئے حلال کئے گئے ایام میں کھانا حرام قرار دیا گیا۔اسی طرح رمضان کے آخری ایام میں عید منا کر دن میں کھانے کے احکام کو حرام سے بدل کر حلال کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے عیدین کے موقع پر روزہ رکھنا حرام قرار دیا مگر عید پیشگی ہی منا کر عید کے اصل روز کو اس کے بعد کا دن تصور کر کے اس روز نفلی روزہ رکھنے کا جواز پیدا کر دیا۔یہ کیفیت ایک لحاظ سے اللہ تعالیٰ سے جنگ کے مترادف ہے۔

خصوصی دنوں کا احترام نہ کرنے والوں کا انجام

قوم یہود پر خصوصی دن کا احترام نہ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا۔ انہیں ہفتے کے روز مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا مگر ان لوگوں نے مکر سے کام لے کر اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ اس احکم الحاکمین نے سورۃ بقرہ کی آیت 65-66 میں ان کے انجام سے باخبر کیا ہے اور اس واقعہ کو آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کی مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

''اور البتہ تم ان لوگوں (کے انجام) کو تو جان ہی چکے ہو جنہوں نے تم میں سے ہفتے کے دن (کا ادب اٹھا دینے) میں زیادتی کی، تو ہم نے ان سے کہا کہ بندر بن جاؤ دھتکارے جانے والے۔ پس ہم نے اس (واقعہ) کو ان لوگوں کے لئے جو اس وقت موجود تھے اور جو بعد میں آنے والے تھے، موجب عبرت بنایا اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جن دنوں اور مہینوں کو بالخصوص اوامر و نواہی کے حوالے سے خاص کر دیتا ہے، ان احکامات سے روگردانی کرنا اس کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ روئیت ہلال میں زبردستی تبدیلیوں سے یہی کیفیت جنم لیتی ہے۔ جہاں تک بابرکت اوقات میں اس کی رحمتوں کے نزول کا معاملہ ہے، اگر روئیت ہلال میں اختلاف بندوں کا پیدا کردہ نہیں اور شرعی اصولوں کے تحت بعض مجبوریوں (مثلاً بادلوں یا روئیت ہلال کی خبر میں تاخیر) کے باعث ہوا ہے تو ان کا دونوں روز برسنا ضروری ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اور دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔''

انا پرست اور ہٹ دھرم علماء کرام کا مؤاخذہ

ماہنامہ ''فقہ اسلامی'' کراچی کے شمارہ بابت اکتوبر 2004ء کا اداریہ ملاحظہ فرمائیں:

''رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اور اکثر و بیشتر ممالک میں جہاں مسلمان بستے

ہیں آغاز وانتہائے رمضان المبارک کا اعلان رویتِ ہلال کمیٹیاں کرتی ہیں یا علماء کرام پر لوگ اعتماد کرتے ہوئے یہ معاملہ ان پر چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے حکم وفتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ اس موقع پر بسا اوقات ایک ہی ملک میں دو دو اور تین تین حصوں میں مسلمان تقسیم ہو کر رمضان المبارک کا آغاز اور عید الفطر ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں بھی اس سلسلہ میں متعدد بار قوم انتشار کا شکار ہوئی ہے اور لوگوں نے مختلف دونوں میں عیدیں ادا کی ہیں۔ گزشتہ برس بھی دو یقینی عیدیں ہو جاتیں اگر غیبی مدد نے رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین محترم کا ساتھ نہ دیا ہوتا۔

برطانیہ اور دیگر یوروپی ممالک میں بھی دو دو اور تین تین دونوں کے فرق سے رمضان اور عید منانے کا رواج ہے۔ وہاں کے مسلمان اور کسی چیز میں پاکستانی بھائیوں کی تقلید کریں یا نہ کریں وہ کم از کم رمضان اور عید کے چاند کے حوالے سے بڑے پکے مقلد ہیں اور اختلافِ آغازِ رمضان وعید میں پوری طرح پاکستانیوں کی تقلید کرتے ہوئے مکمل اختلاف کے ساتھ عید مناتے ہیں۔ اور تو اور اس معاملہ میں وہاں مقیم غیر مقلدین بھی تقلید میں مقلدین سے دو ہاتھ آگے ہیں اور وہ اپنی رویت یا قریبی مسلم ملک مراکش کی رویت پر اعتبار کرنے کی بجائے اپنے سعودی غیر مقلدین ائمہ کی تقلید میں رمضان المبارک اور عید کے چاند کے حوالہ سے سعودیہ کی مکمل تقلید کرتے ہیں چنانچہ جس روز سعودی عرب میں روزہ ہو یہ روزہ رکھتے ہیں اور جس روز وہاں عید ہو یہ عید مناتے ہیں۔

چند ماہ قبل میرے برطانیہ کے وِزٹ اور چند روزہ قیام کے دوران میری ملاقات جن علماء کرام سے ہوئی، انہوں نے منجملہ دیگر مسائل کے رویتِ ہلال کے مسئلہ پر بھی گفتگو کی۔

ہم رویتِ ہلال کے حوالے سے اپنی معروضات پیش کرنے کے ساتھ ساتھ یہ گزارش بھی کرنا چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ذاتی انا اور ہٹ دھرمی سے ہٹ کر حل کرنے کی اگر کوئی کوشش کی جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے لیکن اگر شریعتِ مطہرہ کے طے شدہ اصولوں

سے ہٹ کر اپنے اپنے مسلک اور اپنے اپنے بزرگوں کے اقوال اور اپنے اپنے خیالات کو ہی معیارِ حق مان کر کوئی فیصلہ کیا جاتا ہے تو یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہوسکتا اور اس طرح عید یا رمضان کے ایام میں جو بھی گڑبڑ واقع ہوتی رہی ہے، ہورہی ہے یا ہوتی رہے گی، اس کے ذمے دار مکمل طور پر ایسے علما حضرات ہوں گے جو انا و ہٹ دھرمی کے بتوں کو پاش پاش کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں، چنانچہ عند اللہ اس بت پرستی پر ان کا جو مواخذہ ہوگا اس کے لیے انہیں تیار رہنا چاہیے۔''

قمری مہینوں کے رصد گاہی کوائف

رویتِ ہلال کی تاریخوں کا تعین

رویت ہلال سے متعلق قارئین خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فلاں عیسوی یا ہجری سال میں فلاں قمری ماہ کا آغاز کب ہوگا۔ محترم ضیاء الدین لاہوری اپنی کتاب ''جوہرِ تقویم'' میں درج بالا عنوان کے تحت رقم طراز ہیں:

''رویت ہلال کی پیشین گوئی کرنے کے لئے متعدد فلکیاتی کیفیات کی معلومات درکار ہوتی ہیں.......... ان کیفیات میں کسی مقام پر شام کے وقت چاند کی عمر، زمین سے چاند اور سورج کا زاویائی فاصلہ، چاند کا (درجوں میں) ارتفاع اور غروبِ شمس و قمر میں وقفہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سب کا پیشہ ورانہ تجزیہ علوم فلکیات سے غیر متعلق افراد کے لئے ممکن نہیں البتہ ان میں اول الذکر اور مؤخر الذکر دو ایسی کیفیات ہیں جنہیں عام آدمی ذرا توجہ دے کر بخوبی سمجھ سکتے ہیں، اگرچہ ان کے لئے بھی رصد گاہوں کے مہیا کردہ اوقات کی ضرورت ہوتی ہے۔

اوقاتِ غروبِ شمس وقمر سے رویتِ ہلال معلوم کرنے کا معیار

عام طور پر نیا چاند اس وقت دکھائی دیتا ہے جب یہ غروب شمس کے بعد تقریباً پچاس منٹ یا اس سے زائد عرصہ مطلع میں موجود رہے۔ اس سے کم وقفہ ہونے پر اس کے نظر آنے کا امکان نہیں ہوتا، البتہ اگر دیگر کیفیات اپنے اپنے معیار سے کافی بلند ہوں تو مطلع غیر معمولی طور پر صاف ہونے کی صورت میں رویت اس سے چند منٹ کم پر بھی ممکن ہوسکتی ہے، مگر ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا ہے۔.......... اس باب کے محدود صفحات میں .... چاند کی عمر کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے جسے معلوم کرنے کا ماخذ نئے چاند کی پیدائش کا وقت ہے جو مہینے میں ایک ہی وقت وقوع پذیر ہوتا ہے۔ رصد گاہی ماہرین سے گزشتہ یا آئندہ طویل عرصے تک کے لئے چاند کی پیدائش کے ماہانہ اوقات دستیاب ہوسکتے ہیں۔ یہ اوقات تمام کرہ ارض کے لئے ایک ہی ہوتے ہیں اور انہیں ہر علاقے کے معیاری وقت میں نہایت آسانی کے ساتھ تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح سینکڑوں سالوں کے اوقات محدود صفحات میں سموئے جاسکتے ہیں۔

چاند کی عمر سے رویتِ ہلال معلوم کرنے کے نکات

.... ماہرینِ فلکیات نے طویل مشاہدات اور محتاط اندازوں کے بعد چاند کی عمر کے اعتبار سے رویت ہلال کے مندرجہ ذیل نکات وضع کئے ہیں:

1- بیس گھنٹوں سے کم عمر کا چاند دکھائی نہیں دیتا۔

2- بیس سے تیس گھنٹوں کی عمر کا چاند کبھی دکھائی دے جاتا ہے، کبھی نہیں۔ اس کا انحصار متعدد فلکیاتی کیفیات پر ہوتا ہے۔

3- تیس گھنٹوں سے زائد عمر کا چاند مطلع صاف ہونے کی صورت میں چند مستثنیات کو چھوڑ کر عموماً نظر آجاتا ہے..........۔

اہم: واضح ہو کہ نکتہ 2 کے مطابق بیس اور تیس گھنٹوں کے درمیان عمر کا چاند دکھائی دینے میں دوسرے عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ اگر وہ رویت ہلال کے معیار پر پورا اُترتے ہیں تو چاند نظر آسکتا ہے، البتہ اس کی جسامت باریک قوس کی صورت میں دکھائی دے گی۔

رویتِ ہلال دریافت کرنے کی مثالیں

درج بالا سادہ سے تین بنیادی نکات کو سمجھتے ہوئے ایک عام قاری بھی قرِان شمس وقمر کے اوقات کی مدد سے رویت ہلال کی تاریخوں کا عموماً درست اندازہ کرسکتا ہے۔

پندرہویں صدی ہجری کے قمری مہینوں کی قابل اعتماد تاریخیں معلوم کرنے کے لئے راقم نے برطانیہ میں عالمی رصدگاہ گرینچ سے رجوع کیا اور وہاں سے اس پورے عرصے کے ہر مہینے کے لئے چاند کی پیدائش کے اوقات حاصل کئے۔ ان اوقات کو پاکستان کے معیاری وقت (جو گرینچ کے معیاری وقت سے پانچ گھنٹے آگے ہے) میں منتقل کیا گیا۔ یہ اوقات رصد گاہ مذکور کی سائنس اینڈ انجینئرنگ ریسرچ کونسل کے ناٹیکل المانک آفس (Nautical Almanac Office) کی اجازت سے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ 2100 عیسویں تک کے باقی سالوں کے اوقات کو انٹرنیٹ ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے۔ ان کی مدد سے ماہرینِ فلکیات کے مندرجہ بالا مشاہدات کی روشنی میں بخوبی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ اوقات ایک دن کے چوبیس گھنٹوں کو ظاہر کرتے ہیں اور نصف شب یعنی رات کے بارہ بجے سے، جسے صفر گھنٹے صفر منٹ (یعنی 0:00) لکھا جاتا ہے ،شروع ہو کر 23 گھنٹے 59 منٹ (23:59) پر ختم ہو جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ ان اوقات میں بائیں جانب کے اعداد گھنٹے اور دائیں جانب کے اعداد منٹ ظاہر کرتے ہیں۔

اگلے صفحات میں ہر ہجری سال کے تحت (مہینوں کا ذکر کئے بغیر) محرم تا ذوالحجہ ترتیب وار بارہ قمری مہینوں کے نئے چاند کی پیدائش کے اوقات عیسوی تاریخوں کے ساتھ درج ہیں۔ جس قمری مہینے کی معلومات درکار ہوں متعلقہ سنہ ہجری کے تحت ماہ اول (محرم)

سے ماہ آخر (ذوالحجہ) تک ترتیب کے ساتھ قمری مہینے شمار کرنے سے مذکور ماہ کی نشاندہی خودبخود ہوجائے گی۔

جس ماہ کی رویت ہلال درکار ہو اس سے متعلق نئے چاند کی پیدائش کی تاریخ اور وقت سے اگلے روز شام تک کا فاصلہ گھنٹوں میں دریافت کیجئے اور مندرجہ بالا معیار سے رویت ہلال کی شام کا تعین کیجئے۔

مثال 1: ہمیں معلوم کرنا ہے کہ ماہ جمادی الاولیٰ 1407ھ کی رویت ہلال کب ہوئی۔ آئندہ صفحات کی جدولوں میں 1407ھ کے تحت درج پہلے کوائف محرم، دوسرے صفر، تیسرے ربیع الاول، چوتھے ربیع الثانی اور پانچویں جمادی الاولیٰ سے متعلق ہیں۔ معلوم ہوا کہ جمادی الاولیٰ کے نئے چاند کی پیدائش 31 دسمبر 1986ء کو صبح 8 بج کر 10 منٹ پر ہوئی۔ اس وقت سے اگلے روز شام کے وقت اس کی عمر 30 گھنٹے سے تجاوز کر چکی تھی لہٰذا ماہرین فلکیات کے مشاہدوں کے مطابق یکم جنوری 1987ء کو چاند کا نظر آنا ممکن تھا۔ پس یہ ماہ جمادی الاولیٰ 1407ھ کی رویت ہلال کی ممکن تاریخ قرار پائی۔

مثال 2: ہمیں معلوم کرنا ہے کہ ماہ ذی القعدہ 1494ھ کا آغاز کس تاریخ کو ہوگا۔ آئندہ صفحات کی جدولوں میں 1494ھ کے تحت درج آخری ماہ ذوالحجہ سے قبل ذی القعدہ کے کوائف درج ہیں۔ جن سے معلوم ہوا کہ 21 نومبر 2071ء کو رات 11 بج کر 59 منٹ پر نئے چاند کی پیدائش ہوگی۔ اس سے اگلے روز 22 نومبر کی شام کو اس کی عمر 18 گھنٹے سے بھی کم ہوگی لہٰذا چاند نظر نہ آسکے گا۔ رویتِ ہلال اس سے بھی اگلی شام یعنی 23 نومبر ہی کو ممکن ہوگی۔ پس 24 نومبر 2071ء کو ذی القعدہ 1494ھ کی پہلی تاریخ ہوگی۔ دورانِ ماہ کی تاریخیں اس کے آگے شمار کی جاسکتی ہیں............۔

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات

پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1421ھ(2000ء)		1422ھ(2001ء)		1423ھ(2002ء)		1424ھ(2003ء)	
4 اپریل	23:12	25 مارچ	06:21	14 مارچ	07:03	03 مارچ	07:36
4 مئی	09:12	23 اپریل	20:26	13 اپریل	00:22	02 اپریل	00:20
2 جون	17:14	23 مئی	07:47	12 مئی	15:46	یکم مئی	17:15
2 جولائی	00:20	21 جون	16:58	11 جون	04:47	31 مئی	09:20
31 جولائی	07:25	21 جولائی	00:44	10 جولائی	15:26	29 جون	23:39
29 اگست	15:19	19 اگست	07:55	09 اگست	00:14	29 جولائی	11:52
28 ستمبر	00:53	17 ستمبر	15:28	07 ستمبر	08:10	27 اگست	22:25
27 اکتوبر	12:58	17 اکتوبر	00:24	06 اکتوبر	16:18	26 ستمبر	08:09
26 نومبر	04:11	15 نومبر	11:40	05 نومبر	01:35	25 اکتوبر	17:51
25 دسمبر	22:22	15 دسمبر	01:47	04 دسمبر	12:34	24 نومبر	04:00
2001ء		2002ء		2003ء		23 دسمبر	14:43
24 جنوری	18:07	13 جنوری	18:29	03 جنوری	01:22	2004ء	
23 فروری	13:21	12 فروری	12:41	یکم فروری	15:49	22 جنوری	02:05

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1425ھ (2004ء)	1426ھ (2005ء)	1427ھ (2006ء)	1428ھ (2007ء)
20 فروری 14:18	9 فروری 3:27	29 جنوری 19:14	19 جنوری 9:01
21 مارچ 3:42	10 مارچ 14:10	28 فروری 5:30	17 فروری 21:14
19 اپریل 18:22	9 اپریل 1:33	29 مارچ 15:15	19 مارچ 7:42
19 مئی 9:51	8 مئی 13:46	28 اپریل 0:45	17 اپریل 16:36
18 جون 1:26	7 جون 2:55	27 مئی 10:27	17 مئی 0:28
17 جولائی 16:24	6 جولائی 17:02	25 جون 21:06	15 جون 8:14
16 اگست 6:24	5 اگست 8:05	25 جولائی 9:31	14 جولائی 17:04
14 ستمبر 19:29	3 ستمبر 23:46	24 اگست 0:10	13 اگست 4:02
14 اکتوبر 7:48	3 اکتوبر 15:28	22 ستمبر 16:45	11 ستمبر 17:44
12 نومبر 19:28	2 نومبر 6:24	22 اکتوبر 10:13	11 اکتوبر 10:00
12 دسمبر 6:30	یکم دسمبر 20:01	21 نومبر 3:17	10 نومبر 4:02
2005ء	31 دسمبر 8:12	20 دسمبر 19:01	9 دسمبر 22:40
10 جنوری 17:03			

1429ھ (2008ء)	1430ھ (2008ء)	1431ھ (2009ء)	1432ھ (2010ء)
8 جنوری 16:37	27 دسمبر 17:23	16 دسمبر 17:02	5 دسمبر 22:35
7 فروری 8:45	2009ء	2010ء	2011ء
7 مارچ 22:14	26 جنوری 12:55	15 جنوری 12:11	4 جنوری 14:02
6 اپریل 8:55	25 فروری 6:35	14 فروری 7:50	3 فروری 7:30
5 مئی 17:18	26 مارچ 21:06	16 مارچ 2:01	5 مارچ 1:46
4 جون 0:23	25 اپریل 8:22	14 اپریل 17:29	3 اپریل 19:32
3 جولائی 7:19	24 مئی 17:11	14 مئی 6:05	3 مئی 11:51
یکم اگست 15:12	23 جون 0:35	12 جون 16:14	2 جون 2:03
31 اگست 0:57	22 جولائی 7:34	12 جولائی 0:40	یکم جولائی 13:54
29 ستمبر 13:12	20 اگست 15:01	10 اگست 8:07	30 جولائی 23:38
29 اکتوبر 4:13	18 ستمبر 23:44	8 ستمبر 15:30	29 اگست 8:03
27 نومبر 21:55	18 اکتوبر 10:33	7 اکتوبر 23:45	27 ستمبر 16:08
	17 نومبر 0:14	6 نومبر 9:52	27 اکتوبر 0:56

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات ۔ پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1433ھ(2011ء)	1434ھ(2012ء)	1435ھ(2013ء)	1436ھ(2014ء)
25 نومبر 11:10	14 نومبر 3:09	3 نومبر 17:50	24 اکتوبر 2:56
24 دسمبر 23:06	13 دسمبر 13:42	3 دسمبر 5:23	22 نومبر 17:32
2012ء	**2013ء**	**2014ء**	22 دسمبر 6:36
23 جنوری 12:39	12 جنوری 0:43	یکم جنوری 16:14	**2015ء**
22 فروری 3:35	10 فروری 12:20	31 جنوری 2:38	20 جنوری 18:14
22 مارچ 19:38	12 مارچ 0:51	یکم مارچ 12:59	19 فروری 4:46
21 اپریل 12:19	10 اپریل 14:36	30 مارچ 23:45	20 مارچ 14:35
21 مئی 4:47	10 مئی 5:28	29 اپریل 11:15	18 اپریل 23:57
19 جون 20:02	8 جون 20:55	28 مئی 23:40	18 مئی 9:14
19 جولائی 9:23	8 جولائی 12:14	27 جون 13:08	16 جون 19:06
17 اگست 20:53	7 اگست 2:51	27 جولائی 3:42	16 جولائی 6:24
16 ستمبر 7:09	5 ستمبر 16:36	25 اگست 19:13	14 اگست 19:54
15 اکتوبر 17:03	5 اکتوبر 5:34	24 ستمبر 11:14	13 ستمبر 11:42

1437ھ(2015ء)	1438ھ(2016ء)	1439ھ(2017ء)	1440ھ(2018ء)
13 اکتوبر 5:05	یکم اکتوبر 5:11	20 ستمبر 10:29	9 ستمبر 23:02
11 نومبر 22:46	30 اکتوبر 22:37	20 اکتوبر 0:12	9 اکتوبر 8:47
11 دسمبر 15:29	29 نومبر 17:18	18 نومبر 16:42	7 نومبر 21:02
2016ء	29 دسمبر 11:53	18 دسمبر 11:31	7 دسمبر 12:21
10 جنوری 6:31	**2017ء**	**2018ء**	**2019ء**
8 فروری 19:39	28 جنوری 5:07	17 جنوری 7:17	6 جنوری 6:29
9 مارچ 6:54	26 فروری 19:59	16 فروری 2:05	5 فروری 2:03
7 اپریل 16:23	28 مارچ 7:57	17 مارچ 18:12	6 مارچ 21:04
7 مئی 0:30	26 اپریل 17:16	16 اپریل 6:57	5 اپریل 13:51
5 جون 8:01	26 مئی 0:45	15 مئی 16:48	5 مئی 3:46
4 جولائی 16:02	24 جون 7:32	14 جون 0:43	3 جون 15:02
3 اگست 1:45	23 جولائی 14:46	13 جولائی 7:48	3 جولائی 0:16
یکم ستمبر 14:03	21 اگست 23:30	11 اگست 14:58	یکم اگست 8:11

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1441ھ(2019ء)	1442ھ(2020ء)	1443ھ(2021ء)	1444ھ(2022ء)
30 اگست 15:37	19 اگست 7:40	8 اگست 18:49	28 جولائی 22:25
28 ستمبر 23:27	17 ستمبر 16:00	7 ستمبر 5:51	27 اگست 13:17
28 اکتوبر 8:39	17 اکتوبر 0:32	6 اکتوبر 16:05	26 ستمبر 2:54
26 نومبر 20:06	15 نومبر 10:08	5 نومبر 2:16	25 اکتوبر 15:49
26 دسمبر 10:13	14 دسمبر 21:16	4 دسمبر 12:44	24 نومبر 3:58
2020ء	**2021ء**	**2022ء**	23 دسمبر 15:17
25 جنوری 2:42	13 جنوری 10:00	2 جنوری 23:33	**2023ء**
23 فروری 20:32	12 فروری 0:06	یکم فروری 10:46	22 جنوری 1:53
24 مارچ 14:28	13 مارچ 15:22	2 مارچ 22:35	20 فروری 12:05
23 اپریل 7:26	12 اپریل 7:32	یکم اپریل 11:25	21 مارچ 22:23
22 مئی 22:39	12 مئی 0:00	یکم مئی 1:28	20 اپریل 9:13
21 جون 11:42	10 جون 15:53	30 مئی 16:30	19 مئی 20:54
20 جولائی 22:32	10 جولائی 6:17	29 جون 7:51	18 جون 9:37

1445ھ(2023ء)	1446ھ(2024ء)	1447ھ(2025ء)	1448ھ(2026ء)
17 جولائی 23:31	6 جولائی 3:57	25 جون 15:33	15 جون 7:54
16 اگست 14:39	4 اگست 16:13	25 جولائی 0:11	14 جولائی 14:44
15 ستمبر 6:40	3 ستمبر 6:56	23 اگست 11:06	12 اگست 22:36
14 اکتوبر 22:55	2 اکتوبر 23:49	22 ستمبر 0:53	11 ستمبر 8:26
13 نومبر 14:27	یکم نومبر 17:46	21 اکتوبر 17:24	10 اکتوبر 20:49
13 دسمبر 4:32	یکم دسمبر 11:21	20 نومبر 11:46	9 نومبر 12:01
2024ء	31 دسمبر 3:27	20 دسمبر 6:43	9 دسمبر 5:52
11 جنوری 16:57	**2025ء**	**2026ء**	**2027ء**
10 فروری 3:59	29 جنوری 17:36	19 جنوری 0:52	8 جنوری 1:25
10 مارچ 14:00	28 فروری 5:45	17 فروری 17:01	6 فروری 20:56
8 اپریل 23:21	29 مارچ 15:57	19 مارچ 6:23	8 مارچ 14:29
8 مئی 8:23	28 اپریل 0:31	17 اپریل 16:51	7 اپریل 4:51
6 جون 17:39	27 مئی 8:03	17 مئی 1:01	6 مئی 15:58

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1449ھ(2027ء)	1450ھ(2028ء)	1451ھ(2029ء)	1452ھ(2030ء)
5 جون 0:40	24 مئی 13:16	13 مئی 18:42	2 مئی 19:12
4 جولائی 8:01	22 جون 23:27	12 جون 8:51	یکم جون 11:21
2 اگست 15:05	22 جولائی 8:01	11 جولائی 20:51	یکم جولائی 2:34
31 اگست 22:41	20 اگست 15:43	10 اگست 6:54	30 جولائی 16:10
30 ستمبر 7:36	18 ستمبر 23:23	8 ستمبر 15:43	29 اگست 4:06
29 اکتوبر 18:36	18 اکتوبر 7:57	8 اکتوبر 0:14	27 ستمبر 14:53
28 نومبر 8:24	16 نومبر 18:18	6 نومبر 9:25	27 اکتوبر 1:17
28 دسمبر 1:12	16 دسمبر 7:05	5 دسمبر 19:52	25 نومبر 11:47
2028ء	**2029ء**	**2030ء**	24 دسمبر 22:32
26 جنوری 20:12	14 جنوری 22:24	4 جنوری 7:48	**2031ء**
25 فروری 15:36	13 فروری 15:31	2 فروری 21:07	23 جنوری 9:30
26 مارچ 9:31	15 مارچ 9:19	4 مارچ 11:35	21 فروری 20:48
25 اپریل 0:47	14 اپریل 2:40	3 اپریل 3:03	23 مارچ 8:49

1453ھ(2031ء)	1454ھ(2032ء)	1455ھ(2033ء)	1456ھ(2034ء)
21 اپریل 21:57	10 اپریل 7:40	30 مارچ 22:51	20 مارچ 15:14
21 مئی 12:17	9 مئی 18:36	29 اپریل 7:47	19 اپریل 0:26
20 جون 3:23	8 جون 6:32	28 مئی 16:37	18 مئی 8:13
19 جولائی 18:39	7 جولائی 19:40	27 جون 2:07	16 جون 15:27
18 اگست 9:32	6 اگست 10:11	26 جولائی 13:12	15 جولائی 23:16
16 ستمبر 23:46	5 ستمبر 1:57	25 اگست 2:40	14 اگست 8:53
16 اکتوبر 13:20	4 اکتوبر 18:26	23 ستمبر 18:40	12 ستمبر 21:13
15 نومبر 2:10	3 نومبر 10:44	23 اکتوبر 12:28	12 اکتوبر 12:32
14 دسمبر 14:06	3 دسمبر 1:53	22 نومبر 6:38	11 نومبر 6:15
2032ء	**2033ء**	21 دسمبر 23:46	11 دسمبر 1:14
13 جنوری 1:06	یکم جنوری 15:17	**2034ء**	**2035ء**
11 فروری 11:23	31 جنوری 2:59	20 جنوری 15:02	9 جنوری 20:03
11 مارچ 21:24	یکم مارچ 13:22	19 فروری 4:10	8 فروری 13:22

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات ۔ پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1457ھ (2035ء)	1458ھ (2036ء)	1459ھ (2037ء)	1460ھ (2038ء)
10 مارچ 4:10	27 فروری 9:59	15 فروری 9:54	4 فروری 10:52
8 اپریل 15:58	28 مارچ 1:57	17 مارچ 4:36	6 مارچ 4:15
8 مئی 1:03	26 اپریل 14:33	15 اپریل 21:08	4 اپریل 21:43
6 جون 8:21	26 مئی 0:17	15 مئی 10:55	4 مئی 14:20
5 جولائی 15:00	24 جون 8:09	13 جون 22:10	3 جون 5:25
3 اگست 22:12	23 جولائی 15:16	13 جولائی 7:31	2 جولائی 18:32
2 ستمبر 6:59	21 اگست 22:35	11 اگست 15:41	یکم اگست 5:40
یکم اکتوبر 18:06	20 ستمبر 6:52	9 ستمبر 23:25	30 اگست 15:11
31 اکتوبر 7:58	19 اکتوبر 16:50	9 اکتوبر 7:35	28 ستمبر 23:57
30 نومبر 0:37	18 نومبر 5:14	7 نومبر 17:04	28 اکتوبر 8:54
29 دسمبر 19:32	17 دسمبر 20:35	7 دسمبر 4:38	26 نومبر 18:47
2036ء	**2037ء**	**2038ء**	26 دسمبر 6:02
28 جنوری 15:17	16 جنوری 14:35	5 جنوری 18:41	

1461ھ (2039ء)	1462ھ (2040ء)	1463ھ (2041ء)	1464ھ (2041ء)
24 جنوری 18:35	14 جنوری 8:25	3 جنوری 0:08	23 دسمبر 13:06
23 فروری 8:18	12 فروری 19:24	یکم فروری 10:42	**2042ء**
24 مارچ 23:00	13 مارچ 6:47	2 مارچ 20:39	22 جنوری 1:42
23 اپریل 14:35	11 اپریل 19:01	یکم اپریل 6:30	20 فروری 12:38
23 مئی 6:38	11 مئی 8:28	30 اپریل 16:47	21 مارچ 22:22
21 جون 22:21	9 جون 23:02	30 مئی 3:56	20 اپریل 7:19
21 جولائی 12:54	9 جولائی 14:14	28 جون 16:16	19 مئی 15:56
20 اگست 1:50	8 اگست 5:26	28 جولائی 6:02	18 جون 0:49
18 ستمبر 13:22	6 ستمبر 20:13	26 اگست 21:16	17 جولائی 10:52
18 اکتوبر 0:09	6 اکتوبر 10:25	25 ستمبر 13:41	15 اگست 23:01
16 نومبر 10:47	4 نومبر 23:56	25 اکتوبر 6:30	14 ستمبر 13:50
15 دسمبر 21:33	4 دسمبر 12:34	23 نومبر 22:36	14 اکتوبر 7:03
			13 نومبر 1:27

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1465ھ(2042ء)	1466ھ(2043ء)	1467ھ(2044ء)	1468ھ(2045ء)
12 دسمبر 19:29	یکم دسمبر 19:36	19 نومبر 19:57	9 نومبر 2:48
2043ء	31 دسمبر 14:48	19 دسمبر 13:53	8 دسمبر 16:41
11 جنوری 11:53	2044ء	2045ء	2046ء
10 فروری 2:08	30 جنوری 9:04	18 جنوری 9:26	7 جنوری 9:24
11 مارچ 14:09	29 فروری 1:12	17 فروری 4:51	6 فروری 4:09
10 اپریل 0:06	29 مارچ 14:26	18 مارچ 22:14	7 مارچ 23:14
9 مئی 8:21	28 اپریل 0:42	17 اپریل 12:26	6 اپریل 16:51
7 جون 15:36	27 مئی 8:39	16 مئی 23:26	6 مئی 7:56
6 جولائی 22:52	25 جون 15:24	15 جون 8:04	4 جون 20:22
5 اگست 7:23	24 جولائی 22:10	14 جولائی 15:27	4 جولائی 6:38
3 ستمبر 18:17	23 اگست 6:05	12 اگست 22:39	2 اگست 15:24
3 اکتوبر 8:12	21 ستمبر 16:03	11 ستمبر 6:27	31 اگست 23:24
2 نومبر 0:56	21 اکتوبر 4:36	10 اکتوبر 15:37	30 ستمبر 7:25

1469ھ(2046ء)	1470ھ(2047ء)	1471ھ(2048ء)	1472ھ(2049ء)
29 اکتوبر 16:17	19 اکتوبر 8:28	7 اکتوبر 22:44	27 ستمبر 7:04
28 نومبر 2:50	17 نومبر 17:59	6 نومبر 9:39	26 اکتوبر 21:14
27 دسمبر 15:38	17 دسمبر 4:38	5 دسمبر 20:31	25 نومبر 10:36
2047ء	2048ء	2049ء	24 دسمبر 22:52
26 جنوری 6:43	15 جنوری 16:31	4 جنوری 7:24	2050ء
24 فروری 23:25	14 فروری 5:31	2 فروری 18:14	23 جنوری 9:56
26 مارچ 16:44	14 مارچ 19:28	4 مارچ 5:11	21 فروری 20:02
25 اپریل 9:40	13 اپریل 10:20	2 اپریل 16:40	23 مارچ 5:40
25 مئی 1:28	13 مئی 1:58	2 مئی 5:11	21 اپریل 15:26
23 جون 15:36	11 جون 17:49	31 مئی 18:59	21 مئی 1:51
23 جولائی 3:48	11 جولائی 9:04	30 جون 9:49	19 جون 13:21
21 اگست 14:14	9 اگست 22:58	30 جولائی 1:06	19 جولائی 2:16
19 ستمبر 23:30	8 ستمبر 11:23	28 اگست 16:18	17 اگست 16:47

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1473ھ (2050ء)		1474ھ (2051ء)		1475ھ (2052ء)		1476ھ (2053ء)	
16 ستمبر	8:49	5 ستمبر	9:33	24 اگست	16:06	14 اگست	5:41
16 اکتوبر	1:48	5 اکتوبر	1:47	23 ستمبر	4:32	12 ستمبر	14:36
14 نومبر	18:40	3 نومبر	19:58	22 اکتوبر	20:03	12 اکتوبر	1:53
14 دسمبر	10:18	3 دسمبر	14:35	21 نومبر	14:01	10 نومبر	15:55
2051ء		2052ء		21 دسمبر	9:14	10 دسمبر	8:40
12 جنوری	23:58	2 جنوری	8:05	2053ء		2054ء	
11 فروری	11:41	31 جنوری	23:30	20 جنوری	4:12	9 جنوری	3:35
12 مارچ	21:51	یکم مارچ	12:36	18 فروری	21:31	7 فروری	23:14
11 اپریل	6:59	30 مارچ	23:27	20 مارچ	12:12	9 مارچ	17:45
10 مئی	15:29	29 اپریل	8:20	18 اپریل	23:48	8 اپریل	9:32
8 جون	23:57	28 مئی	15:51	18 مئی	8:43	7 مئی	22:01
8 جولائی	9:09	26 جون	22:51	16 جون	15:51	6 جون	7:40
6 اگست	20:04	26 جولائی	6:31	15 جولائی	22:27	5 جولائی	15:33

1477ھ (2054ء)		1478ھ (2055ء)		1479ھ (2056ء)		1480ھ (2057ء)	
3 اگست	22:47	24 جولائی	14:47	13 جولائی	1:20	2 جولائی	4:47
2 ستمبر	6:18	22 اگست	23:14	11 اگست	12:47	31 جولائی	19:32
یکم اکتوبر	14:49	21 ستمبر	7:19	9 ستمبر	22:46	30 اگست	8:54
31 اکتوبر	1:01	20 اکتوبر	15:50	9 اکتوبر	8:00	28 ستمبر	20:59
29 نومبر	13:34	19 نومبر	1:35	7 نومبر	17:22	28 اکتوبر	8:19
29 دسمبر	4:52	18 دسمبر	13:15	7 دسمبر	3:32	26 نومبر	19:24
2055ء		2056ء		2057ء		26 دسمبر	6:23
27 جنوری	22:40	17 جنوری	3:10	5 جنوری	14:49	2058ء	
26 فروری	17:39	15 فروری	19:00	4 فروری	3:10	24 جنوری	17:14
28 مارچ	12:00	16 مارچ	11:52	5 مارچ	16:25	23 فروری	3:56
27 اپریل	4:17	15 اپریل	4:51	4 اپریل	6:32	24 مارچ	14:51
26 مئی	17:58	14 مئی	21:07	3 مئی	21:33	23 اپریل	2:30
25 جون	5:16	13 جون	12:05	2 جون	13:11	22 مئی	15:24

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1481ھ(2058ء)	1482ھ(2059ء)	1483ھ(2060ء)	1484ھ(2061ء)
21 جون 5:34	10 جون 10:57	29 مئی 23:25	19 مئی 16:03
20 جولائی 20:39	9 جولائی 22:58	28 جون 7:59	17 جون 23:04
19 اگست 12:03	8 اگست 12:37	27 جولائی 17:50	17 جولائی 6:11
18 ستمبر 3:17	7 ستمبر 4:01	26 اگست 5:56	15 اگست 14:39
17 اکتوبر 18:05	6 اکتوبر 20:50	24 ستمبر 20:54	14 ستمبر 1:37
16 نومبر 8:10	5 نومبر 14:11	24 اکتوبر 14:25	13 اکتوبر 15:41
15 دسمبر 21:13	5 دسمبر 6:49	23 نومبر 9:15	12 نومبر 8:39
2059ء	**2060ء**	23 دسمبر 3:39	12 دسمبر 3:32
14 جنوری 8:57	3 جنوری 21:40	**2061ء**	**2062ء**
12 فروری 19:27	2 فروری 10:22	21 جنوری 20:16	10 جنوری 22:53
14 مارچ 5:05	2 مارچ 21:11	20 فروری 10:32	9 فروری 17:11
12 اپریل 14:29	یکم اپریل 6:37	21 مارچ 22:23	11 مارچ 9:14
12 مئی 0:16	30 اپریل 15:11	20 اپریل 8:05	9 اپریل 22:17

1485ھ(2062ء)	1486ھ(2063ء)	1487ھ(2064ء)	1488ھ(2065ء)
9 مئی 8:22	28 اپریل 19:52	17 اپریل 0:01	6 اپریل 0:01
7 جون 16:12	28 مئی 6:47	16 مئی 14:55	5 مئی 16:30
6 جولائی 22:53	26 جون 15:25	15 جون 3:21	4 جون 8:05
5 اگست 5:40	25 جولائی 22:54	14 جولائی 13:45	3 جولائی 22:16
3 ستمبر 13:42	24 اگست 6:17	12 اگست 22:48	2 اگست 10:46
2 اکتوبر 23:49	22 ستمبر 14:22	11 ستمبر 7:10	31 اگست 21:38
یکم نومبر 12:32	21 اکتوبر 23:46	10 اکتوبر 15:34	30 ستمبر 7:23
یکم دسمبر 4:00	20 نومبر 11:09	9 نومبر 0:46	29 اکتوبر 16:49
30 دسمبر 21:57	20 دسمبر 1:04	8 دسمبر 11:29	28 نومبر 2:40
2063ء	**2064ء**	**2065ء**	27 دسمبر 13:27
29 جنوری 17:24	18 جنوری 17:37	7 جنوری 0:14	**2066ء**
28 فروری 12:38	17 فروری 12:03	5 فروری 15:02	26 جنوری 1:13
30 مارچ 5:49	18 مارچ 6:44	7 مارچ 7:15	24 فروری 13:50

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1489ھ (2066ء)	1490ھ (2067ء)	1491ھ (2068ء)	1492ھ (2069ء)
26 مارچ 3:14	15 مارچ 13:29	4 مارچ 4:37	21 فروری 20:16
24 اپریل 17:30	14 اپریل 0:25	2 اپریل 13:51	23 مارچ 6:13
24 مئی 8:38	13 مئی 12:21	یکم مئی 23:08	21 اپریل 14:59
23 جون 0:15	12 جون 1:40	31 مئی 9:04	20 مئی 23:07
22 جولائی 15:34	11 جولائی 16:15	29 جون 20:11	19 جون 7:15
21 اگست 5:49	10 اگست 7:36	29 جولائی 8:54	18 جولائی 16:13
19 ستمبر 18:46	8 ستمبر 23:09	27 اگست 23:28	17 اگست 3:03
19 اکتوبر 6:42	8 اکتوبر 14:28	26 ستمبر 15:49	15 ستمبر 16:35
17 نومبر 18:07	7 نومبر 5:14	26 اکتوبر 9:17	15 اکتوبر 9:03
17 دسمبر 5:18	6 دسمبر 19:05	25 نومبر 2:42	14 نومبر 3:37
2067ء	2068ء	24 دسمبر 18:44	13 دسمبر 22:37
15 جنوری 16:16	5 جنوری 7:38	2069ء	2070ء
14 فروری 2:56	3 فروری 18:44	23 جنوری 8:36	12 جنوری 16:22

1493ھ (2070ء)	1494ھ (2071ء)	1495ھ (2072ء)	1496ھ (2073ء)
11 فروری 7:53	31 جنوری 12:16	20 جنوری 11:36	8 جنوری 13:12
12 مارچ 20:52	2 مارچ 5:32	19 فروری 7:04	7 فروری 6:41
11 اپریل 7:30	31 مارچ 20:04	20 مارچ 1:22	9 مارچ 1:16
10 مئی 16:09	30 اپریل 7:31	18 اپریل 16:57	7 اپریل 19:14
8 جون 23:25	29 مئی 16:17	18 مئی 5:19	7 مئی 11:16
8 جولائی 6:15	27 جون 23:20	16 جون 14:57	6 جون 0:52
6 اگست 13:52	27 جولائی 5:56	15 جولائی 22:55	5 جولائی 12:16
4 ستمبر 23:28	25 اگست 13:17	14 اگست 6:21	3 اگست 22:04
4 اکتوبر 12:01	23 ستمبر 22:21	12 ستمبر 14:07	2 ستمبر 6:52
3 نومبر 3:42	23 اکتوبر 9:49	11 اکتوبر 22:56	یکم اکتوبر 15:22
2 دسمبر 21:53	21 نومبر 23:59	10 نومبر 9:22	31 اکتوبر 0:14
2071ء	21 دسمبر 16:47	9 دسمبر 21:59	29 نومبر 10:13
یکم جنوری 17:15			

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات ۔ پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1497ھ(2073ء)	1498ھ(2074ء)	1499ھ(2075ء)	1500ھ(2076ء)
28 دسمبر 21:55	18 دسمبر 12:21	8 دسمبر 4:05	26 نومبر 16:29
2074ء	2075ء	2076ء	26 دسمبر 5:54
27 جنوری 11:37	16 جنوری 23:36	6 جنوری 15:15	2077ء
26 فروری 3:01	15 فروری 11:40	5 فروری 2:01	24 جنوری 7:46
27 مارچ 19:20	17 مارچ 0:26	5 مارچ 12:24	23 فروری 4:06
26 اپریل 11:48	15 اپریل 13:57	3 اپریل 22:49	24 مارچ 13:25
26 مئی 3:45	15 مئی 4:23	3 مئی 9:53	22 اپریل 22:21
24 جون 18:40	13 جون 19:40	یکم جون 22:15	22 مئی 7:39
24 جولائی 8:07	13 جولائی 11:12	یکم جولائی 12:04	20 جون 17:56
22 اگست 19:59	12 اگست 2:11	31 جولائی 3:05	20 جولائی 5:41
21 ستمبر 6:28	10 ستمبر 16:02	29 اگست 18:44	18 اگست 19:17
20 اکتوبر 16:12	10 اکتوبر 4:43	28 ستمبر 10:27	17 ستمبر 10:54
19 نومبر 1:57	8 نومبر 16:36	28 اکتوبر 1:51	17 اکتوبر 4:08

1501ھ(2077ء)	1502ھ(2078ء)	1503ھ(2079ء)	1504ھ(2080ء)
15 نومبر 21:59	4 نومبر 21:56	24 اکتوبر 23:19	13 اکتوبر 7:44
15دسمبر 15:05	4 دسمبر 17:08	23 نومبر 16:30	11 نومبر 20:37
2078ء	2079ء	23 دسمبر 11:31	11 دسمبر 12:10
14 جنوری 6:13	3 جنوری 11:50	2080ء	2081ء
12 فروری 18:58	2 فروری 4:35	22 جنوری 6:55	10 جنوری 6:02
14 مارچ 5:38	3 مارچ 18:49	21 فروری 1:11	9 فروری 1:17
12 اپریل 14:45	2 اپریل 6:30	21 مارچ 17:06	10 مارچ 20:17
11 مئی 22:57	یکم مئی 15:57	20 اپریل 6:00	9 اپریل 13:15
10 جون 6:49	30 مئی 23:41	19 مئی 15:56	9 مئی 3:09
9 جولائی 15:09	29 جون 6:31	17 جون 23:40	7 جون 14:01
8 اگست 0:52	28 جولائی 13:33	17 جولائی 6:21	6 جولائی 22:43
6 ستمبر 12:58	26 اگست 22:02	15 اگست 13:13	5 اگست 6:23
6 اکتوبر 4:05	25 ستمبر 9:05	13 ستمبر 21:25	3 ستمبر 14:00

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات ..... پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1505ھ(2081ء)	1506ھ(2082ء)	1507ھ(2083ء)	1508ھ(2084ء)
2 اکتوبر 22:22	22 ستمبر 15:02	12 ستمبر 5:05	31 اگست 12:43
یکم نومبر 8:03	21 اکتوبر 23:49	11 اکتوبر 15:21	30 ستمبر 2:14
30 نومبر 19:36	20 نومبر 9:19	10 نومبر 1:14	29 اکتوبر 14:45
30 دسمبر 9:29	19 دسمبر 20:11	9 دسمبر 11:24	28 نومبر 2:37
2082ء	2083ء	2084ء	27 دسمبر 14:06
29 جنوری 1:48	18 جنوری 8:51	7 جنوری 22:17	2085ء
27 فروری 19:49	16 فروری 23:17	6 فروری 9:54	26 جنوری 1:06
29 مارچ 14:05	18 مارچ 14:58	6 مارچ 22:05	24 فروری 11:33
28 اپریل 7:02	17 اپریل 7:10	5 اپریل 10:54	25 مارچ 21:39
27 مئی 21:47	16 مئی 23:13	5 مئی 0:33	24 اپریل 8:01
26 جون 10:15	15 جون 14:36	3 جون 15:14	23 مئی 19:25
25 جولائی 20:53	15 جولائی 4:53	3 جولائی 6:38	22 جون 8:19
24 اگست 6:16	13 اگست 17:43	یکم اگست 22:03	21 جولائی 22:43

1509ھ(2085ء)	1510ھ(2086ء)	1511ھ(2087ء)	1512ھ(2088ء)
20 اگست 14:10	9 اگست 15:37	29 جولائی 23:20	18 جولائی 13:39
19 ستمبر 6:05	8 ستمبر 6:16	28 اگست 10:07	16 اگست 21:15
18 اکتوبر 21:58	7 اکتوبر 22:55	26 ستمبر 23:45	15 ستمبر 6:57
17 نومبر 13:19	6 نومبر 16:52	26 اکتوبر 16:28	14 اکتوبر 19:38
17 دسمبر 3:36	6 دسمبر 10:46	25 نومبر 11:23	13 نومبر 11:31
2086ء	2087ء	25 دسمبر 6:42	13 دسمبر 5:51
15 جنوری 16:23	5 جنوری 3:10	2088ء	2089ء
14 فروری 3:26	3 فروری 17:10	24 جنوری 0:38	12 جنوری 1:17
15 مارچ 13:04	5 مارچ 4:45	22 فروری 16:09	10 فروری 20:15
13 اپریل 21:54	3 اپریل 14:26	23 مارچ 5:00	12 مارچ 13:24
13 مئی 6:42	2 مئی 22:51	21 اپریل 15:25	11 اپریل 3:46
11 جون 16:13	یکم جون 6:38	20 مئی 23:49	10 مئی 15:04
11 جولائی 3:02	30 جون 14:31	19 جون 6:54	8 جون 23:44

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات ۔ پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1513ھ(2089ء)	1514ھ(2090ء)	1515ھ(2091ء)	1516ھ(2092ء)
8 جولائی 6:47	27 جون 22:11	17 جون 7:40	5 جون 10:17
6 اگست 13:28	27 جولائی 6:18	16 جولائی 19:14	5 جولائی 1:10
4 ستمبر 20:57	25 اگست 13:58	15 اگست 5:21	3 اگست 14:53
4 اکتوبر 6:14	23 ستمبر 22:02	13 ستمبر 14:33	2 ستمبر 3:12
2 نومبر 17:54	23 اکتوبر 7:09	12 اکتوبر 23:28	یکم اکتوبر 14:13
2 دسمبر 8:11	21 نومبر 17:48	11 نومبر 8:42	31 اکتوبر 0:27
2090ء	21 دسمبر 6:29	10 دسمبر 18:55	29 نومبر 10:35
یکم جنوری 0:56	**2091ء**	**2092ء**	28 دسمبر 21:11
30 جنوری 19:34	19 جنوری 21:31	9 جنوری 6:38	**2093ء**
یکم مارچ 14:46	18 فروری 14:38	7 فروری 20:04	27 جنوری 8:23
31 مارچ 8:48	20 مارچ 8:46	8 مارچ 10:57	25 فروری 20:07
30 اپریل 0:13	19 اپریل 2:20	7 اپریل 2:42	27 مارچ 8:20
29 مئی 12:30	18 مئی 18:07	6 مئی 18:39	25 اپریل 21:14

1517ھ(2093ء)	1518ھ(2094ء)	1519ھ(2095ء)	1520ھ(2096ء)
25 مئی 11:08	14 مئی 17:11	4 مئی 6:07	22 اپریل 22:44
24 جون 2:05	13 جون 0:04	2 جون 14:59	22 مئی 6:36
23 جولائی 17:36	12 جولائی 18:37	2 جولائی 0:55	20 جون 14:12
22 اگست 8:53	11 اگست 9:37	31 جولائی 12:29	19 جولائی 22:21
20 ستمبر 23:15	10 ستمبر 1:31	30 اگست 2:05	18 اگست 8:00
20 اکتوبر 12:31	9 اکتوبر 17:43	28 ستمبر 17:54	16 ستمبر 20:09
19 نومبر 0:56	8 نومبر 9:41	28 اکتوبر 11:32	16 اکتوبر 11:28
18 دسمبر 12:47	8 دسمبر 0:49	27 نومبر 5:53	15 نومبر 5:36
2094ء	**2095ء**	26 دسمبر 23:24	15 دسمبر 1:06
17 جنوری 0:05	6 جنوری 14:33	**2096ء**	**2097ء**
15 فروری 10:44	5 فروری 2:29	25 جنوری 14:44	13 جنوری 20:00
16 مارچ 20:46	6 مارچ 12:40	24 فروری 3:28	12 فروری 12:50
15 اپریل 6:39	4 اپریل 21:37	24 مارچ 13:55	14 مارچ 2:57

نئے چاند کی پیدائش کے اوقات۔ پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق

1521ھ (2097ء)	1522ھ (2098ء)	1523ھ (2099ء)	1524ھ (2100ء)
12 اپریل 14:27	2 اپریل 0:48	22 مارچ 3:46	11 مارچ 3:29
11 مئی 23:41	یکم مئی 13:33	20 اپریل 20:30	9 اپریل 21:17
10 جون 7:14	30 مئی 23:23	20 مئی 10:17	9 مئی 13:54
9 جولائی 13:58	29 جون 7:06	18 جون 21:10	8 جون 4:31
7 اگست 20:59	28 جولائی 13:50	18 جولائی 6:00	7 جولائی 17:06
6 ستمبر 5:32	26 اگست 20:52	16 اگست 13:54	6 اگست 4:01
5 اکتوبر 16:44	25 ستمبر 5:16	14 ستمبر 21:50	4 ستمبر 13:48
4 نومبر 7:08	24 اکتوبر 15:48	14 اکتوبر 6:31	3 اکتوبر 23:01
4 دسمبر 0:26	23 نومبر 4:50	12 نومبر 16:29	2 نومبر 8:13
2098ء	22 دسمبر 20:24	12 دسمبر 4:09	یکم دسمبر 18:00
2 جنوری 19:32	2099ء	2100ء	31 دسمبر 4:56
یکم فروری 14:54	21 جنوری 14:07	10 جنوری 17:56	
3 مارچ 9:03	20 فروری 9:05	9 فروری 9:55	

2030ء تک کے لیے رویتِ ہلال کی ماہانہ پیشین گوئیاں

پیشین گوئیوں کی بنیاد

جن ممالک میں رویتِ ہلال کا نظام بصری اور درست خطوط پر استوار ہے، وہاں کے اکثر لوگ اپنی حکومتوں کو اس بنا پر طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں کہ سعودی عرب سے ایک یا دو روز بعد اسلامی مہینوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔ کبھی یہ بات سننے میں آتی ہے کہ رویتِ ہلال کمیٹی نے آغازِ رمضان کے دو رِوزے کھا لئے ہیں تو کبھی کہا جاتا ہے کہ آخری روزہ فالتو رکھوا دیا گیا ہے۔ اِسی بنیاد پر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طاق راتوں کو جفت اور جفت کو طاق بنا دیا گیا ہے۔ رویتِ ہلال کے فلکیاتی اعداد و شمار سے آگاہ نہ ہونے کے باعث ایسے لوگ اپنی حکومتوں کو غلطی پر گردانتے ہیں حالانکہ اُن کے اعلانات اکثر درست ہوتے ہیں۔ دوسری جانب ارضِ مقدس سے گہری جذباتی وابستگی کے باعث یہ لوگ سعودی اعلانات پر یقین کر لیتے ہیں حالانکہ وہ غلط ہوتے ہیں۔

2006ء میں شائع ہونے والے گزشتہ ایڈیشن میں 2006ء سے 2021ء تک

کے لیے پاکستان اور سعودی عرب میں امکانِ رویت ہلال سے متعلق دنیا کی عظیم ترین رصد گاہ گرین وچ آبزرویٹری کی ماہانہ پیشین گوئیاں شائع کی گئی تھیں۔ زیرِ نظر ایڈیشن میں 2019ء سے 2030ء تک کے لیے ماہانہ پیشین گوئیاں پیش کی جارہی ہیں۔ پاکستان میں پیشین گوئیوں کے لیے کراچی کا انتخاب کیا گیا ہے کیونکہ یہ شہر ملک کے اکثر شہروں سے مغرب میں واقع ہے لہٰذا وہاں رویتِ ہلال کے نسبتاً زیادہ امکانات ہیں۔ بوجوہ پشاور کے لیے پیشین گوئیاں بھی دی جارہی ہیں۔ سعودی عرب میں پیشین گوئیوں کے لیے رویتِ ہلال کے زیادہ امکانات رکھنے والے مقام مکہ کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ پاکستان کے لیے پیشین گوئیاں سال کے تمام بارہ قمری مہینوں کے لیے ہیں جبکہ اختصار کی خاطر سعودی عرب کے لیے پیشین گوئیاں صرف رمضان، شوال اور ذوالحجہ جیسے اہم مہینوں کے لیے ہیں۔ ان پیشین گوئیوں کی جدولوں کے آخری کالم ''کیفیت امکانِ رویت'' میں حتمی نتائج کو اے، بی، سی، ڈی، ای اور ایف کے الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے جن کی تفصیل یوں ہے:

اے : رویتِ ہلال بآسانی ممکن ہوگی۔

بی : رویت اس صورت ہی میں ہوسکے گی جبکہ جائے مشاہدہ پر فلکیاتی کیفیات بہترین ہوں مثلاً فضا کا شفاف پن وغیرہ۔

سی : رویت کے لیے بصری آلات کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

ڈی : بصری آلات کے بغیر ہلال کی رویت ناممکن ہوگی۔

ای : ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی رویت ناممکن ہوگی۔

ایف : رویتِ ہلال کسی صورت میں بھی ممکن نہیں۔

کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی 2019ء

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1440-41ھ	تاریخ عیسوی 2019ء	چاند کی عمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الاولیٰ 1440ھ	06 جنوری 07 جنوری	11-29 35-30	21 منٹ 72 منٹ	ایف اے
2	جمادی الثانی	05 فروری 06 فروری	16-16 40-16	29 منٹ 79 منٹ	ایف اے
3	رجب	07 مارچ 08 مارچ	21-32 45-32	40 منٹ 91 منٹ	سی اے
4	شعبان	05/اپریل 06/اپریل	04-58 28-58	06 منٹ 58 منٹ	ایف اے
5	رمضان	05 مئی 06 مئی	15-16 39-17	28 منٹ 86 منٹ	ایف اے
6	شوال	03 جون 04 جون	04-14 28-14	ایک منٹ 62 منٹ	ایف اے
7	ذی القعدہ	03 جولائی 04 جولائی	19-07 43-07	41 منٹ 98 منٹ	سی اے
8	ذوالحجہ	یکم اگست 02/اگست	11-03 35-02	26 منٹ 78 منٹ	ایف اے
9	محرم 1441ھ	30/اگست 31/اگست	03-14 27-13	15 منٹ 61 منٹ	ایف اے
10	صفر	29 ستمبر 30 ستمبر	18-54 42-53	46 منٹ 90 منٹ	بی اے
11	ربیع الاول	28/اکتوبر 29/اکتوبر	09-16 33-15	27 منٹ 73 منٹ	ایف اے
12	ربیع الثانی	27 نومبر 28 نومبر	21-37 45-37	48 منٹ 100 منٹ	بی اے
13	جمادی الاولیٰ	26 دسمبر 27 دسمبر	07-37 31-37	13 منٹ 68 منٹ	ایف اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2020ء کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1441-42ھ	تاریخ عیسوی 2020ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الثانی	25 جنوری	15-29	28	ایف
	1441ھ	26 جنوری	39-29	82	اے
2	رجب	24 فروری	21-58	41	بی
		25 فروری	45-59	91	اے
3	شعبان	24 مارچ	04-15	04	ایف
		25 مارچ	28-16	53	اے
4	رمضان	23 اپریل	11-30	18	ایف
		24 اپریل	35-31	70	اے
5	شوال	23 مئی	20-32	40	سی
		24 مئی	44-32	95	اے
6	ذی القعدہ	21 جون	07-41	14	ایف
		22 جون	31-41	69	اے
7	ذوالحجہ	21 جولائی	20-46	48	بی
		22 جولائی	44-46	96	اے
8	محرم	19 اگست	11-20	32	ایف
	1442ھ	20 اگست	35-19	76	اے
9	صفر	17 ستمبر	02-32	17	ایف
		18 ستمبر	26-31	59	اے
10	ربیع الاول	17 اکتوبر	17-31	41	بی
		18 اکتوبر	41-30	87	اے
11	ربیع الثانی	15 نومبر	07-37	18	ایف
		16 نومبر	31-37	70	اے
12	جمادی الاولیٰ	15 دسمبر	20-29	44	بی
		16 دسمبر	44-29	106	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہرصورت ناممکن

(۹)

2021ء کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1442-43ھ	تاریخ عیسوی 2021ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الثانی	13 جنوری	08-02	12 منٹ	ایف
	1442ھ	14 جنوری	32-03	73 منٹ	اے
2	رجب	12 فروری	18-19	37 منٹ	سی
		13 فروری	42-19	92 منٹ	اے
3	شعبان	13 مارچ	03-18	02 منٹ	ایف
		14 مارچ	27-18	54 منٹ	اے
4	رمضان	12؍اپریل	11-20	19 منٹ	ایف
		13؍اپریل	35-21	69 منٹ	اے
5	شوال	12 مئی	19-06	36 منٹ	ای
		13 مئی	43-07	88 منٹ	اے
6	ذی القعدہ	10 جون	03-27	05 منٹ	ایف
		11 جون	27-27	58 منٹ	اے
7	ذوالحجہ	10 جولائی	13-06	32 منٹ	ایف
		11 جولائی	37-06	79 منٹ	اے
8	محرم	08؍اگست	00-20	12 منٹ	ایف
	1443ھ	09؍اگست	24-19	54 منٹ	اے
9	صفر	07 ستمبر	12-52	33 منٹ	ای
		08 ستمبر	36-51	71 منٹ	اے
10	ربیع الاول	06؍اکتوبر	02-08	12 منٹ	ایف
		07؍اکتوبر	26-07	51 منٹ	اے
11	ربیع الثانی	05 نومبر	15-34	30 منٹ	ایف
		06 نومبر	39-34	81 منٹ	اے
12	جمادی الاولی	04 دسمبر	04-59	04 منٹ	ایف
		05 دسمبر	28-59	64 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہرصورت ناممکن

کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی 2022ء

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1443-44ھ	تاریخ عیسوی 2022ء	چاند کی عُمر منٹ۔گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الثانی	03 جنوری	18-22	40 منٹ	سی
	1443ھ	04 جنوری	42-23	109 منٹ	اے
2	رجب	01 فروری	07-30	12 منٹ	الف
		02 فروری	31-31	77 منٹ	اے
3	شعبان	03 مارچ	19-59	44 منٹ	بی
		04 مارچ	43-59	101 منٹ	اے
4	رمضان	01/اپریل	07-23	12 منٹ	الف
		02/اپریل	31-23	67 منٹ	اے
5	شوال	01 مئی	17-32	35 منٹ	ای
		02 مئی	41-32	89 منٹ	اے
6	ذی القعدہ	30 مئی	02-44	04 منٹ	الف
		31 مئی	26-44	58 منٹ	اے
7	ذوالحجہ	29 جون	11-31	29 منٹ	الف
		30 جون	35-31	76 منٹ	اے
8	محرم	29 جولائی	20-21	46 منٹ	بی
	1444ھ	30 جولائی	44-21	83 منٹ	اے
9	صفر	27/اگست	05-37	20 منٹ	الف
		28/اگست	29-36	54 منٹ	اے
10	ربیع الاول	26 ستمبر	15-28	29 منٹ	الف
		27 ستمبر	39-27	63 منٹ	اے
11	ربیع الثانی	25/اکتوبر	02-07	02 منٹ	الف
		26/اکتوبر	26-06	42	بی
12	جمادی الاولیٰ	24 نومبر	13-45	19 منٹ	الف
		25 نومبر	37-45	77 منٹ	اے
13	جمادی الثانی	23 دسمبر	02-31	منفی 07 منٹ	الف
		24 دسمبر	26-32	61 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الف: ہرصورت ناممکن

کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی 2023ء

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1444-45ھ	تاریخ عیسوی 2023ء	چاند کی عمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رجب	22 جنوری	16-16	33 منٹ	سی
	1444ھ	23 جنوری	40-16	108 منٹ	اے
2	شعبان	20 فروری	06-22	12 منٹ	الیف
		21 فروری	30-23	77 منٹ	اے
3	رمضان	22 مارچ	20-19	47 منٹ	بی
		23 مارچ	44-20	108 منٹ	اے
4	شوال	20/اپریل	09-41	20 منٹ	الیف
		21/اپریل	33-42	80 منٹ	اے
5	ذی القعدہ	20 مئی	22-16	53 منٹ	بی
6	ذوالحجہ	18 جون	09-44	27 منٹ	الیف
		19 جون	33-44	79 منٹ	اے
7	محرم	18 جولائی	19-49	46 منٹ	بی
	1445ھ	19 جولائی	43-48	85 منٹ	اے
8	صفر	16/اگست	04-26	17 منٹ	الیف
		17/اگست	28-25	50 منٹ	اے
9	ربیع الاول	15 ستمبر	11-55	20 منٹ	الیف
		16 ستمبر	35-54	50 منٹ	اے
10	ربیع الثانی	15/اکتوبر	19-09	23 منٹ	الیف
		16/اکتوبر	43-09	58 منٹ	اے
11	جمادی الاولی	14 نومبر	27-18	38 منٹ	سی
		15 نومبر	51-17	89 منٹ	اے
12	جمادی الثانی	13 دسمبر	13-12	15 منٹ	الیف
		14 دسمبر	37-12	79 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہر صورت ناممکن

کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی 2024ء

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1445-46ھ	تاریخ عیسوی 2024ء	چاند کی عمر منٹ۔گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رجب	11 جنوری	01-03	منفی 10 منٹ	ایف
	1445ھ	12 جنوری	25-04	59 منٹ	اے
2	شعبان	10 فروری	14-23	34 منٹ	ڈی
		11 فروری	38-23	101 منٹ	اے
3	رمضان	10 مارچ	04-37	08 منٹ	ایف
		11 مارچ	28-38	73 منٹ	اے
4	شوال	09/اپریل	19-29	49 منٹ	بی
		10/اپریل	43-29	115 منٹ	اے
5	ذی القعدہ	08 مئی	10-41	27 منٹ	ایف
		09 مئی	34-42	94 منٹ	اے
6	ذوالحجہ	06 جون	01-39	08 منٹ	ایف
		07 جون	25-40	70 منٹ	اے
7	محرم	06 جولائی	15-26	42 منٹ	سی
	1446ھ	07 جولائی	39-26	87 منٹ	اے
8	صفر	04/اگست	02-59	14 منٹ	ایف
		05/اگست	26-59	50 منٹ	اے
9	ربیع الاول	03 ستمبر	11-51	18 منٹ	ایف
		04 ستمبر	35-50	48 منٹ	اے
10	ربیع الثانی	03/اکتوبر	18-26	17 منٹ	ایف
		04/اکتوبر	42-25	48 منٹ	اے
11	جمادی الاولیٰ	02 نومبر	24-03	23 منٹ	ایف
		03 نومبر	48-02	64 منٹ	اے
12	جمادی الثانی	01 دسمبر	06-21	منفی 06 منٹ	ایف
		02 دسمبر	30-21	45 منٹ	بی

اے:بآسانی ممکن۔ بی:بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی:بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی:بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای:ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف:ہر صورت ناممکن

کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی 2025ء

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 47-1446ھ	تاریخ عیسوی 2025ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروب شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رجب 1446ھ	31 دسمبر 2024	14-26	22 منٹ	ایف
		01 جنوری 2025	38-27	85 منٹ	اے
2	شعبان	29 جنوری	00-38	منفی 06 منٹ	ایف
		30 جنوری	24-39	58 منٹ	اے
3	رمضان	28 فروری	12-48	29 منٹ	ایف
		01 مارچ	36-48	92 منٹ	اے
4	شوال	29 مارچ	02-47	03 منٹ	ایف
		30 مارچ	26-48	69 منٹ	اے
5	ذی القعدہ	28 اپریل	18-27	51 منٹ	بی
		29 اپریل	42-28	123 منٹ	اے
6	ذوالحجہ	27 مئی	11-11	35 منٹ	ای
		28 مئی	35-11	103 منٹ	اے
7	محرم 1447ھ	25 جون	03-50	17 منٹ	ایف
		26 جون	27-51	74 منٹ	اے
8	صفر	25 جولائی	19-07	42 منٹ	سی
		26 جولائی	43-06	81 منٹ	اے
9	ربیع الاول	23 اگست	07-50	12 منٹ	ایف
		24 اگست	31-50	45 منٹ	اے
10	ربیع الثانی	22 ستمبر	17-33	15 منٹ	ایف
		23 ستمبر	41-32	46 منٹ	اے
11	جمادی الاولیٰ	22 اکتوبر	24-33	19 منٹ	ایف
		23 اکتوبر	48-32	56 منٹ	اے
12	جمادی الثانی	21 نومبر	29-55	35 منٹ	سی
		22 نومبر	53-55	84 منٹ	اے
13	رجب 1447ھ	20 دسمبر	11-04	08 منٹ	ایف
		21 دسمبر	35-05	63 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی 2026ء

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1447-48ھ	تاریخ عیسوی 2026ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس و قمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رجب	19 جنوری	17-15	33 منٹ	ایف
	1447ھ	20 جنوری	41-15	90 منٹ	اے
2	شعبان	17 فروری	01-25	منفی 01 منٹ	ایف
		18 فروری	25-26	56 منٹ	اے
3	رمضان	19 مارچ	12-18	26 منٹ	ایف
		20 مارچ	36-19	88 منٹ	اے
4	شوال	17 / اپریل	02-01	02 منٹ	ایف
		18 / اپریل	26-02	70 منٹ	اے
5	ذی القعدہ	17 مئی	18-07	55 منٹ	اے
6	ذوالحجہ	15 جون	11-26	37 منٹ	ای
		16 جون	35-26	98 منٹ	اے
7	محرم	14 جولائی	04-38	15 منٹ	ایف
	1448ھ	15 جولائی	28-38	64 منٹ	اے
8	صفر	13 / اگست	20-29	32 منٹ	ڈی
		14 / اگست	44-28	68 منٹ	اے
9	ربیع الاول	11 ستمبر	10-12	05 منٹ	ایف
		12 ستمبر	34-11	39 منٹ	اے
10	ربیع الثانی	11 / اکتوبر	21-18	14 منٹ	ایف
		12 / اکتوبر	45-17	52 منٹ	اے
11	جمادی الاولیٰ	10 نومبر	29-44	32 منٹ	سی
		11 نومبر	53-44	80 منٹ	اے
12	جمادی الثانی	09 دسمبر	11-51	07 منٹ	ایف
		10 دسمبر	35-51	60 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2027ء کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1448-49ھ	تاریخ عیسوی 2027ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	شعبان 1448ھ	08 جنوری 09 جنوری	16-35 40-35	28 منٹ 81 منٹ	ایف اے
2	رمضان	07 فروری 08 فروری	21-24 45-25	42 منٹ 94 منٹ	سی اے
3	شوال	08 مارچ 09 مارچ	04-07 28-08	05 منٹ 58 منٹ	ایف اے
4	ذی القعدہ	07/اپریل 08/اپریل	13-58 37-58	30 منٹ 91 منٹ	ایف اے
5	ذوالحجہ	06 مئی 07 مئی	03-03 27-04	07 منٹ 73 منٹ	ایف اے
6	محرم 1449ھ	05 جون 06 جون	18-36 42-37	54 منٹ 115 منٹ	بی اے
7	صفر	04 جولائی 05 جولائی	11-21 35-21	29 منٹ 80 منٹ	ایف اے
8	ربیع الاول	02/اگست 03/اگست	04-09 28-08	04 منٹ 47 منٹ	ایف اے
9	ربیع الثانی	01 ستمبر 02 ستمبر	20-08 44-07	21 منٹ 59 منٹ	ایف اے
10	جمادی الاولیٰ	30 ستمبر 01/اکتوبر	10-43 34-42	منفی 01 منٹ 39 منٹ	ایف اے
11	جمادی الثانی	30/اکتوبر 31/اکتوبر	23-15 47-15	22 منٹ 71 منٹ	ایف اے
12	رجب	28 نومبر 29 نومبر	09-18 33-18	02 منٹ 56 منٹ	ایف اے
13	شعبان 1449ھ	28 دسمبر 29 دسمبر	16-39 40-40	29 منٹ 84 منٹ	ایف اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2028ء کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1449-50ھ	تاریخ عیسوی 2028ء	چاند کی عمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس و قمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رمضان 1449ھ	27 جنوری 28 جنوری	22-00 46-01	43 منٹ 94 منٹ	سی اے
2	شوال	25 فروری 26 فروری	02-54 26-54	02 منٹ 52 منٹ	ایف اے
3	ذی القعدہ	26 مارچ 27 مارچ	09-13 33-14	16 منٹ 68 منٹ	ایف اے
4	ذوالحجہ	25/اپریل 26/اپریل	18-10 42-11	41 منٹ 99 منٹ	سی اے
5	محرم 1450ھ	24 مئی 25 مئی	05-55 29-56	15 منٹ 75 منٹ	ایف اے
6	صفر	23 جون 24 جون	19-55 43-55	45 منٹ 95 منٹ	بی اے
7	ربیع الاول	22 جولائی 23 جولائی	11-17 35-17	16 منٹ 60 منٹ	ایف اے
8	ربیع الثانی	20/اگست 21/اگست	03-16 27-15	منفی 09 منٹ 33 منٹ	ایف بی
9	جمادی الاولیٰ	19 ستمبر 20 ستمبر	19-06 43-05	14 منٹ 57 منٹ	ایف اے
10	جمادی الثانی	18/اکتوبر 19/اکتوبر	10-04 34-03	منفی 02 منٹ 47 منٹ	ایف اے
11	رجب	17 نومبر 18 نومبر	23-25 47-25	37 منٹ 97 منٹ	سی اے
12	شعبان	16 دسمبر 17 دسمبر	10-39 34-40	17 منٹ 78 منٹ	ایف اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہرصورت ناممکن

2029ء کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1450-51ھ	تاریخ عیسوی 2029ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس و قمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رمضان 1450ھ	15 جنوری	19-40	43 منٹ	سی
		16 جنوری	43-41	98 منٹ	اے
2	شوال	13 فروری	02-53	03 منٹ	الیف
		14 فروری	26-54	55 منٹ	اے
3	ذی القعدہ	15 مارچ	09-21	15 منٹ	الیف
		16 مارچ	33-21	65 منٹ	اے
4	ذوالحجہ	14/اپریل	16-12	32 منٹ	الیف
		15/اپریل	40-13	84 منٹ	اے
5	محرم 1451ھ	13 مئی	00-24	00 منٹ	الیف
		14 مئی	24-24	53 منٹ	بی
6	صفر	12 جون	10-29	20 منٹ	الیف
		13 جون	34-30	70 منٹ	اے
7	ربیع الاول	12 جولائی	22-31	34 منٹ	ڈی
		13 جولائی	46-31	76 منٹ	اے
8	ربیع الثانی	10/اگست	12-12	05 منٹ	الیف
		11/اگست	36-12	45 منٹ	اے
9	جمادی الاولیٰ	09 ستمبر	26-57	26 منٹ	سی
		10 ستمبر	50-56	70 منٹ	اے
10	جمادی الثانی	08/اکتوبر	17-57	14 منٹ	الیف
		09/اکتوبر	41-56	64 منٹ	اے
11	رجب	06 نومبر	08-24	03 منٹ	الیف
		07 نومبر	32-23	61 منٹ	اے
12	شعبان	06 دسمبر	21-50	50 منٹ	بی
		07 دسمبر	45-51	116 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہرصورت ناممکن

2030ء کراچی میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1451-52ھ	تاریخ عیسوی 2030ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رمضان 1451ھ	04 جنوری 05 جنوری	10-07 34-08	25 منٹ 88 منٹ	ایف اے
2	شوال	03 فروری 04 فروری	21-11 45-11	49 منٹ 105 منٹ	بی اے
3	ذی القعدہ	04 مارچ 05 مارچ	06-59 31-00	12 منٹ 65 منٹ	ایف اے
4	ذوالحجہ	03 اپریل 04 اپریل	15-45 39-46	30 منٹ 82 منٹ	ایف اے
5	محرم 1452ھ	03 مئی	23-49	49 منٹ	بی
6	صفر	01 جون 02 جون	07-54 31-54	13 منٹ 61 منٹ	ایف اے
7	ربیع الاول	01 جولائی 02 جولائی	16-49 40-49	21 منٹ 62 منٹ	ایف اے
8	ربیع الثانی	31 جولائی 01 اگست	27-04 51-03	27 منٹ 65 منٹ	ڈی اے
9	جمادی الاولیٰ	29 اگست 30 اگست	14-45 38-44	03 منٹ 42 منٹ	ایف اے
10	جمادی الثانی	28 ستمبر 29 ستمبر	27-26 51-25	29 منٹ 76 منٹ	سی اے
11	رجب	27 اکتوبر 28 اکتوبر	16-37 40-37	21 منٹ 77 منٹ	ایف اے
12	شعبان	25 نومبر 26 نومبر	05-56 29-56	09 منٹ 73 منٹ	ایف اے
13	رمضان 1452ھ	25 دسمبر	19-18	54 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہرصورت ناممکن

2019ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1440-41ھ	تاریخ عیسوی 2019ء	چاند کی عُمر منٹ۔گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الاولیٰ	06 جنوری	10-50	20 منٹ	ایف
	1440ھ	07 جنوری	34-50	72 منٹ	اے
2	جمادی الثانی	05 فروری	15-43	27 منٹ	ایف
		06 فروری	39-44	81 منٹ	اے
3	رجب	07 مارچ	21-09	39 منٹ	سی
		08 مارچ	45-10	93 منٹ	اے
4	شعبان	05/اپریل	04-46	ایک منٹ	ایف
		06/اپریل	28-48	58 منٹ	اے
5	رمضان	05 مئی	15-14	26 منٹ	ایف
		06 مئی	39-15	87 منٹ	اے
6	شوال	03 جون	04-17	منفی 02 منٹ	ایف
		04 جون	28-18	61 منٹ	اے
7	ذی القعدہ	03 جولائی	19-12	40 منٹ	ڈی
		04 جولائی	43-11	94 منٹ	اے
8	ذوالحجہ	کیم اگست	11-02	26 منٹ	ایف
		02/اگست	35-01	74 منٹ	اے
9	محرم	30/اگست	03-05	17 منٹ	ایف
	1441ھ	31/اگست	27-03	59 منٹ	اے
10	صفر	29 ستمبر	18-34	45 منٹ	بی
		30 ستمبر	42-33	84 منٹ	اے
11	ربیع الاول	28/اکتوبر	08-46	28 منٹ	ایف
		29/اکتوبر	32-45	69 منٹ	اے
12	ربیع الثانی	27 نومبر	20-59	46 منٹ	سی
		28 نومبر	44-59	96 منٹ	اے
13	جمادی الاولیٰ	26 دسمبر	06-56	11 منٹ	ایف
		27 دسمبر	30-57	66 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2020ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 42-1441ھ	تاریخ عیسوی 2020ء	چاند کی عُمر منٹ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الثانی 1441ھ	25 جنوری	14-53	25 منٹ	ایف
		26 جنوری	38-54	82 منٹ	اے
2	رجب	24 فروری	21-32	39 منٹ	سی
		25 فروری	45-33	93 منٹ	اے
3	شعبان	24 مارچ	03-59	صفر منٹ	ایف
		25 مارچ	28-00	53 منٹ	اے
4	رمضان	23/ اپریل	11-24	16 منٹ	ایف
		24/ اپریل	35-25	71 منٹ	اے
5	شوال	23 مئی	20-34	39 منٹ	ڈی
		24 مئی	44-35	98 منٹ	اے
6	ذی القعدہ	21 جون	07-46	14 منٹ	ایف
		22 جون	31-46	69 منٹ	اے
7	ذوالحجہ	21 جولائی	20-48	48 منٹ	بی
		22 جولائی	44-47	92 منٹ	اے
8	محرم 1442ھ	19/ اگست	11-13	33 منٹ	ایف
		20/ اگست	35-12	72 منٹ	اے
9	صفر	17 ستمبر	02-16	20 منٹ	ایف
		18 ستمبر	26-14	56 منٹ	اے
10	ربیع الاول	17/ اکتوبر	17-05	40 منٹ	سی
		18/ اکتوبر	41-03	80 منٹ	اے
11	ربیع الثانی	15 نومبر	07-02	17 منٹ	ایف
		16 نومبر	31-01	65 منٹ	اے
12	جمادی الاولی	15 دسمبر	19-49	40 منٹ	ڈی
		16 دسمبر	43-49	102 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2021ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1442-43ھ	تاریخ عیسوی 2021ء	چاند کی عمر منٹ۔گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الثانی	13 جنوری	07-24	07 منٹ	الیف
	1442ھ	14 جنوری	31-25	71 منٹ	اے
2	رجب	12 فروری	17-48	34 منٹ	ای
		13 فروری	41-49	94 منٹ	اے
3	شعبان	13 مارچ	02-57	منفی 02 منٹ	الیف
		14 مارچ	26-58	54 منٹ	اے
4	رمضان	12/اپریل	11-10	17 منٹ	الیف
		13/اپریل	35-11	72 منٹ	اے
5	شوال	12 مئی	19-05	36 منٹ	الیف
		13 مئی	43-05	93 منٹ	اے
6	ذی القعدہ	10 جون	03-31	06 منٹ	الیف
		11 جون	27-32	60 منٹ	بی
7	ذوالحجہ	10 جولائی	13-10	34 منٹ	الیف
		11 جولائی	37-10	79 منٹ	اے
8	محرم	08/اگست	00-17	16 منٹ	الیف
	1443ھ	09/اگست	24-16	53 منٹ	بی
9	صفر	07 ستمبر	12-38	34 منٹ	الیف
		08 ستمبر	36-37	66 منٹ	اے
10	ربیع الاول	06/اکتوبر	01-45	14 منٹ	الیف
		07/اکتوبر	25-44	47 منٹ	بی
11	ربیع الثانی	05 نومبر	15-02	27 منٹ	الیف
		06 نومبر	39-01	72 منٹ	اے
12	جمادی الاولیٰ	04 دسمبر	04-20	صفر منٹ	الیف
		05 دسمبر	28-20	58 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہر صورت ناممکن

2022ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1443-44ھ	تاریخ عیسوی 2022ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	جمادی الثانی 1443ھ	03 جنوری	17-42	35 منٹ	ای
		04 جنوری	41-43	107 منٹ	اے
2	رجب	01 فروری	06-56	06 منٹ	ایف
		02 فروری	30-57	77 منٹ	اے
3	شعبان	03 مارچ	19-35	43 منٹ	سی
		04 مارچ	43-36	105 منٹ	اے
4	رمضان	01/اپریل	07-09	10 منٹ	ایف
		02/اپریل	31-10	70 منٹ	اے
5	شوال	01 مئی	17-28	36 منٹ	ایف
		02 مئی	41-29	95 منٹ	اے
6	ذی القعدہ	30 مئی	02-47	06 منٹ	ایف
		31 مئی	26-48	62 منٹ	اے
7	ذوالحجہ	29 جون	11-36	33 منٹ	ایف
		30 جون	35-36	79 منٹ	اے
8	محرم 1444ھ	29 جولائی	20-21	47 منٹ	سی
		30 جولائی	44-20	80 منٹ	اے
9	صفر	27/اگست	05-28	22 منٹ	ایف
		28/اگست	29-27	51 منٹ	اے
10	ربیع الاول	26 ستمبر	15-09	27 منٹ	ایف
		27 ستمبر	39-08	56 منٹ	اے
11	ربیع الثانی	26/اکتوبر	25-37	36 منٹ	سی
		27/اکتوبر	49-36	76 منٹ	اے
12	جمادی الاولیٰ	24 نومبر	13-08	1.3 منٹ	ایف
		25 نومبر	37-07	67 منٹ	اے
13	جمادی الثانی	23 دسمبر	01-51	منفی 15 منٹ	ایف
		24 دسمبر	25-51	54 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہرصورت ناممکن

2023ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1444-45ھ	تاریخ عیسوی 2023ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رجب 1444ھ	22 جنوری 23 جنوری	15-39 39-40	33 منٹ 108 منٹ	ایف اے
2	شعبان	20 فروری 21 فروری	05-54 29-55	07 منٹ 79 منٹ	ایف اے
3	رمضان	22 مارچ 23 مارچ	20-02 44-03	49 منٹ 116 منٹ	بی اے
4	شوال	20 / اپریل 21 / اپریل	09-34 33-35	21 منٹ 87 منٹ	ایف اے
5	ذی القعدہ	20 مئی	22-17	59 منٹ	بی
6	ذوالحجہ	18 جون 19 جون	09-49 33-49	32 منٹ 84 منٹ	ایف اے
7	محرم 1445ھ	18 جولائی 19 جولائی	19-51 43-51	49 منٹ 84 منٹ	سی اے
8	صفر	16 / اگست 17 / اگست	04-21 28-20	20 منٹ 48 منٹ	ایف بی
9	ربیع الاول	15 ستمبر 16 ستمبر	11-40 35-38	19 منٹ 44 منٹ	ایف بی
10	ربیع الثانی	15 / اکتوبر 16 / اکتوبر	18-44 42-43	18 منٹ 49 منٹ	ایف اے
11	جمادی الاولیٰ	14 نومبر 15 نومبر	26-43 50-42	29 منٹ 77 منٹ	ای اے
12	جمادی الثانی	13 دسمبر 14 دسمبر	12-32 36-32	07 منٹ 70 منٹ	ایف اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہر صورت ناممکن

2024ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1445-46ھ	تاریخ عیسوی 2024ء	چاند کی عمر منٹ۔گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رجب	11 جنوری	00-25	منفی 19 منٹ	ایف
	1445ھ	12 جنوری	24-26	55 منٹ	اے
2	شعبان	10 فروری	13-52	31 منٹ	ایف
		11 فروری	37-53	105 منٹ	اے
3	رمضان	10 مارچ	04-16	06 منٹ	ایف
		11 مارچ	28-17	78 منٹ	اے
4	شوال	09/اپریل	19-18	53 منٹ	بی
		10/اپریل	43-19	126 منٹ	اے
5	ذی القعدہ	08 مئی	10-40	32 منٹ	ایف
		09 مئی	34-41	104 منٹ	اے
6	ذوالحجہ	06 جون	01-43	13 منٹ	ایف
		07 جون	25-44	77 منٹ	اے
7	محرم	06 جولائی	15-30	46 منٹ	سی
	1446ھ	07 جولائی	39-30	87 منٹ	اے
8	صفر	04/اگست	02-57	17 منٹ	ایف
		05/اگست	26-56	48 منٹ	بی
9	ربیع الاول	03 ستمبر	11-39	17 منٹ	ایف
		04 ستمبر	35-38	42 منٹ	بی
10	ربیع الثانی	03/اکتوبر	18-05	13 منٹ	ایف
		04/اکتوبر	42-03	39 منٹ	بی
11	جمادی الاولیٰ	02 نومبر	23-31	14 منٹ	ایف
		03 نومبر	47-31	51 منٹ	اے
12	جمادی الثانی	02 دسمبر	29-42	35 منٹ	سی
		03 دسمبر	53-42	93 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہرصورت ناممکن

2025ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1446-47ھ	تاریخ عیسوی 2025ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رجب 1446ھ	31 دسمبر 2024 01 جنوری 2025	13-46 37-47	14 منٹ 81 منٹ	ایف اے
2	شعبان	29 جنوری 30 جنوری	00-04 24-05	منفی 13 منٹ 57 منٹ	ایف اے
3	رمضان	28 فروری 01 مارچ	12-23 36-24	29 منٹ 99 منٹ	ایف اے
4	شوال	29 مارچ 30 مارچ	02-33 26-34	04 منٹ 77 منٹ	ایف اے
5	ذی القعدہ	28 اپریل	18-23	59 منٹ	اے
6	ذوالحجہ	27 مئی 28 مئی	11-13 35-14	42 منٹ 111 منٹ	ای اے
7	محرم 1447ھ	25 جون 26 جون	03-56 27-56	23 منٹ 77 منٹ	ایف اے
8	صفر	25 جولائی 26 جولائی	19-08 43-07	42 منٹ 75 منٹ	سی اے
9	ربیع الاول	23 اگست 24 اگست	07-43 31-42	11 منٹ 39 منٹ	ایف بی
10	ربیع الثانی	22 ستمبر 23 ستمبر	17-15 41-14	10 منٹ 35 منٹ	ایف بی
11	جمادی الاولیٰ	22 اکتوبر 23 اکتوبر	24-05 48-04	10 منٹ 43 منٹ	ایف اے
12	جمادی الثانی	21 نومبر 22 نومبر	29-19 53-18	25 منٹ 73 منٹ	ایف اے
13	رجب 1447ھ	20 دسمبر 21 دسمبر	10-24 34-24	00 منٹ 57 منٹ	ایف اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2026ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 48-1447ھ	تاریخ عیسوی 2026ء	چاند کی عُمر منٹ۔ گھنٹے	غروبِ شمس و قمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	شعبان	19 جنوری	16-38	30منٹ	ایف
	1447ھ	20 جنوری	40-39	92منٹ	اے
2	رمضان	17 فروری	00-57	منفی 04 منٹ	ایف
		18 فروری	24-58	59منٹ	اے
3	شوال	19 مارچ	12-00	30منٹ	ایف
		20 مارچ	36-01	97منٹ	اے
4	ذی القعدہ	17ر اپریل	01-53	05منٹ	ایف
		18ر اپریل	25-54	79منٹ	اے
5	ذوالحجہ	17 مئی	18-07	63منٹ	اے
6	محرم	15 جون	11-31	42منٹ	ای
	1448ھ	16 جون	35-32	101منٹ	اے
7	صفر	14 جولائی	04-41	17منٹ	ایف
		15 جولائی	28-40	61منٹ	اے
8	ربیع الاول	13ر اگست	20-25	27منٹ	ایف
		14ر اگست	44-24	58منٹ	اے
9	ربیع الثانی	12 ستمبر	33-57	29منٹ	سی
		13 ستمبر	57-55	58منٹ	اے
10	جمادی الاولیٰ	11ر اکتوبر	20-54	05منٹ	ایف
		12ر اکتوبر	44-52	38منٹ	اے
11	جمادی الثانی	10 نومبر	29-10	21منٹ	ایف
		11 نومبر	53-09	66منٹ	اے
12	رجب	09 دسمبر	11-11	منفی 01 منٹ	ایف
		10 دسمبر	35-11	52منٹ	بی

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہرصورت ناممکن

2027ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1448-49ھ	تاریخ عیسوی 2027ء	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	شعبان	08 جنوری	15-55	25 منٹ	ایف
	1448ھ	09 جنوری	39-56	82 منٹ	اے
2	رمضان	07 فروری	20-52	44 منٹ	سی
		08 فروری	44-53	101 منٹ	اے
3	شوال	08 مارچ	03-45	07 منٹ	ایف
		09 مارچ	27-46	65 منٹ	اے
4	ذی القعدہ	07/اپریل	13-46	36 منٹ	ای
		08/اپریل	37-47	102 منٹ	اے
5	ذوالحجہ	06 مئی	03-01	13 منٹ	ایف
		07 مئی	27-01	83 منٹ	اے
6	محرم	05 جون	18-41	59 منٹ	بی
	1449ھ	06 جون	42-41	118 منٹ	اے
7	صفر	04 جولائی	11-26	30 منٹ	ایف
		05 جولائی	35-25	76 منٹ	اے
8	ربیع الاول	02/اگست	04-08	02 منٹ	ایف
		03/اگست	28-07	40 منٹ	بی
9	ربیع الثانی	01 ستمبر	19-58	13 منٹ	ایف
		02 ستمبر	43-57	45 منٹ	اے
10	جمادی الاولیٰ	01/اکتوبر	34-21	26 منٹ	سی
		02/اکتوبر	58-20	64 منٹ	اے
11	جمادی الثانی	30/اکتوبر	22-45	12 منٹ	ایف
		31/اکتوبر	46-44	57 منٹ	اے
12	رجب	28 نومبر	08-40	منفی 06 منٹ	ایف
		29 نومبر	32-39	48 منٹ	بی
13	شعبان	28 دسمبر	15-59	25 منٹ	ایف
	1449ھ	29 دسمبر	39-59	84 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2028ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1449-50ھ	تاریخ عیسوی 2028ء	چاند کی عُمر منٹ۔ گھنٹے	غروبِ شمس و قمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رمضان 1449ھ	27 جنوری	21-25	46 منٹ	سی
		28 جنوری	45-26	101 منٹ	اے
2	شوال	25 فروری	02-28	04 منٹ	ایف
		26 فروری	26-28	58 منٹ	اے
3	ذی القعدہ	26 مارچ	08-58	21 منٹ	ایف
		27 مارچ	32-59	78 منٹ	اے
4	ذوالحجہ	25/ اپریل	18-05	48 منٹ	سی
		26/ اپریل	42-05	110 منٹ	اے
5	محرم 1450ھ	24 مئی	05-58	20 منٹ	ایف
		25 مئی	29 58	80 منٹ	اے
6	صفر	23 جون	20-00	45 منٹ	سی
		24 جون	44-00	90 منٹ	اے
7	ربیع الاول	22 جولائی	11-18	12 منٹ	ایف
		23 جولائی	35-18	51 منٹ	اے
8	ربیع الثانی	21/ اگست	27-08	23 منٹ	ڈی
		22/ اگست	51-07	58 منٹ	اے
9	جمادی الاولیٰ	19 ستمبر	18-49	04 منٹ	ایف
		20 ستمبر	42-48	42 منٹ	اے
10	جمادی الثانی	18/ اکتوبر	09-37	منفی 10 منٹ	ایف
		19/ اکتوبر	33-36	35 منٹ	بی
11	رجب	17 نومبر	22-49	29 منٹ	ایف
		18 نومبر	46-49	88 منٹ	اے
12	شعبان	16 دسمبر	09-59	13 منٹ	ایف
		17 دسمبر	33-59	76 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

2029ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1450-51ھ	تاریخ عیسوی 2029ء	چاند کی عمر منٹ۔ گھنٹے	غروبِ شمس و قمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رمضان	15 جنوری	19-02	46 منٹ	سی
	1450ھ	16 جنوری	43-03	105 منٹ	اے
2	شوال	13 فروری	02-23	05 منٹ	الف
		14 فروری	26-24	61 منٹ	اے
3	ذی القعدہ	15 مارچ	09-01	20 منٹ	الف
		16 مارچ	33-02	74 منٹ	اے
4	ذوالحجہ	14 راپریل	16-03	38 منٹ	ای
		15 راپریل	40-04	94 منٹ	اے
5	محرم	13 مئی	00-23	03 منٹ	الف
	1451ھ	14 مئی	24-24	59 منٹ	بی
6	صفر	12 جون	10-34	21 منٹ	الف
		13 جون	34-35	68 منٹ	اے
7	ربیع الاول	12 جولائی	22-34	28 منٹ	الف
		13 جولائی	46-34	65 منٹ	اے
8	ربیع الثانی	10 راگست	12-09	منفی 01 منٹ	الف
		11 راگست	36-08	34 منٹ	بی
9	جمادی الاولی	09 ستمبر	26-43	15 منٹ	الف
		10 ستمبر	50-42	54 منٹ	اے
10	جمادی الثانی	08 راکتوبر	17-33	05 منٹ	الف
		09 راکتوبر	41-32	51 منٹ	اے
11	رجب	06 نومبر	07-51	منفی 04 منٹ	الف
		07 نومبر	31-50	52 منٹ	اے
12	شعبان	06 دسمبر	21-11	47 منٹ	بی
		07 دسمبر	45-11	115 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الف: ہرصورت ناممکن

2030ء پشاور میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ 1451-52ھ	تاریخ عیسوی 2030ء	چاند کی عمر منٹ۔گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
1	رمضان 1451ھ	04 جنوری 05 جنوری	09-27 33-28	26 منٹ 93 منٹ	ایف اے
2	شوال	03 فروری 04 فروری	20-38 40-38	55 منٹ 116 منٹ	بی اے
3	ذی القعدہ	04 مارچ 05 مارچ	06-36 30-37	16 منٹ 74 منٹ	ایف اے
4	ذوالحجہ	03/ اپریل 04/ اپریل	15-32 39-33	36 منٹ 92 منٹ	ای اے
5	محرم 1452ھ	03 مئی	23-46	54 منٹ	بی۔
6	صفر	01 جون 02 جون	07-57 31-58	13 منٹ 60 منٹ	ایف اے
7	ربیع الاول	01 جولائی 02 جولائی	16-54 40-54	16 منٹ 55 منٹ	ایف اے
8	ربیع الثانی	31 جولائی 01/ اگست	27-03 51-02	18 منٹ 51 منٹ	ایف اے
9	جمادی الاولیٰ	29/ اگست 30/ اگست	14-36 38-34	منفی 05 منٹ 30 منٹ	ایف بی
10	جمادی الثانی	28 ستمبر 29 ستمبر	27-06 51-05	20 منٹ 62 منٹ	ایف اے
11	رجب	27/ اکتوبر 28/ اکتوبر	16-08 40-07	14 منٹ 67 منٹ	ایف اے
12	شعبان	25 نومبر 26 نومبر	05-18 29-18	06 منٹ 69 منٹ	ایف اے
13	رمضان 1452ھ	25 دسمبر 26 دسمبر	18-37 42-38	56 منٹ 127 منٹ	بی اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہر صورت ناممکن

2019ء، 2020ء، 2021ء مکّہ میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ	تاریخ عیسوی	چاند کی عمر منٹ - گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
☆	1440ھ	2019ء			
1	رمضان	05 مئی	17-03	33منٹ	ای
		06 مئی	41-03	90منٹ	اے
2	شوال	03جون	05-58	06منٹ	الیف
		04جون	29-58	67منٹ	اے
3	ذوالحجہ	یکم اگست	12-48	30منٹ	الیف
		02/اگست	36-48	82منٹ	اے
☆	1441ھ	2020ء			
1	رمضان	23/اپریل	13-17	23منٹ	الیف
		24/اپریل	37-18	73منٹ	اے
2	شوال	23مئی	22-17	44منٹ	بی
3	ذوالحجہ	21جولائی	22-31	52منٹ	اے
☆	1442ھ	2021ء			
1	رمضان	12/اپریل	13-08	23منٹ	الیف
		13/اپریل	37-09	72منٹ	اے
2	شوال	12مئی	20-52	39منٹ	سی
		13مئی	44-52	91منٹ	اے
3	ذوالحجہ	10جولائی	14-51	34منٹ	ای
		11جولائی	38-51	82منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہر صورت ناممکن

2022ء، 2023ء، 2024ء مکّہ میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ	تاریخ عیسوی	چاند کی عُمر منٹ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
☆	1443ھ	2022ء			
1	رمضان	01/اپریل	09-12	17منٹ	ایف
		02/اپریل	33-12	70منٹ	اے
2	شوال	01 مئی	19-18	38منٹ	سی
		02 مئی	43-18	92منٹ	اے
3	ذوالحجہ	29 جون	13-15	31منٹ	ایف
		30 جون	37-15	79منٹ	اے
☆	1444ھ	2023ء			
1	رمضان	22 مارچ	22-09	51منٹ	اے
2	شوال	20/اپریل	11-29	24منٹ	ایف
		21/اپریل	35-29	83منٹ	اے
3	ذوالحجہ	18 جون	11-28	29منٹ	ایف
		19 جون	35-28	81منٹ	اے
☆	1445ھ	2024ء			
1	رمضان	10 مارچ	06-29	13منٹ	ایف
		11 مارچ	30-29	76منٹ	اے
2	شوال	09/اپریل	21-17	52منٹ	اے
3	ذوالحجہ	06 جون	03-23	11منٹ	ایف
		07 جون	27-24	73منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن
ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہر صورت ناممکن

مکّہ میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی 2025ء 2026ء 2027ء

نمبر شمار	برائے قمری ماہ	تاریخ عیسوی	چاند کی عُمر منٹ ۔ گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
☆	1446ھ	2025ء			
1	رمضان	28 فروری	14-40	33 منٹ	ڈی
		01 مارچ	38-40	95 منٹ	اے
2	شوال	29 مارچ	04-37	08 منٹ	ایف
		30 مارچ	28-37	72 منٹ	اے
3	ذوالحجہ	27 مئی	12-55	38 منٹ	ڈی
		28 مئی	36-56	106 منٹ	اے
☆	1447ھ	2026ء			
1	رمضان	17 فروری	03-18	03 منٹ	ایف
		18 فروری	27-19	59 منٹ	اے
2	شوال	19 مارچ	14-08	30 منٹ	ایف
		20 مارچ	38-09	90 منٹ	اے
3	ذوالحجہ	17 مئی	19-52	58 منٹ	اے
☆	1448ھ	2027ء			
1	رمضان	07 فروری	23-18	45 منٹ	بی
2	شوال	08 مارچ	05-59	08 منٹ	ایف
		09 مارچ	29-59	60 منٹ	اے
3	ذوالحجہ	06 مئی	04-49	11 منٹ	ایف
		07 مئی	28-49	76 منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ ایف: ہرصورت ناممکن

2028ء 2029ء 2030ء مکّہ میں امکانِ رویتِ ہلال سے متعلق پیش گوئی

نمبر شمار	برائے قمری ماہ	تاریخ عیسوی	چاند کی عمر منٹ۔گھنٹے	غروبِ شمس وقمر میں فرق	کیفیت امکانِ رویت
☆	1449ھ	2028ء			
1	رمضان	27جنوری	33-55	46منٹ	بی
2	شوال	25فروری	04-46	05منٹ	الیف
		26فروری	28-46	54منٹ	اے
3	ذوالحجہ	25/اپریل	19-57	43منٹ	بی
		26/اپریل	43-57	101منٹ	اے
☆	1450ھ	2029ء			
1	رمضان	15جنوری	21-36	47منٹ	بی
		16جنوری	45-36	100منٹ	اے
2	شوال	13فروری	04-47	07منٹ	الیف
		14فروری	28-47	56منٹ	اے
3	ذوالحجہ	14/اپریل	18-00	34منٹ	ڈی
		15/اپریل	42-00	85منٹ	اے
☆	1451ھ	2030ء			
1	رمضان	04جنوری	12-03	29منٹ	الیف
		05جنوری	36-04	91منٹ	اے
2	شوال	03فروری	23-05	52منٹ	اے
3	ذوالحجہ	03/اپریل	17-34	33منٹ	ای
		04/اپریل	41-35	84منٹ	اے

اے: بآسانی ممکن۔ بی: بہترین کیفیات میں ہی ممکن۔ سی: بصری آلات کے ساتھ ممکن

ڈی: بصری آلات کے بغیر ناممکن۔ ای: ٹیلی سکوپ کے ساتھ بھی ناممکن۔ الیف: ہرصورت ناممکن

پاکستان کے پانچ سالہ سرکاری ہجری کیلنڈر

مون سائٹنگ پاکستان کے عنوان سے ویب سائٹ کا قیام

مرکزی وزیر برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے اتوار 26 مئی 2019ء کو حکومت پاکستان کی وزات سائنس اور ٹیکنالوجی کے تحت مون سائٹنگ پاکستان کے عنوان سے ویب سائٹ www.pakmoonsighting.pk کا افتتاح کیا۔اس ویب سائٹ پر پانچ برس یعنی 2019 تا 2024ء کے ہجری کیلنڈروں کے علاوہ روزانہ کی بنیاد پر ہجری کیلنڈر، قمری مہینوں کے آغاز کی تواریخ پر مشتمل کیلنڈر اور نئے چاند کا فلکیاتی ڈیٹا بھی دیا گیا ہے۔ہلال کی رویت سے متعلق فلکیاتی معلومات پاکستان کے آٹھ مقامات پر مشتمل ہیں جن میں صوبہ گلگت بلتستان کا دار الحکومت گلگت، خیبر پختونخوا کا دارالحکومت پشاور، وفاقی دارالحکومت اسلام آباد، پنجاب کا دارالحکومت لاہور، آزاد کشمیر کا مظفر آباد، بلوچستان کا دارالحکومت کوئٹہ، سندھ کا دارالحکومت کراچی اور رویتِ ہلال کے لحاظ سے سب سے اہم مقام جیوانی شامل ہیں۔

مستقل قمری کیلنڈر کے مسئلہ پر مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا مثبت مؤقف

مفتی منیب الرحمٰن صاحب ”مستقل قمری کیلنڈر کا مسئلہ“ کے زیرِ عنوان اپنی تصنیف ”رویت ہلال“ کے صفحہ نمبر 28 اور 29 پر فرماتے ہیں:

”مستقل قمری کیلنڈر کا مسئلہ: آج کل بعض جدت پسند اہل علم یہ کہتے ہیں کہ رویت، علم کے معنیٰ میں ہے اور چونکہ موجودہ دور میں سائنسی اور فنی ذرائع علم سے چاند کی رویت کا ظنِ غالب ہو جاتا ہے، تو اس پر اعتماد کر کے مستقل اسلامی کیلنڈر بنا لیا جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ "رویت" کا حقیقی معنی آنکھ سے دیکھنا ہے اور اسے علم کے معنی میں لینا مجاز ہے اور اصولِ فقہ کا مسلّمہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی لفظ کا حقیقی معنی لینا دشوار نہ ہو تو اسے مجاز پر محمول نہیں کریں گے۔ ہمارے نظامِ رویت کا مدار بنیادی طور پر رویتِ بصری پر ہے۔ لیکن اگر سائنسی اور فنی ذرائع سے ہمیں کسی چیز کا علمِ قطعی یا ظنِ غالب ہو جائے، تو شرعاً اس سے استفادہ کرنے میں حرج نہیں ہے بلکہ کرنا چاہیے اور ہم بہت سے دینی معاملات میں ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہم دینی مسائل کو شرعی اصولوں ہی کے مطابق حل کرتے ہیں لیکن ان اصولوں کا اطلاق کرنے میں قطعی سائنسی معلومات پر مدار رکھ سکتے ہیں، مثلاً ہمارے قدیم فقہا کا خیال تھا کہ کان میں ایک راستہ یا نالی ہے جو معدے کی جانب جاتی ہیں، لہٰذا انہوں نے یہ مسئلہ وضع کیا کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر اب چونکہ علمِ تشریح الاعضا (Anatomy) نے بہت ترقی کر لی ہے اور ہمیں قطعیت کے ساتھ معلوم ہو گیا ہے کہ کان میں کسی مائع (Liquid) چیز کے جانے کا کوئی منفذ (Rout) نہیں ہے، لہٰذا اب عصرِ حاضر کے فقہاء نے اس مسئلے کو تبدیل کیا اور قرار دیا کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ بعض قدامت پسند علماء ابھی تک سابق تحقیق پر قائم ہیں اور یہ ہوتا رہتا ہے، جیسے لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانے کے جواز کے مسئلے کو علماء کے درمیان قبولِ عام ملنے میں کافی وقت صرف ہوا اور اب غالب ترین اکثریت اسے تسلیم کر چکی ہے۔ اسی طرح قرائنِ عقلیہ، جو قطعی ہو یا ظنِ غالب کے درجے میں ہوں، ان سے بھی قضا کے معاملات میں استفادہ کیا جاتا ہے اور فقہ میں اس کے شواہد (Evidences) بکثرت موجود ہیں۔ ہمارے ہاں چند منحرفین کو موجودہ نظام کا پابند بنانے میں حکومت ناکام ہے، تو محض سائنٹفک نظام کا پابند انہیں کون سی اتھارٹی بنائے گی۔"

12 مئی 2019ء کو روزنامہ جنگ میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین جنابِ مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا ایک کالم بعنوان "رویتِ ہلال کا مسئلہ" شائع ہوا۔ یہ کالم مِن وعَن ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

"ہمارے ہاں بہت سے لبرل کالم نگار ہمیشہ رویتِ ہلال کے مسئلے پر طبع آزمائی فرماتے ہیں، ہمیں اُن سے ہمدردی ہے کہ یہ نسبتاً آسان موضوع ہے۔ بعض حضرات اسے طنز و مزاح کا موضوع بناتے ہیں، اُن سے بھی ہمیں ہمدردی ہے کہ اُن کا گزارا ہو جاتا ہے۔ پی ٹی آئی سمیت ہر سیاسی جماعت میں مذہبی ذہن کے لوگ موجود ہوتے ہیں، اس لیے میں سیاسی جماعتوں کے پُر جوش کارکنوں سے ہمیشہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ کی جولانی طبع کے لیے سیاست کا میدان بہت وسیع ہے، مذہب کو معاف رکھیں تو بہتر ہے۔ بعض لبرل حضرات اس بات کی دہائی دیتے ہیں کہ سائنس کا زمانہ ہے، ہزار سال کا قمری کیلنڈر بنایا جا سکتا ہے، سائنسی اعتبار سے یہ دعویٰ درست ہے۔ جنابِ عمران خان کی اصطلاح کے مطابق بعض وکٹ کے دونوں طرف کھیلتے ہیں، ایک طرف سائنس کی دہائی دیں گے اور دوسری طرف اس کا ماتم کریں گے کہ مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی شہادتیں کیوں قبول نہیں کی جاتیں، تو سوال یہ ہے کہ اگر آپ سائنس کو روبکار لانے کے دعویدار ہیں تو پہلے قیام پاکستان سے لے کر آج تک مفتی شہاب الدین پوپلزئی کے فیصلوں کا جائزہ لے کر قوم کو بتائیں کہ آیا سائنسی معیار کے مطابق اُن کے فیصلے درست تھے یا نہیں، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ "رویتِ ہلال ریسرچ کونسل" کے خالد اعجاز مفتی آپ کو قیام پاکستان سے لے کر اب تک، بلکہ آنے والے سالوں کا بھی پورا ڈیٹا فراہم کر دیں گے۔ وفاقی وزیر سائنس و ٹیکنالوجی جناب فواد چودھری سے بھی ہمدردی ہے، ہم منتظر ہیں کہ وہ اپنے ماہرین کی ٹیم سے رویتِ ہلال کا کئی برسوں کا پیشگی کیلنڈر بنا کر اُس کی جناب مفتی شہاب الدین پوپلزئی سے توثیق کرا دیں، حال یہ ہے کہ پوری ریاست جنابِ پوپلزئی کے سامنے بے بس ہے۔ فواد چودھری کی کمیٹی میں غلام مرتضیٰ ڈپٹی چیف منیجر اسپیس سائنس سپارکو بطورِ رکن ہیں اور شاید انہیں معلوم نہیں کہ وہ کافی عرصے سے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان کے باقاعدہ رکن ہیں۔ جہاں تک محکمہ موسمیات کا تعلق ہے، اُن کی پیش گوئیاں ریکارڈ پر ہیں اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کا اجلاس میٹ کمپلیکس ہی میں ہوتا ہے، جامعۃ الرشید کے پاکستان بھر میں، بالخصوص خیبر پختونخوا میں، علماء پر مشتمل کمیٹیاں

ہیں اور ہر ماہ تفصیلی خبر چھپتی ہے، وہ بھی ہمارے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں اور اُن سے بھی ریکارڈ حاصل کیا جاسکتا ہے، اُن کے ادارے میں باقاعدہ شعبۂ فلکیات قائم ہے۔ ہفتہ 18 اگست 2012ء کو میرانشاہ میں عید الفطر تھی جبکہ اُس دن سعودی عرب اور پشاور میں روزہ تھا اور یہ اعلان بھی ''مقدس شہادتوں'' کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ اسی طرح 16 جولائی 2015 کو چاند سورج سے پہلے یا تقریباً ساتھ غروب ہوگیا تھا لیکن جنابِ پوپلزئی نے غروب آفتاب کے بعد شہادتوں کی بنیاد پر چاند کی رویت کا اعلان کردیا۔ سوال یہ ہے کہ فواد چودھری صاحب اپنی سیاسی کرامت سے ان مسائل کو کس طرح حل کریں گے۔ اگر ماہرین فلکیات کی رائے پر کسی نے فیصلہ کرنا ہے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ آیا یہ کیلنڈر امکانِ رویت (Visibility) پر ہوگا یا کسی اور فارمولے پر، کیونکہ مسلمان رویتِ بصری کو مدار بناتے ہیں، جو حدیث پاک میں منصوص ہے۔ سپارکو اور محکمہ موسمیات کی رپورٹ کے مطابق اتوار کی شام پاکستان میں کسی بھی مقام پر امکان رویت نہیں تھا۔ انگلینڈ کا معیاری وقت ہم سے چار گھنٹے پیچھے ہے، یعنی وہاں چاند کو مزید وقت مل جاتا ہے لیکن وہاں بھی چاند نظر نہیں آیا، بھارت، بنگلہ دیش، عمان اور مراکش میں بھی رمضان المبارک کا آغاز منگل سے ہوا، کیا یہ سب ممالک مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان کی پیروی کرتے ہیں؟ ملائیشیا اور ترکی وغیرہ میں کیلنڈر کے مطابق رمضان کا آغاز ہوتا ہے لیکن اُن کا کیلنڈر امکانِ رویت پر مبنی نہیں ہے، اس لیے ہمارے ممالک میں وہ قابلِ عمل نہیں ہوسکتا۔ عرب ممالک اور جنابِ مفتی شہاب الدین پوپلزئی کسی کو جوابدہ نہیں ہیں، اس لیے ریاستی اعلان کے بعد نہ وہاں ٹیلی ویژن پر مباحثے ہوتے ہیں، نہ اخبارات میں آرٹیکل لکھے جاتے ہیں، اُن ممالک میں ریاست کی رِٹ چلتی ہے، اپنے ملک کا حال سب کو معلوم ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ شہادتیں نہیں سنی جاتیں، تو شہادت علی الاطلاق روئے زمین کے کسی بھی معیار کے مطابق قطعی حجت نہیں ہے، اگر ہر شہادت قطعی حجت ہوتی تو عدالتوں میں گواہوں پر جرح کی ضرورت ہی پیش نہ آتی، محض گواہی سن کر فیصلے صادر کردیئے جاتے اور وکالت کا شعبہ کالعدم ہوجاتا، لیکن شہادت کا ردّ وقبول قاضی کا اختیار ہے۔

مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان شہادات کو سنتی ہے، ماہرین اور علماء جرح کرتے ہیں اور اپنے اطمینان کے مطابق شہادت کے رَدّ یا قبول ہونے کی بابت رائے دیتے ہیں۔ اب یہ حکومت کی صوابدید پر ہے کہ پورے پاکستان، جس میں بعض مستثنیات کے سوا صوبہ خیبر پختونخوا کے اکثر علاقے شامل ہیں، کو پیشِ نظر رکھتی ہے یا سب کو ایک محدود حلقے کے تابع بناتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مخصوص علاقوں کو مطمئن کرنے کی پاداش میں پورے پاکستان کو عدمِ اطمینان میں مبتلا کر دیا جائے۔ ماہر فلکیات ڈاکٹر شاہد قریشی لکھتے ہیں "عام طور پر دنیا میں نئے چاند کی رویت یا امکان رویت کے حوالے سے قمری ماہ کی 29 تاریخ کو تین ریجن ہوتے ہیں، ریجن اے: جس میں ہلال کی واضح رویت کا امکان ہوتا ہے، ریجن بی: جہاں صورت حال غیر یقینی ہوتی ہے، ریجن سی: جس میں ہلال کی رویت کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اگر حقیقی رویت کے امکان پر مبنی کوئی مستقل کیلنڈر بنایا جاتا ہے اور ہمارا ملک ریجن بی میں آتا ہو تو اُس صورت میں یہ کیلنڈر قطعی ناکام ہو گا لیکن اگر حقیقی رویت کے امکان پر مبنی کیلنڈر نہیں بنایا جاتا تو یہ رسول اللہ ﷺ کے احکام کے بالکل منافی ہے۔ شعبہ فلکیات صرف یہ بتا سکتا ہے کہ 29 تاریخ کو ہمارا ملک کون سے ریجن میں آتا ہے۔ لیکن اگر یہ ریجن بی میں ہے تو نہ ماہر فلکیات اور نہ ماہر موسمیات کوئی قطعی پیشگوئی کر سکتا ہے۔ شریعت نے ہمیں پیشگوئی کا نہیں، حقیقی رویت کا حکم دیا ہے۔" اتوار 29 شعبان 1440ھ کو ہمارا خطہ ریجن سی میں تھا، یعنی رویت کا امکان ہی نہیں تھا۔ فواد چودھری صاحب نے رویتِ ہلال پر بھاری رقوم صَرف ہونے کی بات کی ہے اور یہ بات اکثر لوگ لکھتے رہتے ہیں، ریکارڈ نکال کر بتائیں کہ رویتِ ہلال کے حوالے سے 19 سال میں سرکاری خزانے سے مجھے کیا ملا ہے تاکہ میں چودھری صاحب کے توسط سے واپس جمع کر دوں، وزیر اعظم عمران خان سے بھی سوال ہے کہ آیا یہ پی ٹی آئی کا سرکاری مؤقف ہے؟"

21 مئی 2019ء کو جنابِ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے ایک ویڈیو بیان میں، جو سوشل میڈیا پر نشر ہوا، اس حوالے سے درج ذیل خیالات کا اظہار فرمایا:

''مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی نے شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ جب تک ہمارے پاس یہ منصب ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، پوری قوم کو یقین دلاتے ہیں کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے، کسی شخص کی شخصی خواہشات کو مدّ نظر نہیں رکھیں گے۔ میں پوری قوم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ روزہ فرض عین ہے۔ آندھی آئے، طوفان آئے، کوئی بھی حالات ہوں، رمضان کا روزہ کسی کو عذرِ شرعی کے بغیر چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی رمضان مبارک کا روزہ عذرِ شرعی کے بغیر چھوڑتا ہے اور وہ ساری زندگی بھی نفلی روزے رکھے گا تو اس ایک روزے کے اجر کو نہیں پا سکے گا۔ عید الفطر کی نماز فقہ حنفی میں واجب ہے، فقہ مالکی اور فقہ شافعی میں سنتِ مؤکدہ ہے جبکہ فقہ حمبلی میں فرضِ کفایہ ہے۔ اگر کبھی عید الفطر کے روز آندھی یا طوفان آجائے اور مسلمان یکم شوال کو عید الفطر کی نماز ادا نہ کر سکیں تو دو شوال کو پڑھ سکتے ہیں لیکن روزہ مؤخر نہیں ہو سکتا۔ اگر 30 کا مہینہ ہے تو رمضان المبارک کی 30 تاریخ کو ہر صورت روزہ رکھنا ہوگا، اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔''

اگلے روز 22 مئی 2019ء کو جنابِ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے ایک اور ویڈیو بیان میں، جو سوشل میڈیا پر نشر ہوا، اس حوالے سے درج ذیل خیالات کا اظہار فرمایا:

''حدیث پاک میں سید المرسلین ﷺ کی صریح تعلیم ہے کہ ہلال کو دیکھ کر رمضان کا آغاز کرو، ہلال کو دیکھ کر رمضان کا اختتام کرو اور عید الفطر مناؤ۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رویت کو علم کے معنی میں لیا جائے، اگر غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر دو یا پانچ منٹ بھی ہے تو سائنسی اعتبار سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ نیا مہینہ شروع ہو گیا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے اصول فقہ کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ یہ اصول درج ہے کہ کسی لفظ یا کسی کلمے کو اس کے حقیقی معنی سے مجازی معنی پر تب محمول کریں گے جب حقیقی معنی متعذر رہوں۔ رویت کے حقیقی معنی کہ آنکھ سے دکھائی دینا متعذر نہیں ہیں۔ جب ہلال ہوتا ہے تو سب کو دکھائی دیتا ہے لہٰذا ہم اس مجازی معنی کی طرف نہیں جائیں گے، خصوصاً اس خطے کے مسلمان یہ نظریہ کبھی بھی قبول نہیں

کریں گے لہٰذا رویتِ ہلال کا فیصلہ رویتِ بصری پر ہوگا۔ ہمارے لبرل محققین کو خواہ یہ بات ناگوار گزرے لیکن اگر جمہوریت کی بات کی جائے تو اس پورے خطے کی جمہور کا فیصلہ یہ ہے کہ رویت بصری پر ہلال کی رویت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اسے مجازی معنی میں نہیں لیں گے۔''

مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئر مین مفتی منیب الرحمٰن صاحب کے درج بالا الفاظ اور تحریروں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ نہ صرف سائنس اور ٹیکنالوجی سے مدد لینے اور اسے اپنانے کے حق میں ہیں بلکہ بسا اوقات اُسے لازم سمجھتے ہیں اور اِس حوالے سے اجتہاد کے بھی قائل ہیں۔

حکومتِ پاکستان کے سرکاری ہجری کیلنڈروں کی تاریخوں میں ابہام

ایک بات طے ہے کہ جب سائنس کہے کہ فلاں شام ہلال کی رویت کسی صورت ممکن نہیں، ٹیلی سکوپ سے بھی ممکن نہیں تو پھر اُس شام آنے والی رویتِ ہلال کی تمام شہادتوں کو رد سمجھا جائے گا اور کیلنڈر میں اگلے روز جاری مہینے کی 30 تاریخ درج کی جائے گی، اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ کیلنڈر کے حوالے سے ابہام اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب سائنس کہے کہ ہلال دکھائی دے سکتا ہے اور نہیں بھی دے سکتا، ایسی صورت میں کیلنڈر تیار کرنے والے اگلے روز کو جاری مہینے کی 30 تاریخ لکھیں گے یا نئے ماہ کی یکم تاریخ ظاہر کریں گے۔ اسی طرح ایک اور انتہائی اہم کیفیت بھی پیش نظر رہے، سائنس کہتی ہے کہ فلاں تاریخ کو پاکستان بھر میں جہاں بھی مطلع صاف ہوا، ہلال لازمی دکھائی دے گا، اُس روز سائنسی لحاظ سے ہلال کی رویت کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اگر اس روز ملک بھر میں بادل چھا جائیں (بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ پاکستان بھر اور ہمسایہ ممالک میں بھی گہرے بادل چھا گئے ہیں) تو ایسی صورت میں کیا اگلے روز نئے قمری ماہ کا آغاز تصور کیا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے چشم پوشی کر لی جائے گی کہ "نئے ہلال کو دیکھے بغیر رمضان کا آغاز نہ کرو اور نیا ہلال دیکھے بغیر عید نہ مناؤ، اگر مطلع ابر آلود ہونے کی بنیاد پر (29 رمضان کو) ہلال نظر نہ آئے تو 30 کا مہینہ مکمل کرلو۔"

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: 1906، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1080)

درج بالا سطور کو عملی طور پر سمجھنے کے لیے ہمیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ وزارت

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ویب سائٹ پر جو پانچ برس یعنی 2019ء تا 2024ء کے کیلنڈر یا نئے قمری ماہ کے آغاز کی تواریخ دی گئی ہیں ان میں ذی القعدہ 1440ھ کا آغاز جمعرات 4 جولائی 2019ء سے کیا گیا ہے یعنی 3 جولائی 2019ء کی شام کو رویتِ ہلال یقینی ظاہر کی گئی ہے۔ حکومت پاکستان کی اپنی ویب سائٹ پر جو فلکیاتی اعداد و شمار دیے گئے ہیں، ان میں 3 جولائی 2019 کی شام غروب آفتاب کے وقت امکان رویتِ ہلال کی کیفیت ''سی'' ہے۔ آپ کے علم میں ہے اور اسی ویب سائٹ کے مطابق ''اے'' کیفیت ظاہر کرتی ہے کہ مطلع صاف ہونے پر ہلال کی رویت ننگی آنکھ سے با آسانی ہو جائے گی۔ ''بی'' کیفیت ظاہر کرتی ہے کہ ہلال کی رویت ننگی آنکھ سے بہترین کیفیات میں ہی ممکن ہوگی۔ ننگی آنکھ سے رویت ہلال کی کیفیت ان دو کیفیات تک ہی محدود ہے۔ ''سی'' کیفیت اس امر کی غماز ہے کہ رویتِ ہلال کے لیے بصری آلات کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اب ایسی صورت میں کیلنڈر تیار کرنے والے کیسے یقینی طور پر ہلال کی رویت کے امکان کو رد کریں گے یا قبول کریں گے۔ چنانچہ آئندہ ماہ ہی یہ کیلنڈر انتشار کا شکار ہو جائے گا۔

ربیع الثانی 1441ھ کا آغاز جمعرات 28 نومبر 2019ء سے کیا گیا ہے۔ یعنی 27 نومبر 2019 کو رویت ہلال یقینی قرار دی گئی ہیں جبکہ 27 نومبر کی شام کو بھی کراچی اور جیوانی میں امکان رویتِ ہلال کی کیفیت ''سی'' ہے۔

عید الفطر 1441ھ اتوار 24 مئی 2020ء کو ظاہر کی گئی ہے یعنی یہ طے کر لیا گیا ہے کہ 29 رمضان المبارک 1441ھ بمطابق 23 مئی 2020ء کو ہلال کی رویت یقینی ہے جبکہ 23 مئی 2020ء کی شام بھی کراچی اور جیوانی میں امکان رویت ہلال کی پوزیشن ''سی'' ہے۔

رجب المرجب 1442ھ کا آغاز ہفتہ 13 فروری 2021ء سے کیا گیا ہے جبکہ 12 فروری 2021 کی شام کراچی اور جیوانی دونوں مقامات پر امکانِ رویتِ ہلال کی کیفیت ''سی'' ہے۔

جمادی الثانی 1443ھ کا آغاز منگل 04 جنوری 2022ء سے ظاہر کیا گیا ہے جبکہ 03 جنوری 2022ء کی شام بھی کراچی اور جیوانی میں امکان رویت ہلال ''سی'' کی کیفیت ظاہر کر رہا ہے۔

اسی طرح رجب المرجب 1444ھ کا آغاز پیر 23 جنوری 2023ء سے ہونا ظاہر کیا گیا ہے جبکہ 22 جنوری 2023ء کو کراچی اور جیوانی دونوں مقامات ''سی'' کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔

2023ء میں ہی یکم جمادی الاول بدھ 15 نومبر کو لکھی گئی ہے جبکہ 14 نومبر 2023ء کی شام امکان رویت ہلال کراچی اور جیوانی میں ''سی'' کی کیفیت ظاہر کرتا ہے۔

وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی، حکومت پاکستان کی اس ویب سائٹ پر فی الحال موجود آخری کیلنڈر 2024ھ کا ہے جس کے مطابق ہجری سال 1446ھ کا آغاز اتوار 07 جولائی 2024ء سے ہوگا جبکہ 06 جولائی کی شام کراچی اور جیوانی میں امکان رویت ہلال جب ''سی'' ظاہر کر رہا ہے تو یکم محرم الحرام 07 جولائی 2024ء کو کیسے یقینی قرار دے دی گئی ہے۔

بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ وہ پاکستان میں نہ صرف رویتِ ہلال پر انتشار کی کیفیت کو ختم کرے بلکہ ہر قسم کا انتشار ختم کر کے پاکستان کے تمام طبقات میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کے علاوہ احادیثِ مبارکہ پر بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثمہ آمین، یارب العالمین!

کُتب مطالعہ

1۔ اسلامی ماہ اور رویتِ ہلال (یعقوب اسماعیل قاسمی) مجلسِ تحقیقات شرعیہ برطانیہ، ڈیوز بری (1990ء)۔

2۔ جوہر تقویم (ضیاء الدین لاہوری) جمعیۃ پبلیکیشنز، لاہور (2004ء)۔

3۔ رویتِ ہلال (امداد حسین کاظمی) مکتبہ تہذیب الاسلام، لاہور (1967ء)۔

4۔ رویتِ ہلال (محمد جعفر شاہ پھلواری) ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور (1967ء)۔

5۔ رویتِ ہلال (مفتی محمد شفیع) فرید بک ڈپو، دہلی، بھارت (ب ت)۔

6۔ رویتِ ہلال اور اس کا شرعی ثبوت (پیر کرم شاہ الازہری) ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور (1405ھ)۔

7۔ رویتِ ہلال (مفتی منیب الرحمٰن) ادارہ عرفان التوقیت، دار العلوم نعیمیہ، کراچی (2018ء)۔

8۔ رویتِ ہلال کے بارے میں چند غلط فہمیوں کا ازالہ (ڈاکٹر نور احمد شاہتاز) صدیقی ٹرسٹ، کراچی (ب ت)۔

9۔ رویتِ ہلال موجودہ دور میں (ضیاء الدین لاہوری) ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور (1407ھ)۔

10۔ سعودی عرب کی رویت کے بارے میں شرعی تحقیق (یعقوب اسماعیل قاسمی) مطبوعہ مرتب، ڈیوز بری، برطانیہ (ب ت)۔

11۔ فتاویٰ علماء البلاد فی توحید الصوم والاعیاد (مفتی غلام قادر نعمانی) مؤتمر المصنفین، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک (1420ھ)۔

12۔ فلکیات جدیدہ (محمد موسیٰ روحانی بازی) استاد جامعہ اشرفیہ، لاہور (1392ھ)۔

13۔ مسئلہ رویتِ ہلال، ادلہ شرعیہ کی روشنی میں (عبداللہ بن محمد بن حمید ۔ ترجمہ از محمد رفیق اثری) اثری ادارہ نشر و تالیف، ملتان (ب ت)۔

14۔ یکساں اسلامی کیلنڈر (مظہر محمود قریشی) پاکستان اکیڈمی آف سائنسز، اسلام آباد (ب ت)۔

15- An Overview of Crescent Moon Sighting (Maulana Yaqub Qasmi, Translated by Dr. Ayyub Patel) Islamic Research Institute of Great Britain, Dewsbury, U.K. (1993 A.D).

16- Foundation of Geography (D.M. Preece and H.R.B. Wood) University Tutorial Press, London, U.K. (1976 A.D).

17- Islamic Lunar Calendar and Prayer Times (Professor Tariq Muneer) Zoomin Communications, Karachi (N.D).

18- The Spirit of Hijra and It, Revival In Modern Times (Mahmood Ahmad Ghazi) Islamic Research Institute, Islamabad (1401 A.H).

WEB SITES

www.ummah.net/ildl/mooncalc.html
www.hilal-sighting.com
www.ummah.net/moonsighting
www.moonsighting.com
www.starlight.demon.co.uk/ildl/zone3

ماہانہ جرائد الحق (اکوڑہ خٹک)، الفرقان (لکھنؤ، بھارت)، ترجمان القرآن (لاہور) تکبیر ٹائمز (فیصل آباد)، تہذیب (کراچی)، روحانی دنیا (کراچی)، منہاج القرآن (لاہور) کے علاوہ دیگر متعدد جرائد اور اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین۔

حساب دان جس تاریخ کو امکانِ رویت بتاتے ہیں اس دن سے پہلے اگر رویت ہلال کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور یہ جمہور کے تعامل کے بھی خلاف ہے۔

(حضرت جی مولانا انعام الحسن کاندھلوی)

اگر کوئی ثقہ شخص بھی ہلال کی رویت پر ایسی صورت میں گواہی دیتا ہے جبکہ عقلاً رویت محال ہو تو اس کی گواہی رد کر دی جائے گی اور عقل کے تقاضہ پر عمل ہوگا۔

(مولانا برہان الدین سنبھلی)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رویت کو علم کے معنی میں لیا جائے۔ جب ہلال ہوتا ہے تو سب کو دکھائی دیتا ہے لہٰذا ہم اِس مجازی معنی کی طرف نہیں جائیں گے، خصوصاً اس خطے کے مُسلمان یہ نظریہ کبھی بھی قبول نہیں کریں گے لہٰذا رویت ہلال کا فیصلہ رویتِ بصری پر ہوگا۔

(مولانا مُفتی منیب الرحمٰن)

اگر حقیقی رویت کے امکان پر کوئی کیلنڈر بنایا جاتا ہے اور ہمارا ملک ریجن بی (جہاں صورت حال غیر یقینی ہوتی ہے) میں آتا ہو تو اُس صورت میں یہ کیلنڈر قطعی ناکام ہوگا۔ شریعت نے ہمیں پیش گوئی کا نہیں، حقیقی رویت کا حکم دیا ہے۔

(ڈاکٹر محمد شاہد قریشی)

مسئلہ (رویت) حقیقتاً ایسا نازک اور اہم ہے کہ اس کی طرف بین الاقوامی سطح پر اور ممالکِ اسلامیہ کے مؤقر اور معروف اداروں کی طرف سے اظہار خیال اور بے اطمینانی واستعجاب کا اظہار ہونا چاہیے اور اس مسئلہ پر پوری عالمانہ، فقیہانہ اور ذمہ دارانہ طریقہ پر توجہ کرنے کی دعوت دینی چاہیے۔

(مولانا سید ابوالحسن ندوی)

سعودی عرب میں کئی مرتبہ چاند کی ولادت سے پہلے ہی شہادت کو معتبر ماننے کا جو واقعہ پیش آیا ہے وہ احقر کی نظر میں محل نظر ہے اور متعدد سعودی عُلماء سے احقر نے گفتگو کی ہے، وہ بھی اس معاملے میں پریشان نظر آئے لیکن چونکہ مسئلے کا تعلق مجلس القضاء الاعلیٰ (ریاض) سے ہے، اس لیے وہ بے بس تھے۔

(مولانا مُفتی محمد تقی عُثمانی)

محترم جناب ضیاء الدین لاہوری نے ۱۹۸۴ء میں سعودی عرب کے ذمہ داروں کے سامنے ایک تجویز پیش کی تھی۔ اگر اس وقت یہ تجویز قبول کر لی جاتی تو سعودی عرب کی رویت کا مسئلہ کبھی انتشار کا باعث نہ بنتا مگر ایسا نہ ہو سکا۔ آج بھی یہ تجویز سعودی عرب کے ذمہ داروں کے ہاں شرفِ قبولیت پا جائے تو انتشار و اختلاف کے ختم ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔

(حافظ محمد اقبال رنگونی)

دارُالکتاب
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
042-37241268-0321-4650131
E-mail:duklahore@gmail.com

Price Rs. 600/-